روشنی یا نبی ﷺ

نعتیہ نظمیں

ریاض حسین چودھری رحمۃ اللہ علیہ

ریسرچ سینٹر

نعت گوئی ریاض حسین چودھری کے لیے محض شعری اظہار نہ تھی بلکہ طرزِ حیات کا درجہ رکھتی تھی۔ علاوہ ازیں اصنافِ سخن کی جداگانہ فنی ضرورتوں کے شعور کے باوجود ان کے نزدیک تخلیقی عمل میں بنیادی حیثیت اُس فکر و احساس کی تھی جو تخلیقی اظہار کا موجب ہوتا ہے۔ انھوں نے مختلف اصنافِ سخن میں کثیر نعتیہ سرمایہ پیش کیا جو اپنے جذبہ و آہنگ اور اسلوب کی تازگی کے باعث اپنی ایک انفرادی شناخت رکھتا ہے۔

''روشنی یا نبیؐ'' ریاض حسین چودھری کی نعتیہ نظموں کا مجموعہ ہے جو زبان و بیاں کی نفاست، جذبوں کی گہرائی، عصری احوال و مسائل میں سیرت سے استفادے کے شعور کے ساتھ اُن رموز سے آراستہ ہے جو جدید نعت کی پہچان ہیں۔ یہ نظمیں ایک طرف تخلیق کار کی انفرادی عقیدت و محبت، جذبوں، اُمنگوں اور آرزوؤں کی ترجمان ہیں تو دوسری طرف ہماری دینی و تہذیبی اقدار اور اجتماعی شعور کی حامل بھی ہیں۔

اردو کے نظم نگار شعرا نے جو نعتیہ نظمیں تخلیق کی ہیں ان میں زیادہ تو جہ ایجاز و اختصار پر رہی ہے مگر بعض تخلیق کاروں نے طویل، یعنی پوری ایک کتاب کے حجم میں بھی نعتیہ نظمیں تخلیق کی ہیں۔ ان میں سے بعض نظمیں اپنی جگہ شاہکار بھی مانی گئی ہیں مگر یہ آسان کام نہیں ہے۔ ایسی نظموں میں یہ ہوتا ہے کہ اکثر جذبے کا وفور اس درجہ غالب آ جاتا ہے کہ نظم کی فکری جہت اور فنی لوازم پر شاعر کی گرفت کم زور پڑ جاتی ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ ریاض حسین چودھری اس جادۂ دشوار سے سلامت روی کے ساتھ گزرے ہیں۔ اس کتاب میں شامل نظموں سے پہلے بھی میری نظر سے ان کی کئی طویل نظمیں مثلاً ''طلوعِ فجر''، ''سلام علیک'' اور ''دبستانِ نو'' میں شامل کئی نظمیں گزری ہیں۔ یہ نظمیں کامیابی سے اپنا فکری و فنی دائرہ مکمل کرتی دکھائی دیتی ہیں۔ مجھے یقین ہے ''روشنی یا نبیؐ'' بھی اُن کی دوسری نعتیہ تخلیقات کی طرح معاصر ادبی منظرنامے پر نظم میں نعت نگاری کی تخلیقی جہتوں کو نمایاں کرنے کا سبب بنے گی۔ اس بابرکت مجموعے کی پذیرائی میرے لیے ذاتی طور پر طمانیت کا باعث ہے۔

صبیح رحمانی

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

روشنی یا نبی ﷺ

نعتیہ نظمیں

ریاض حسین چودھریؒ

ترتیب و تدوین:

شیخ عبدالعزیز دباغ

نعت ریسرچ سنٹر

B-306، بلاک 14، گلستانِ جوہر، کراچی
موبائل نمبر: 0332-2668266
sabeehrehmani@gmail.com
www.sabih-rehmani.com

اے خدا!

میں تجھ سے تیرے حبیب ﷺ کی نعت کا صلہ مانگتا ہوں

وہ یہ کہ

تہذیبِ نو کو بھی عہدِ رسالت مآب ﷺ کی مہذب ساعتوں کا صدقہ عطا ہو

روشنی یا نبی ﷺ

نعتیہ نظمیں

(20واں مجموعہ کلام)

(اِشاعت بعد اَز وفات)

ریاض حسین چودھریؒ

ترتیب و تدوین:

شیخ عبدالعزیز دباغ

نعت ریسرچ سنٹر

B-306، بلاک 14، گلستانِ جوہر، کراچی

موبائل نمبر: 0332-2668266

نعت ریسرچ سینٹر

ہمارا نصب العین! نعتیہ اَدب کا فروغ

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

کتاب	:	روشنی یا نبی ﷺ
شاعر	:	ریاض حسین چودھریؒ
ترتیب و تدوین	:	شیخ عبدالعزیز دباغ
کمپوزنگ	:	محمد اشفاق انجم، نعیم احمد، محمد کاشف
بار اوّل	:	جنوری 2022ء
تعداد	:	400
صفحات	:	368
قیمت	:	-/900 روپے

شائع کردہ

نعت ریسرچ سینٹر

B-306، بلاک 14، گلستانِ جوہر، کراچی۔

ISBN 978–969–8918–75–0

شاعرِ رسول ﷺ

حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ

کے نام

ایک اک نقشِ قدم،

ایک اک حسنِ سما،

ایک اک خلدِ ادب،

ایک اک رنگِ چمن،

ایک اک حرفِ کرم،

نور و نکہت کے قلم کے نور سے

عشق کے اوراق پر

نعت کی صورت میں ہے لکھا گیا

ترتیب

اظہاریہ

1	ریاض کا وفورِ مدحت ..... ڈاکٹر ریاض مجید	15
2	ریاض کی نعت گوئی ..... نوید صادق	37
3	روشنی کا شاعر ..... شیخ عبدالعزیز دباغ	45
4	آرزوئے والی کونینؐ	59
5	آرزوئے سحر	62
6	منظرِ شب	64
7	فریاد	66
8	حضورؐ! آج بھی آنسو رقم ہیں ہاتھوں پر	68
9	بیاضِ نعت کی دعا	71
10	ڈپریشن کے حوالے سے ایک حمدیہ/نعتیہ نظم	73
11	یا مصطفیٰؐ، یا سیّدِ سادات السّلام	74
12	سلام میرے قلم کی دعاؤں کا آقاؐ	77
13	پڑھو درود و سلام اُس پر	88

14	میرے پاکستان کے شام وسحر کا بھی سلام	90
15	اے مکینِ گنبدِ خضرا سلام	92
16	حُبِّ ختم المرسلینؐ	96
17	فرشتو! نامۂ اعمال میں یہ بھی تو لکھو گے	100
18	میلاد کا موسم	107
19	آئے حضورؐ، روشنی قدموں میں گر پڑی	111
20	۱۲ ربیع الاول	114
21	آئے ہیں حضورؐ	116
22	گنبدِ خضرا	119
23	ہر سخن کی ترجماں ہے عیدِ میلاد النبیؐ	121
24	اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر	124
25	آج کا مہمانِ عرشِ بریں کون ہے	135
26	پوچھا ہے مدینے کی ہواؤں سے کسی نے	139
27	امن کے موسم کی آرزو	144
28	دمِ پرسش	145
29	دستارِ امم	147
30	اب کے برس بھی نعت کے گلشن کھلے رہے	148

31	آدابِ شہرِ مدحت میں جانتا نہیں ہوں	156
32	آؤ مرے حضورؐ کے فرمان کی طرف	159
33	تشنہ بہت ہے مٹی آقاؐ مرے بدن کی	163
34	منصب ثنا کا حشر کے دن بھی ملا رہے	164
35	اے مدینے کے مسافر!	166
36	اپنی چوکھٹ پہ کسی روز بلائیں آقا	168
37	صبا آ کر مجھے احوالِ طیبہ کے بتائے گی	170
38	**یا رسول اللّٰہ اُنظُر حالنا**	176
39	کہاں اک بے نوا شاعر، کہاں آیاتِ قرآنی	178
40	خدا اگر تمہیں توفیق دے تو ہمسفرو!	185
41	التماس بحضور مرسلِ مرسلاںؐ	189
42	مجھے طیبہ کی گلیوں کا مصوّر کر	191
43	ابھی تک کھڑا ہوں حصارِ ادب میں	192
44	خوف	195
45	موسم تمام خلدِ مدینہ کے نام ہوں	197
46	اونچی فصیلوں سے نکلنے کی تمنا	201
47	ریاض آپؐ کی چشمِ کرم کا طالب ہے	202
48	نقشِ قدم	204

49	سفارش	205
50	جائے پناہ	206
51	حضورؐ، میرے عدو کو بھی عافیت کا پیام	207
52	ابھی جھوٹے خداؤں کی عملداری میں زندہ ہوں	209
53	چراغِ آرزو	211
54	تخلیقِ نعت کا اساسی عمل	213
56	پیرہن میرے قلم کو خاکِ طیبہ کا ملے	215
57	اے شہرِ خنک!	218
58	چلو اُس پار ہم بھی روشنی کے ساتھ چلتے ہیں	220
59	تلاش	223
60	قاتلوں کا بھی روزِ حساب آئے گا	227
61	زائرِ خلدِ طیبہ سے	232
62	قریۂ نسبت محمدی	234
63	ہوا رو پڑی ہے	239
64	ہمارا خوشنوا شاعر	242
65	آیا ہے بلاوا	247
66	کرم ہی کرم	249
67	چراغ لے کے مؤدب کھڑی رہی خوشبو	253

68	سرکارؐ	255
69	فریاد	257
70	بال و پر سب ہمارے مدینے میں ہیں	259
71	آرزوئے مدینہ کیا کر	260
72	سرکارؐ کرم فرمائیں گے	262
73	سانحہ نشتر پارک	264
74	اجازت یا رسول اللہ، اجازت یا رسول اللہ	266
75	امت حصارِ غم میں کھڑی ہے مدد مدد	268
76	گذر رہی ہے مدینے کے لالہ زاروں میں	270
77	تاج وتختِ انبیاء ہے آپؐ کا شہرِ کرم	272
78	نیا نعتیہ گیت	282
79	یارسول اللہؐ کرم	285
80	نعتیہ ماہیے	288
81	چاندنی اتری ہے طیبہ کے درودیوار پر	290
82	مری لوحِ دعا کے ہاتھ پر لاکھوں قلم اترے	292
83	کبھی ہم بےنواؤں کو ملے حکمِ سفر آقاؐ	294
84	پریشان نہ ہوں	296

85	لبِ تشنہ کی اے پیاسی دعاؤ! دو گھڑی رکنا	299
86	آپؐ میرِ اممؐ، آپؐ خیرالبشرؐ	302
87	کروڑوں درود اور کروڑوں سلام	305
88	مدینے کے تصور میں قلم بھی رقص فرمائے	309
89	عفو و رحمت کی ہتھکڑی	311
90	جھک جھک کے دیں سلامی اشکوں کے آبگینے	313
91	واسطہ آپؐ کو اپنے رحمان کا	315
92	کبھی خوشبوئیں ہاتھ تھامیں گی میرا	317
93	ہر گھر میں چراغاں کرتے چلو	319
94	بہار آ تجھے لے چلیں ہم مدینے	321
95	تاجدارِ حرم	324
96	صبحِ دلنواز	329
97	عمر قید کی التجا	331
98	ٹھہرو!	333
99	فریاد	335
100	ہماری اجتماعی خودکشی پر کون روئے گا	337
101	شہرِ حضورؐ میں	339
102	سوال	341

103	احوالِ امتِ مظلوم	342
104	سفرِ مدینہ	344
105	استغاثہ	347
106	معمولات	354
107	میرے آقاؐ!	355
108	میں ہوائے شہرِ طیبہ سے مخاطب ہوں ریاضؔ	356
109	یارسول اللہ اُنظر حالنا	358
110	۲۰۱۵ء کی آخری نعتیہ نظم	361
111	مجھے طیبہ نگر کی چاند راتیں یاد آتی ہیں	363
112	دھوپ ہی بن گئی ہے مرا سائباں	366

فرشتو! نامۂ اعمال میں یہ بھی تو لکھو گے
صبا کے سبز آنچل پر گلابِ نور رکھتا ہے
ہُدائے آسمانی کے دیے کرتا ہے یہ روشن
دھنک اس کے قلم کو چوم لیتی ہے محبت سے

ریاض حسین چودھریؒ کا وفورِ مدحت

ریاض حسین چوہدری معاصر نعت کا وہ اعتبار ہیں جنہوں نے مقدار اور معیار دونوں حوالوں سے اُردو نعت کی تخلیق میں نمایاں کام کیا۔ نعت رسول اکرم ﷺ سے ان کی وابستگی ہمہ وقتی تھی۔ وفور اُن کی نعت نگاری کا منفرد حوالہ ہے جو اُن کی زندگی ہی میں اپنا یقین اور اعتماد قائم کر چکا تھا۔ گزشتہ چار پانچ دہائیوں میں اردو نعت کے کئی معتبر نام سامنے آئے لیکن نعتیہ احساسات و جذبات کے اظہار میں جو 'وفور' چوہدری صاحب کے حصے آیا وہ انہی سے خاص ہے۔ اُن کی وفات کے بعد اِس وفور کی کئی متنوع صورتیں سامنے آئیں۔ انہوں نے افقی (Horizental) اور عمودی (Vertical) دونوں حوالوں سے اردو نعت میں کئی اضافے کئے۔ افقی سطح کو نعت کے مواد، مضامین وموضوعات اور افکار و خیالات سے 'تعبیر' کیا جائے اور عمودی سطح کو نعتیہ اظہار کے قرینے، اسالیب اور ہئیتی تنوع کے مفہوم میں لیا جائے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے ہر لحاظ سے اُردو نعت کو ثروت مند کیا۔ 'تعبیر' اور 'مفہوم' کی یہ حد بندی عاجز کی ایجاد بندہ ہے جو اپنے سیاق و سباق کی وضاحت کے لئے کچھ تفصیل چاہتی ہے۔

اردو نعت کا آغاز جب عربی اور فارسی کے ذریعے برّصغیر میں نئی نئی آنکھیں کھولنے والی زبان اردو میں ہوا تو اس کے ابتدائی نمونے صوفیائے کرام کی بعض جکریوں (روزمرّہ کے کام کاج کے دوران میں زیرلب یا ذرا اونچی آواز میں دہرائے جانے والے اذکار پر مشتمل دو دو چار چار بندوں کی چھوٹی چھوٹی نظمیں، جکری ذکر کے مفہوم میں ہے) میلاد ناموں، جنگ ناموں، وفات ناموں، معراج ناموں، وفات ناموں، معجزات ناموں

اور غزل ،قصیدہ کی صورت میں سامنے آئے۔ پچھلی چار صدیوں میں اردو نعت اپنے ابتدائی نمونوں سے یک کتابی طویل نظموں تک میں اپنے ارتقاء کے کئی مراحل طے کر چکی ہے۔ یہ تکمیل رُو صنف جسے میں 'سیّدالاصناف' کہتا ہوں اردو کی قدیم اور جدید تمام اصناف سخن سے متعارف ہو چکی ہے لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ نعت کے اسلوبیاتی پھیلاؤ میں جس صنف کے یہ زیادہ قریب رہی ہے اور آج بھی ہے وہ غزل کی صنف ہے۔ نعت ہی نہیں دوسری تقدیسی اور عقیدتی اصناف (حمد ومنقبت وغیرہ) کا زیادہ اظہار بھی غزل کی ہئیت میں ہُوا۔ تقریباً ۹۰ فی صد۔۔۔ اور بعض شاعروں کے ہاں ۹۵ سے ۱۰۰ فی صد تک ___ بلاشبہ اردو میں کئی شاعر ایسے ہیں جنہوں نے زندگی بھر جو نعتیہ شاعری کی ہے وہ غزل کی ہئیت میں کی ہے۔ اگر بیسویں صدی کے آخری اور اکیسویں صدی کے پہلے بیس سالوں کی نعتیہ کتابوں میں چھپنے والی نگارشات کی ہئیتوں کے اعداد و شمار کا سرسری انداز میں بھی جائزہ لیں تو ۹۰ سے ۹۵ فی صد والی بات کی صداقت کا احساس ہوتا ہے۔ نعتیہ کتابوں میں زیادہ تر غزل کی ہئیت میں ہوتی ہیں کہیں کہیں کوئی نظم بھی نظر آتی ہے لیکن وہ بھی عنوان کے بعد غزل ہی کی صنف میں ہوتی ہے ___ بند وار نظم ۔ کہیں کوئی معرا نظم، آزاد نظم، رباعی یا نعتیہ قطعہ وغیرہ بھی مل جاتا ہے۔ [ویسے ''اردو نعتیہ کلام میں استعمال ہونے والی اصناف کا ہئیت وار شماریاتی مطالعہ'' تحقیق وتنقید نعت کا ایک اچھوتا موضوع بنتا ہے اس پر کسی ریسرچ سکالر کو کام کرنا چاہیے۔]

اس کی بڑی وجہ ہماری غزل پسند طبیعت ہے ہمیں (فارسی، اردو اور دوسری پاکستانی زبانوں کے شاعروں کو) غزل کی صنف/تکنیک/ ہئیت اظہار کے لئے جتنی موزوں لگتی ہے کوئی دوسری صنف نہیں۔ غزل بلاشبہ اپنے موضوعاتی تنوع، افکار کی ریزہ کاری اور اپنے علائم ورموز کے کلاسیکی ذخیرے کے سبب اظہار کے لیے بہت مفید مطلب ہے۔ مجھ ایسے سہل کاروں کو اس کا یہ فائدہ بھی بہت موافق طبع لگتا ہے کہ اس کی تخلیق کئی نشستوں

میں بھی ہوسکتی ہے۔ دوشعر آج کہہ لئے، دوکل اور دو تین جب موڈ ہُوا۔ یوں اس صنف میں اُس وحدت تاثر کے مجروح ہونے کا اندیشہ نہیں ہوتا جس کی نظم میں ضرورت ہوتی ہے۔ غزل میں چونکہ ہر ایک شعر ایک جداگانہ فکری اکائی کا ترجمان ہوتا ہے اس لئے یہ جب بھی مکمل ہو اور جتنی قسطوں میں بھی تکمیل یاب ہو اپنے مکمل ہونے کا احساس دلاتی رہتی ہے__ نظم میں ایسا نہیں ہوتا اس کے مرکزی خیال کی باقاعدہ منصوبہ بندی__ اس کے مختلف بند، کینٹو، سٹانزے یا حصّے نظم کے داخلی فکری بہاؤ کی مناسبت سے پیش نظر رکھنے پڑتے ہیں، وہ غزل کی نسبت ہم سے زیادہ توجہ طلب کرتی ہے۔

یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ غزل میں بہت بڑی شاعری تو ہوسکتی ہے عالمگیر سطح پر کسی عظیم فن پارے کا اس صنف میں ظہور پذیر ہونا مشکل امر ہے۔ دنیا بھر کی معروف اور بڑی شاعری مثلاً ہومر کی اوڈیسی (Odyssey) ایلیڈ(iliad) فردوسی کا شاہنامہ، مولانا روم کی مثنوی، ملٹن کی جنتِ گم گشتہ(Paradise Lost)ڈانئے کی طربیہ خداوندی Divine comedy سے لے کر ٹی ایس ایلیٹ کی جہانِ خراب(Waste land)علامہ اقبال کی اسرارورموز اور 'جاوید نامہ' وغیرہ ایسی ہیئتوں میں ہیں جن میں معنوی بہاؤ اور فکری وسعتوں کی گنجائش اور اظہار کے متنوع قرینوں کی گنجائش ہے اور وہ غالب کے لفظوں میں تنگنائے غزل سے باہر کی چیز یں ہیں۔مرزا غالب کا یہ شعر نعت کے بارے میں بہت صحیح ہے۔

بقدرِ شوق نہیں ظرفِ تنگنائے غزل
کچھ اور چاہیئے وسعت مرے بیاں کے لئے

نعتیہ بیان کے لئے کسی صنفی وسعت کی تلاش ہمارے شاعروں نے بھی کی __وہ غزل کے صنف سے باہر نکلے۔ انہوں نے یک کتابی طویل نعتوں کے لئے غزل کی

جگہ قصیدہ یا مثنوی یا دوسری ملی جلی ہیئتوں کو استعمال کیا۔ اس حوالے سے کئی ایسی شاہکار کتابیں سامنے آئیں جن میں سیرتی اور نعتیہ مضامین کی ترجمانی کی گئی مثلاً درج ذیل کتابیں دیکھئے:

شاہنامہ اسلام (حفیظ جالندھری) فخر کونین (محشر رسول نگری) دارین (احسان دانش) منحمنا، فارقلیط، حمطایا، عبدہٗ (عبدالعزیز خالد)، سلسلۃ الجرس (عمیق حنفی) رحل نظر (نظر مہدی) مدحت رسول کی (شکیل اورنگ آبادی) وغیرہ وغیرہ یہ طویل یک کتابی غیر غزلیہ (بندوار، مثنوی، قصیدہ یا نظم کی ملی جلی) ہیئتوں میں ہیں۔

ہمارے نعت گو شاعروں میں اس مسئلہ کو ریاض حسین چوہدری نے محسوس کیا۔ انہوں نے غزل کی ہیئت میں متعدد مجموعے تخلیق کرنے کے ساتھ ساتھ غیر غزلیہ ہیئتوں میں بھی نعتیہ اظہار کا سوچا۔ اُن کا زیرِ نظر نعتیہ مجموعہ اُن کے اسی طرزِ احساس کا ثبوت ہے۔ نظم کی ہیئتوں میں ریاض حسین چوہدری نے اپنے دوسرے مجموعوں میں بھی نظم کے کئی نمونے پیش کئے مگر یہ کتاب خصوصیت سے نظموں کے تناظر میں ترتیب دی گئی ہے۔ اس کے مندرجات پر ایک نظر ڈالنے سے اس کتاب میں نعتیہ موضوعات کی کثرت اور ہیئتوں کے تنوع کا احساس ہوتا ہے۔ میں اپنے قارئین کی توجہ پھر اس امر کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ (۱) ریاض نے غزل میں نعت نگاری کے ساتھ نظم کی اہمیت کو محسوس کیا (۲) یہ احساس سرسری نہیں اسی وفور کا حامل ہے جو اُن کی غزلیہ نعتوں میں ملتا ہے بلکہ اس سے کہیں زیادہ کیونکہ مرزا غالب کے لفظوں میں ''تنگنائے غزل'' میں اس ذوق کا وفور سمٹ ہی نہیں سکتا تھا جو وہ نعتیہ محسوسات کے لئے رکھتے تھے۔

نظم کی جو ہئتیں اردو شاعری میں آج مروج ہیں اور جو کبھی مستعمل رہی ہیں ان کی شکلیں بے شمار ہیں۔ پابند نظم، آزاد نظم، معرا نظم، قطعہ بند نظم، ترکیب بند، ترصیع بند، ثم

(نثری نظم) وغیرہ--- نظم سے ایک مفہوم یہ بھی نکلتا ہے کہ غیر غزلیہ ہر صنفِ شاعری اس میں آ جاتی ہے جس میں رباعی ، قطعہ، مثلث یا مسمط کی بہت سی شکلیں شامل ہیں۔ یوں دوسری زبانوں سے اردو شاعری کا حصہ بننے والی اصنافِ شاعری سانیٹ ، ماہیا، دوہے، سی حرفیاں ، بارہ ماہے وغیرہ بھی نظم ہی کی مختلف شکلیں ہیں۔

'نظم کی ہیئتوں میں ریاض کی حمد و نعت' کا جائزہ لیں تو درج ذیل ہیئتیں یا شعری شکلیں نظر آتی ہیں۔

(۱) غزل کی طرز پر لکھی گئی نعتیہ نظمیں (۲) قطعہ بند نظمیں (۳) چار چار مصرعوں والی نظمیں جن کے دوسرے اور چوتھے مصرعے ہم قافیہ ہیں (۴) رجوعی انداز غزل کی صنف میں (۵) ملّی نغمہ نما نظمیں (۶) ہندی انداز کی نظمیں (۷) ٹیپ کے مصرع والی قطعہ بند نظمیں (۸) چار چار مصرعوں پر قطعہ بند نظمیں جن میں استغاثہ اور شہرِ آشوب کا رنگ نمایاں ہے اور امت کے زوال ، انتشار اور ظلم کے ماحول کے باوجود شاعر کی نعت گوئی مدحت کے وفور سے عبارت ہے ۔ان ملی جلی ہیئتوں والی نظموں کے کچھ نمونے دیکھئے:

لکھا یزیدِ وقت نے آبِ فرات پر
اپنے لہو سے کربلا والے کریں وضو
اپنے ہی مدفنوں میں مسلماں رہیں مقیم
افغانیوں کا اب کے برس بھی جلے لہو

ہنگامِ شور و شر کے تسلسل کے باوجود
کلماتِ شکر میری زباں پر سجے رہے
حمدِ خدا کے میں نے بھی روشن کئے چراغ
اب کے برس بھی نعت کے گلشن کھِلے رہے

میری ہے التجا ' ہو تحسین میرے فن کی
آقا چراغ بانٹے خوشبو مرے سخن کی

ٹھنڈی ہوا ادھر سے آتی نہیں ہے آقا
صورت بدل گئی ہے کب سے مرے وطن کی

اس شعر میں علامہ اقبال کے اس شعر کی طرف اشارہ ہے جس میں وہ کہتے ہیں:

میرِ عرب کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے
میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے

آؤ مرے حضورؐ کے فرمان کی طرف ۔۔۔ یہ بھی قطعہ بند نظم ہے۔ نظم کا متن عنوان سے ظاہر ہے۔ ایک بند دیکھئے:

آؤ میرے حضورؐ کے فرمان کی طرف
پروانۂ نجات ملے گا تمہیں ضرور
ہر خوف سے رہائی ملے گی زمین پر
دیں گے ردائے مغفرت آقاؐ مرے حضورؐ

یہ نعت افطاری سے قبل مسجد نبوی میں لکھی گئی

- مصرا نظموں میں' اے مدینے کے مسافر'، صبا آ کر مجھے احوال طیبہ کے بتائے گی'۔

- آزاد نظموں میں' مجھے طیبہ کی گلیوں کا مصور کر'، ' ابھی تک کھڑا ہوں حصار ادب میں'، خوف، اونچی فصیلوں سے نکلنے کی تمنا، ریاض آپؐ کی چشم کرم کا طالب ہے، نقش قدم اور سفارش بہت مؤثر نظمیں ہے۔
- ملی جلی ہیئتوں میں ؎ اپنی چوکھٹ پہ کسی روز بلائیں آقا وغیرہ

بعض نظموں میں ریاض حسین چودھری نے یہ التزام رکھا ہے کہ ہر شعر کا پہلا مصرع ایک ہی ہے جب کہ دوسرے میں وہ کوئی پیغام دیتے ہیں یا دعوت ثنا کی تکرار کرنے میں اسی نظم میں ایک موثر نظم ''خدا اگر انہیں توفیق دے تو ہمسفر و''! ہے۔

- اے شہر خنک،

آ مری آنکھوں میں سما جا

جیسی چند نظموں میں جو ڈرافٹنگ کے اعتبار سے معرّا ہیں مگر انہیں آزاد نظم کے طور پر تحریر کیا ہے، ممکن ہے شاعر نے کسی داخلی کیفیت کو ابھارنے کے لئے موجودہ صورت میں اس کی ڈرافٹنگ کی ہو ۔ ایسی نظموں میں بہت سی لائنیں Run on line کی طرح مدور صوتی آہنگ بناتی ہیں ۔وَفورِ جذبات کے اظہار کے لئے رواں دواں صوتی آہنگ کی موجودہ شکل اچھے تاثرات کی حامل ہے۔

خطابیہ انداز ریاض کا مخصوص انداز ہے۔ وہ اپنی کئی نظموں میں اپنے احباب ، دوست نعت نگار اور ملت اسلامیہ کے عام افراد کو اپنا شریک تجربہ کرنا چاہتے ہیں۔

؎ چلو اُس پار ہم بھی روشنی کے ساتھ چلتے ہیں

ایک ایسی ہی نظم ہے جو دعوت کے ساتھ وفورِ جذبات کی عکاس بھی ہے۔ ہوا ،

مدینہ کے درو دیوار ، موسم، متناسبات مسجد نبوی، زائرانِ حرم ، پرندے، ہر شے ریاض کی مخاطب ہے، یہ انداز اُن کے وفورِ جذبات کا مظہر ہے کہ وہ ساری فضا کو اپنا ہم تجربہ بنانے کے آرزومند ہیں۔

'قاتلوں کا بھی روز حساب آئے گا' عراق پر امریکی جارہیت کے تناظر میں لکھی ہوئی نظم ہے۔ ملّت اسلامیہ کا آشوب ریاض کا مستقل موضوع ہے۔ وطن عزیز کا کوئی دکھ ہو یا کسی برادر اسلامی ملک کا ، جہاں بھی انہیں ملّتِ اسلامیہ کے بلاد یا افراد مصیبت میں نظر آتے ہیں، ریاض انہیں فرداً فرداً اشعار میں یا کسی نظم کی صورت میں استعارے کی صورت میں نعتیہ منظومات کا حصہ بناتے ہیں یہ لائنیں دیکھئے:

یا نبیؐ
آپؐ کی امتِ بے نوا
قتل گاہوں میں ہے
امتِ بے نوا کے جواں سال بیٹے
عروسِ شہادت کی بانہوں میں بانہیں دیئے
چل بسے ہیں
ہر طرف کربلا میں دھواں ہی دھواں ہے
غم کی تصویر ہے خوں نگلتی فضاؤں میں حیرت زدہ
شہر بغداد پر خون برسا بہت

- 'سانحہ نشتر پارک' بھی اسی قبیل کی نظم ہے جو پُر تاثیر ہونے کے ساتھ خبرداری (Alarming) کے عناصر بھی رکھتی ہے 'ہوا رو پڑی ہے' ۱۸ اکتوبر ۲۰۰۵ء کے

قیامت خیز زلزے پر لکھی گئی نعتیہ نظم بھی آشوب وطن کا نوحہ ہے یہ سطریں دیکھئے:

ہوا سوچتے سوچتے رو پڑی ہے
قلم نوحہ لکھتے ہوئے سسکیوں ہچکیوں کے سمندر میں ڈوبا ہوا ہے
زمیں رو رہی ہے
کہ میں کیسی ماں ہوں
جو اپنے ہی بچوں کو کھانے لگی ہوں
حسیں وادیوں میں قیامت کے لمحے بھی خیمے لگائے ہوئے
نبی جیؐ
کرم ہو

o فریاد بحضور سرور کونین بھی ایسی ہی دل گذار نظم ہے:

حضورؐ، اُمّتِ عاصی کا حال کیا لکھّوں
تمام فصل مہاجن کے پاس گروی ہے
ہمارا ذوقِ تجارت کہیں نہیں رکتا
متاعِ عشق بھی نیلام گھر میں رکھی ہے

o 'آرزوئے مدینہ کیا کرُ' ___ نظم کا ہر شعر کا پہلا مصرع انہی الفاظ سے شروع ہوتا ہے۔ تکرار کا یہ انداز ریاض کی کئی نظموں میں نمایاں ہے۔ یہ انداز تنبیہ، دعوت اور مختلف کیفیتوں کا ترجمان ہے اور نظموں میں جذباتی گہرائی کے تصوّر کو ابھارتا ہے۔

- بعض نظمیں ہم مطلعی ہیں جیسے ؎ ’گزر رہی ہے مدینے کے لالہ زاروں میں‘ یہ بتیس مصرعوں کی نظم سوائے ایک مصرع کے بہاروں ، ستاروں، دھاروں، حصاروں، سواروں وغیرہ کے قوافی پر مشتمل مطلع اور مطلع صورت میں ہے:
- کچھ نظمیں گیت کے انداز میں مثلاً تاجدارِ حرم کا یہ بند:

یا شفیع الوریٰ یا حبیب خدا
تاجدارِ حرم، سرورِ انبیاء
اس طرف بھی کرم کی نظر کیجئے
میری بنجر زمینوں پہ برسے گھٹا
سنگریزوں کو لعل و گہر کیجئے

زیرِ نظر کتاب میں شعری اور تخلیقی انداز کے کچھ اور نعت پارے بھی بڑے مؤثر ہیں جو نظموں کے سیاق و سباق کے علاوہ بھی اپنی تلازماتی وسعتوں اور معنوی بہاؤ میں بڑے پُرتاثیر ہیں۔

جھپٹ پڑے ہیں اندھیروں کے غول بستی پر
دیے جلانے کا منصب سنبھالنا ہو گا
نقوشِ پائے نبیؐ سے چراغ لے لے کر
شبِ سیاہ کا چہرہ اجالنا ہو گا
اُمّت کا اور اس کے ہر حکمراں کا کب سے
رستہ جدا جدا ہے ، فریاد، یا نبیؐ جی

وہؐ جس پہ اترا کلامِ آخر
جو ساتھ لایا پیامِ آخر
وہؐ انبیا کا امامِ آخر
پڑھو درود و سلام اُس پر

فرشتو! نامۂ اعمال میں یہ بھی تو لکھّو گے
کسی پر طنز کے پتھر نہیں برسائے ہیں اس نے
کسی کا دل دکھانے کا ہنر اس کو نہیں آتا
ہمیشہ بن کے یہ 'مرہم' سجا رہتا ہے زخموں پر

ہر ہر اُفق پہ چاند ستاروں نے یہ لکھا
دنیا میں اب رہے گا سویرا حضورؐ کا
اب دوسری کسی کی قیادت نہیں قبول
اب حشر تک اڑے گا پھریرا حضورؐ کا

نعت گوئی ہے اس کا حقیقی سفر، امتِ بے نوا کا ہے یہ نوحہ گر
اشکِ تر میں ہے ڈوبی ہوئی شاعری' اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

میرے آقاؐ سے بڑھ کر حسیں کون ہے
بزمِ ہستی میں مہرِ یقیں کون ہے

دونوں عالم کا نورِ مبیں کون ہے
سرمدی خلعتوں کا امیں کون ہے
لامکاں پر سفیرِ زمیں کون ہے
آج مہمانِ عرشِ بریں کون ہے
سوئے فلک جاتا ہے ابرِ کرم
آج مہکی ہوئی ہے فضائے حرم
ہے شہرِ مدینہ کے گلی کوچوں کا منگتا
کس رقص کے عالم میں تھا کشکولِ گدائی

کچھ وَجدِ مسلسل کا ہمیں حال سناؤ
جو اس کے دل و جاں پہ تھی گزری وہ بتاؤ

سرکار کی گلی میں مَیں اجنبی نہیں ہوں
دیوار و در سے میری بھی گفتگو ہوئی ہے
میں ملتمس کھڑا ہوں دربارِ مصطفیٰؐ میں
اندر بھی روشنی ہے، باہر بھی روشنی ہے

ٹھنڈی ہوا ادھر سے آتی نہیں ہے آقاؐ
صورت بدل گئی ہے کب سے مرے وطن کی

طوافِ گنبدِ خضرا میں تھی مصروف بینائی
قلم خوش بخت بھی طاقِ غلامی میں فروزاں تھا

بہت کچھ لینے آیا ہوں، بہت کچھ دیجئے، آقاؐ
مری محرومیوں کا آج ساماں کیجئے، آقاؐ

خدا اگر تمہیں توفیق دے تو ہمسفرو!
کتابِ عشقِ محمدؐ کا بابِ نو کھولو!

میرے بیٹے مدثر پہ چشمِ کرم، مرسلِ مرسلاںؐ، مرسلِ محتشم!
اِس کو رستہ دکھائے چراغِ حرم ، مرسلِ مرسلاںؐ، مرسلِ محتشم!
آپؐ کی نعت اِس کی زباں پر رہے، اِس کی قسمت بھی ہر آسماں پر رہے
اِس کو اپنی غلامی کا دیجئے علَم، مرسلِ مرسلاںؐ، مرسلِ محتشم!

اُس شخص کو ہر وقت میں دیتا ہوں دعائیں
جو شخص مدینے میں مرے ساتھ کھڑا ہے
سرکارؐ، مدثر بھی پریشان ہے کب سے
سرکارؐ، غم و یاس کی تصویر بنا ہوں

آرزوئے مدینہ کیا کر، تیری بگڑی ہوئی خود بنے گی
کہکشاں آسماں سے اتر کر، تیرے گھر میں چراغاں کرے گی

ہر بلندی آپؐ کی چوکھٹ پہ ہوتی ہے نثار
ارتقا کا ارتقا ہے آپؐ کا شہرِ کرم

سرکار بلائیں گے
طیبہ کے گلستاں میں
ہم لوگ بھی جائیں گے

ہماری سالمیت اک کھلونا بن گئی آقا
کتابوں میں سمٹ کر رہ گئی تیمور کی غیرت
چمن کٹھ پتلیوں کے ہاتھ میں ہے یا رسول اللہؐ
لہو برسے فضاؤں سے مگر ہوتی نہیں حیرت

ہادیِ انس و جاں اُمّتِ ناتواں
آپؐ کے در پہ کب سے ہے نوحہ کناں
لٹ گئی ہے متاعِ ہنر کیا کریں
اے شفیع الاممؐ، رحمتِ دو جہاں
ہر ورق گم ہے تاریخ کی گرد میں
اشکِ تر سے لکھی جائے گی داستاں
بال و پر نوچ ڈالے گئے شاخ پر
تنکا تنکا ہوا آج بھی آشیاں

سر برہنہ کھڑے ہیں کڑی دھوپ میں
اپنے سر پر نہیں، یا نبیؐ، سائباں

پنڈی سے میرے آقاؐ پیغام یہ ملا ہے
عیدی مرے نبیؐ سے میرے لئے بھی لانا
میرا سلام کہنا آقاؐ کی بارگہ میں
سب حال میرا میری سرکارؐ کو سنانا

مرے اس خارجی ماحول میں بارود پھیلا ہے
مرے باہر کا انساں مضطرب ہے
وہ کدھر جائے
حصارِ خوف میں بچے
شرارت بھی نہیں کرتے
کھلونوں سے بھی ڈرتے ہیں

حضورؐ، آپؐ سے مانگے ہیں عافیت کے گلاب
مرے خیال کے طائر سحر تلک چہکیں
مرے دریچوں میں بادِ صبا رکھے کلیاں
خوشی کے پھول مری شاخ شاخ پر مہکیں

ریاض حسین چودھری کی نعتیہ تخلیقات میں اُن کی تراکیب سازی نے بھی اہم کردار ادا کیا ہے جیسا کہ اہلِ علم جانتے ہیں تراکیب میں دولفظوں کو ملا کر ایک نئی معنویت تلاش کی جاتی ہے اور بعض اوقات حِسّ آمیزی (Synethesia) سے اپنے تخلیقی تجربے کو مؤثر بنایا جاتا ہے۔ زیرِ نظر کتاب میں درجِ ذیل تراکیب دیکھئے:

رزقِ شامِ قفس، اوراقِ حرفِ غم، کربلائے عصرِ رواں، لوحِ جہاں، دستِ قضا، ہوائے عجز، لوحِ طلب، متاعِ اشکِ ندامت، ہوائے جبر، بیاضِ نعت، نقشِ کفِ پائے رسولِ محتشمؐ، گوشۂ مدحت، کتابِ لب کُشا، خیمۂ سرکارؐ، فصیلِ شہرِ تمنا، سپاہِ شر، ردائے حفظِ مراتب، ضمیرِ مردہ، سیّدِ سادات، صاحبِ میقاتؐ، حسن و جمالِ شہرِ مناجات، سرتاجِ انبیاء و رسل، پرتوِ خدائے سماوات، چشمِ عنایات، کشکولِ آرزو، کربلائے عَصر، دافعِ آفات، سپاہِ شب، خلدِ مدینہ، اشکِ رواں، محبوبِ کبریا، آیاتِ لب کُشا، سلطانِ دوسرا، سردارِ انبیاء، دہلیزِ مرتضےٰ، افکارِ دلکشا، انوارِ پرکشا، اصحابِ مجتبےٰ، ابوابِ ارتقا، حرفِ التجا، سرکارِ دو جہاںؐ، سالارِ کارواںؐ، مقصودِ ہر زماں، سیّاحِ لا مکاںؐ، توقیرِ آسماں، سرتاجِ مرسلاںؐ، تنویرِ جاوداں، مسجودِ قدسیاں، لمحاتِ زرفشاں، عنوانِ داستاں، سردارِ مقبلاں، خاکِ شفا، بابِ حرم، میزابِ ابرِ رحمت، حطیمِ اقدس، گہِ پیمبرؐ، امامِ برحق، مہمانِ عرشِ اعظم، مضروبِ وادیٔ طائف، خطّہ محبت، شامِ روشن، محبوبِ ربِّ اکبر، شہنشاہِ مرسلیںؐ، رسولِؐ آخر، جوازِ ارض و سما، دلیلِ صبحِ بقا، نصابِ شہرِ دعا، بہارِ گلشنِ طیبہ، مکینِ گنبدِ خضرا، ناہیتِ ارض وسما، حاملِ صدق و رضا، شافعِ روزِ جزا، مرکزِ جود وسخا، انتہائے منتہا، دانشِ شام وعجم، میر و سلطانِ امم، مرکزِ لطف و کرم، زینتِ بزمِ خیال، رفعتِ برجِ کمال، آفتابِ لازوال، مہرِ چرخِ اقتدار، منبعِ لطفِ عمیم، مرکزِ رشدِ قدیم، حاملِ خلقِ عظیم، انتہائے آگہی، ہوائے وادیٔ بطحا، زمینِ شہرِ رخشندہ، حُبِّ خرم المرسلیںؐ، دستارِ توصیف و ثنا، معراجِ کلکِ خوشنوا، اخبارِ الطاف و کرم، بنیادِ قصرِ ارتقا، صبحِ گلستانِ ادب!، برگِ چمن زارِ دعا، خوشبوئے اسمائے نبیؐ، جانِ نطقِ بے نوا، ناہیتِ خیرالبشرؐ،

رونقِ شہرِ صدا،تفہیمِ قرآنِ عظیم، تاجِ عرفانِ خدا، سرمایۂ قلب و نظر، وجہِ تخلیقِ شفا، چرخِ بخشش، انوارِ دامانِ حرم،انوارِ دامانِ سحر، بارانِ ارضِ انبیا،نجاتِ اُخروی، ندرتِ لوح وقلم، چراغِ دیدۂ بینا،فضائے جشنِ میلاد النبیؐ، شاکِ آرزوئے دید، ہوائے خلدِ طیبہ، نسبتِ سرکارِ دو عالمؐ، ذاتِ گرامی،تاریخِ کائنات، روزِعید بزمِ رسالت، صبحِ سعادت،نورِ ہدایت، عصرِ پریشاں، فراتِ عشق، حصارِ تشنہ لبی،گلشنِ ہستی، ابرِ رحمت، کلکِ مدحت، کائنات قلب و جاں،شاخِ مدحت، بزمِ امکاں،طشتِ رحمت، مرکزِ جودوسخا،شہرِ مدحت،حرفِ مبہم، خوشبوئے نطق و بیاں، آفتابِ ہر جہاں، رونقِ بزمِ جہاں، زینتِ بزمِ تخیل،گرمیٔ کون و مکاں،سجدۂ گاہِ قدسیاں، ذکرِ آمدِ خیرالبشرؐ، افتخارِ مرسلاں، امتِ بے نوا، زرِآگہی،عرضِ تمنا، حروفِ سبز، کشتِ ثنا، قندیلِ عشق، حرفِ نعتِ پیمبرؐ، سپردِ لوح وقلم، لوحِ سخن، حرفِ درود، خلدِ زمیں،تصویرِ ادب،حرفِ آرزو،نغماتِ ثنا، شہرِ بے مثال، چادرِ رحمت، منصبِ مدحت، شہرِ صد رنگ،دہلیزِ پیمبرؐ، سلامِ شوق، سرورِ کون و مکاں، ہجومِ کرمکِ شب، نزولِ رحمتِ باری،حروفِ آرزو،فصیلِ آرزو،طوافِ گنبدِ خضرا، ہجومِ زخمِ نادیدہ،محرابِ یقیں، شبِ نطق وبیاں، کلکِ نمدیدہ، اسنادِ رحمانی،تضحیکِ انسانی، پیکرِ شفقت،محبوبِؐ سبحانی، درِ دولت،تختِ سلیمانی، کلکِ ادب، مرسلِ آخرؐ، زعمِ سلطانی، ہادیٔ برحق، شبِ غفلت، قصرِ مدحت، شہرِ مدحت، زارِ دعا ، یلغارِ طوفانی، چراغِ آرزو، صاحبِ حکمت، فروغِ مدحتِ آقاؐ، جوارِ دل، چراغِ جشنِ ولادت، بہارِ شہرِ مدینہ، ریگِ تمنا، ردائے خاکِ کرم،مرسلِ مرسلاںؐ،مرسلِ محتشمؐ، غبارِ عجم،طفلانِ شہرِنور، خلدِ مدینہ، نزولِ آیتِ عشقِ نبیؐ، چراغِ نسبتِ سرکارؐ،سرِ شاخِ لبِ تشنہ، رہوارِ شوق، شمعِ غلامی، مصباحِ عشق،شاہِ انس و جاں، حروفِ جمال، کلکِ رضا،حرفِ تسلی،لمحاتِ منور،شہرِ اضطراب،غبارو گردِ شبِ ابتلا،شعورِنعتِ پیمبرؐ، ثنائے مرسلِ آخرؐ، سیدِ عالمؐ، کربلائے عصر، طائفِ عہدِ جدید، منزلِ خورشید، حسرتِ کلکِ ثنا، قریۂ فقر و غنا، جادۂ صبر و رضا، مخزنِ لطف و عطا،رونقِ عرشِ بریں، زینتِ فرشِ زمیں،خلدِ آقاؐ،

آقائے معظمؐ وغیرہ وغیرہ

ان تراکیب میں کچھ تراکیب ہماری شاعری کی مستعمل اور سامنے کی تراکیب ہے لیکن کچھ تراکیب نادرہ کاری اور تازہ بیانی کی عکاس ہے خصوصاً ان کا استعمال جن جگہوں پر ہُوا ہے اپنے شعری سیاق و سباق میں وہ تراکیب بہت پُرتاثیر اور بلیغ نظر آتی ہیں۔

بحیثیت مجموعی ریاض حسین چوہدری کا یہ مجموعۂ نعت ایک طویل نظم ہی کے مختلف حصّے محسوس ہوتے ہیں۔ ایک' موزیک' (Mosaic) سٹائل کا نعت پارہ جو پورے کا پورا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارک سے والہانہ عقیدت کا مظہر ہے ارادت وعقیدت کا ایسا وفور جو نظم کی مختلف ہیئتوں کی حد بندی میں حد درجہ کوشش کے باوجود سمٹتا نظر نہیں آتا جسے ہمارا عقیدت نگار ریاض مختلف عنوانات کے تحت ،نظم کی مختلف ہیئتوں میں سمیٹنے کی کوشش کر رہا ہے مگر اس کی ہر کوشش مکمل طور پر تکمیل یاب نہیں ہوتی، بہت کچھ کہہ کے بھی ہر بار کوئی نہ کوئی بات کہنے سے رہ جاتی ہے۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے وہ ایک اور نظم لکھتا ہے مگر نئی نظم لکھ کر بھی اسے تسلّی نہیں ہوتی بقول علامہ اقبال:

غزلے ذدم کہ شاید ز نَوا قرار گیرم
تپِ شعلہ کم نہ گردد ز گسستنِ شرارے
زشرر ستارہ جویَم ز ستارہ آفتابے
سرِمنزلے نہ دارم کہ بہ میرم از قرارے

(میں غزل کہتا ہُوں کہ شاید اظہار سے سکوں مل جائے لیکن شعلہ سے کوئی ایک چنگاری نکل بھی جائے تو اُس کی تپش کم نہیں ہوتی۔ میں شرر سے ستارہ تلاش کرتا ہوں وہ مل جائے تو آفتاب کی آرزو کرتا ہوں۔ مجھے اپنے (مکمل اظہار

یاب سکون کی) کوئی منزل نہیں مل رہی اور میں اسی دکھ میں مرا جا رہا ہوں ۔ مفہوم ۔)

ریاض حسین چوہدری جس وفور میں 'مبتلا' ہے ساری عمر نعت سے وابستہ رہ کر بھی اس سے اس وفور کا اظہار نہیں ہو رہا ۔تنکنائے غزل کو 'بقدر شوق' نہ پا کر جب اس نے نعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اظہار کے لئے نظم کی ہیئت کو استعمال کیا تو یہاں بھی اسے وہ 'قرار' نصیب نہیں ہُوا جو کامل اظہار کا نتیجہ ہوتا ہے۔ زیرِ نظر کتاب میں نظم کی مختلف ہیئتیں استعمال کرنے کے بعد بھی لگتا ہے اس کے وفور کا اظہار مکمل نہیں ہُوا__ نعت کا اظہار مکمل ہو بھی کیسے سکتا ہے؟

یہ کائنات مسلسل ارتقا پذیر ہے۔آیۂ موسعون میں خالق کائنات کا فرمان ہے:

وَ السَّمَآءَ بَنَیۡنٰهَا بِاَیۡدٍ وَّاِنَّا لَمُوۡسِعُوۡنَ○ (سورۃ الذاریات:۵۱:۴۷)

''اور آسمانی کائنات کو ہم نے بڑی قوت کے ذریعہ سے بنایا اور یقیناً ہم (اس کائنات کو) وسعت اور پھیلاؤ دیتے جا رہے ہیں○''

اس آیۂ کریمہ کی سائنسی تشریحات کی تلازماتی وسعتوں میں غور کرنے سے اس کی ہزاروں ایسی صورتیں روز بروز سامنے آرہی ہیں جہاں آپ ؐ کی رحمت للّعالمینی کے فیوض و برکات کے تازہ دَر وَا ہو رہے ہیں شیخ سعدی کے لفظوں میں ؎

نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی راسخن پایاں

ریاض حسین چوہدری اور اُن کے ہزاروں ہم نوا مسلسل بھی ثنا پیرا رہیں تو آپ ؐ کے فضائل و شمائل کے ایک رخ کی بھی مکمل توصیف نہیں کر سکتے ۔

ریاض حسین چوہدری کے وفورِ نعت کا بڑا حصّہ ابھی ناگفتہ ہے۔ ہزاروں صفحاتِ

مدحت لکھنے کے بعد بھی ریاض کے سینے میں نعت کی محبت کا جو بے بایاں جذبہ تھا پوری طرح صفحات پر نہیں اُنڈیلا جاسکا۔ راقم کا ایک شعر ہے:

جو اُن کو دیکھ کر لکھتا ہیں، ہوں گی کیسی نعتیں؟
وہ نعتیں ! جن کو جنت پر موخّر کر رہے ہیں

اُن کی نعت میں کئی جگہوں پر ایسے خیالات ہیں جن میں زیرِ زمین بھی اُن کے مائل بہ نعت رہنے کے اشارے ملتے ہیں انہوں نے نعت حضورؐ میں بھر پور زندگی بسر کی۔ مجھے یقین ہے اپنی برزخی زندگی میں بھی وہ اپنے وفور کے ساتھ نعت آمادہ ہوں گے۔ ان کی روح 'نعت وابستہ' ہوگی۔ ان کی نعت انجام زندگی اب بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدحت و ثنا کے اظہار کی تکرار اوراعادے میں مسرور و شاداں ہو گی۔ روایت ہے کہ جن اذکارو اعمال میں آدمی کے شب و روز گزریں اس کی روح برزخی زندگی میں بھی انہی احوال و کیفیات اور اذکار و اعمال سے منسلک رہتی ہے جن میں ان کی زندگی خصوصاً آخری ایّام گزرے ہیں۔ ریاض حسین چوہدری جس شدّت وتکرار کے ساتھ زندگی بھر نعت آمادہ رہے مجھے یقین ہے کہ ان کی ارادت مندی کا وفور اب بھی انہیں ہالہ کئے ہوئے ہوگا۔رب کریم نے فرمایا ہے:

اِنِّیۡۤ اٰمَنۡتُ بِرَبِّکُمۡ فَاسۡمَعُوۡنِo قِیۡلَ ادۡخُلِ الۡجَنَّۃَ ؕ قَالَ یٰلَیۡتَ قَوۡمِیۡ یَعۡلَمُوۡنَo بِمَا غَفَرَ لِیۡ رَبِّیۡ وَجَعَلَنِیۡ مِنَ الۡمُکۡرَمِیۡنَo (یٰسین ۳۵:۲۵۔۲۷)

''بے شک میں تمہارے رب پر ایمان لے آیا ہوں، سوتم مجھے (غور سے) سنوo(اسے کافروں نے شہید کر دیا تو اسے) کہا گیا: (آ) بہشت میں داخل ہو جا، اس نے کہا: اے کاش! میری قوم کومعلوم ہو جاتاo کہ میرے رب نے میری مغفرت فرما دی ہے اور مجھے عزت و قربت والوں میں شامل فرما دیا

ہےo''

'' اس آیۂ کریمہ کا ترجمہ کرتے ہوئے حاشیے میں مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے ایک بڑی معنی خیز بات لکھی ہے۔''یہ آیت منجملہ اُن آیات کے ہے جن سے حیات برزخ کا صریح ثبوت ملتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد سے قیامت تک کا زمانہ خالص عدم اور کامل نیستی کا زمانہ نہیں ہے جیسا کہ بعض کم علم لوگ گمان کرتے ہیں بلکہ اس زمانہ میں جسم کے بغیر روح زندہ رہتی ہے، کلام کرتی ہے اور کلام سنتی ہے۔ جذبات و احساسات رکھتی ہے، خوشی اور غم محسوس کرتی ہے اور اہلِ دنیا کے ساتھ بھی اس کی دلچسپیاں باقی رہتی ہیں۔ اگر یہ نہ ہوتا تو مرنے کے بعد اس مردمومن کو جنت کی بشارت کیسے دی جاتی اور وہ اپنی قوم کے لئے یہ تمنا کیسے کرتا کہ کاش وہ اس کے انجام نیک سے با خبر ہوجائے''

(جلد چہارم، تفہیم القرآن، حاشیہ۲۳، سورہ یٰسین)

مَیں خوش گمان ہوں کہ رضا یاب طیّب روحوں کی طرح نعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اخلاص سے جڑے ہوئے وہ عقیدت نگار جنہوں نے طلب شہرت اور جلبِ زر کے بغیر غیر متزلزل طور پر اپنے آپ کو نعت جیسی با برکت اور پاکیزہ صنف سے وابستہ رکھا وہ مرنے کے بعد بھی اپنی تخلیقی سعیِ جمیلہ کے ثمرات محسوس کرتے ہوں گے ۔ ریاض حسین چودھری مغلوبِ مدحت تھے ان کے غلبہ شوق کا وفور ان کی حیاتِ برزخ میں بھی انہیں نعت رسول اکرم سے کسی نہ کسی طور منسلک رکھّے ہوئے ہوگا۔

ان کے نسلی اور ذہنی لواحقین میں ان کے فرزندِ رشید محمد حسنین مدثر، ان کے فیض یافتہ انتہائی نعت فہم اور نعت شناس بھتیجے محمد بلال امجد چودھری اور ان کی نعت کے ہمہ وقت رفیق کار عبدالعزیز دباغ جیسی مخلص اور فدا کار شخصیات کے علاوہ ان کے نعت دوستوں اور

نیاز مندوں کا ایک بڑا حلقہ موجود ہے۔ مجھے یقین ہے وہ ہمیشہ ریاض کی نعت سے محبّ کے تذکار اور وابستگی کے چراغوں کو روشن رکھے گا۔

مَیں اپنے تاثرات اس رباعی پر ختم کرتا ہوں:

سرکار سے منفرد ارادت اُس کی
اظہار میں ڈھل گئی عقیدت اس کی
مر کر بھی رہے گا وہ ثنا آمادہ
اس طور تھی نعت میں محبت اُس کی

ڈاکٹر ریاض مجید
ڈائریکٹر ریسرچ اینڈ پبلی کیشنز
رفاہ انٹرنیشنل یونیورسٹی فیصل آباد کیمپس، فیصل آباد

ریاض حسین چودھریؒ کی نعت گوئی

نعت گوئی بقول عرفی شیرازی، تلوار کی دھار پر چلنے کے مترادف ہے کہ جس محبوب کی مدح خود خالقِ کائنات کر رہا ہے، انسان کی بساط ہی کیا ہے کہ اس ذاتِ اقدس کی مدحت کا حق ادا کر پائے، پھر بھی اس باب میں دفتروں کے دفتر ملتے ہیں۔ کہیں سیرتِ پاک ﷺ کا بیان ہے تو کہیں فرمودات و سنتِ نبوی کی ترسیل کی کوشش نظر آتی ہے، اور عہدِ موجود میں تو نعت (قصدِ نعت ہی کے ضمن میں) استغاثہ یا کیفیاتِ حضوری و محرومی کی ترجمان نظر آتی ہے، جہاں بساطِ انسانی کی کم مائیگی کے سبب توصیف سے زیادہ تالیفِ قلب کا عنصر دل کشائی و دل افروزی رکھتا ہے۔ ریاض حسین چودھری کی نعتوں میں یہ عنصر بھی اپنے فکری دروبست کے ساتھ نمایاں تر ہے۔

نعت گوئی کی روایت عربی فارسی سے ہوتی ہوئی اردو کے حصہ میں آئی ہے۔ اردو میں کم و بیش ہر شاعر کے ہاں نعتیں ملتی ہیں، یہاں تک کہ بعض غیر مسلم شعرا بھی آپ ﷺ کے انسانیت نواز پیغام اور انقلاب آفریں شخصیت سے متاثر ہوئے اور بعض ہندو شعرا نے تو اپنے اخلاق و عمل اور خلوصِ فکر کے ثبوت میں کئی کئی نعتیں لکھیں۔

اُردو شاعری کی تاریخ پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالی جائے تو بعض ایسے صاحبانِ کمال ملتے ہیں جنھوں نے اپنا اوڑھنا بچھونا ہی نعت کو بنائے رکھا۔ ان میں سے بیشتر کی بنیادی تربیت غزل ہی سے ہوئی لیکن رفتہ رفتہ انھوں نے دیگر اصنافِ سخن کو خیر باد کہہ کر صرف اور صرف نعت کی طرف اپنی توجہ مرکوز کر لی۔ ایسے شعرائے کرام کے نام گنوانے بیٹھیں تو یقیناً ایک طویل فہرست بنتی ہے مگر یہاں خارج از موضوع ہے کہ چند باتیں ریاض حسین

چودھری کی نعت گوئی کے حوالے سے کہنا چاہتا ہوں۔نعت گوئی کی وسیع تر روایت کے حوالے سے صرف یہ کہنا چاہوں گا کہ جن شعرا نے اپنے فن وفکر کا محور نعت کو بنا لیا، ریاض حسین چودھری بھی ان میں سے ایک ہیں، اور یہی نہیں بلکہ ان میں نمایاں مقام اور شہرت رکھتے ہیں کہ انھوں نے اردو نعت گوئی کے فروغ میں اپنا کردار بڑے مؤثر انداز میں نہ صرف نبھایا بلکہ نعت کو جدید تر اسلوب میں متعارف کروانے میں اپنی تخلیقی صلاحیتوں کو بروئے کار لائے۔

حسبِ سابق ریاض حسین چودھری مرحوم کا زیرِ نظر مجموعہ بھی نعتیہ نظموں پر مشتمل ہے۔گو کہ سیرتِ پاک ﷺ کے حوالے سے لطیف پیرایۂ بیان میں اشارے بھی ملتے ہیں لیکن اس کتاب میں شامل نظموں پر ایک طائرانہ نگاہ ہی یہ واضح کرنے کو بہت ہے کہ ریاض مرحوم ایک تو اپنے اردگرد پھیلی جہل کی تاریکیوں، مسلم امہ کی اسوۂ حضور ﷺ سے دوری اور دوم سیرتِ مطہر کی روشنی سے ان تاریکیوں کو دور کرنے کے آرزو مند ہیں۔نظم ''منظرِ شب'' کا اختتامی بند دیکھیے:

جھپٹ پڑے ہیں اندھیروں کے غول بستی پر
دیے جلانے کا منصب سنبھالنا ہو گا
نقوشِ پاے نبیؐ سے چراغ لے لے کر
شبِ سیاہ کا چہرہ اجالنا ہو گا

(منظرِ شب)

نظم کا عنوان ہی میری بات کی تائید کرتا نظر آتا ہے، پھر شاعر نے اپنی صورتِ احوال کا بیان کیا جو ظاہر ہے صرف شاعر سے مخصوص نہیں، ہم سب مسلمان اسی عالمِ جبر و

کرب سے گزر رہے ہیں۔ ایسے میں تمام بیان کے بعد درپیش صورتِ احوال میں درستی کا واحد راستہ اُسوۂ رسول ﷺ پر عمل پیرا ہونا ہے اور اس سے بھی کہیں زیادہ اہم دوسرے لوگوں کو اس بات پر مائل و قائل کرنا ہے کہ ہمارے لیے یہی ایک راستہ ہے جو ہمیں مسلط تاریکیوں سے نکال لے جا سکتا ہے۔ اس پر ایسے فرسودہ اوررنجیدہ عالم میں اُسوۂ رسول کے سائے سائے آگے بڑھنے اور عظمتِ رفتہ کے حصول کا ولولہ اور مصمم ارادہ بھی بین السطور شاعر کے لب ولہجہ سے مترشح ہے۔

زیرِ نظر مجموعۂ نعت میں شامل کلام میں دعائیہ پیرایہ غالب نظر آتا ہے۔ یوں تو نعت گوئی و نعت خوانی کے بنیادی محرکات محبوبِ خدا حضرت محمد ﷺ کی ذاتِ اقدس سے عقیدت اور اللہ کی خوش نودی کا حصول ہی ٹھہرتے ہیں لیکن دکھی دل کی آواز نعت گوئی کے باب میں ایک عجیب اثر انگیزی کا موجب ثابت ہوتی ہے۔ انسان مصیبت میں گھبراتا ہے.... لیکن یہاں ہم اگر ایک سچے مسلمان کی بات کریں اور وہ سچا مسلمان جس کی زندگی کا اوڑھنا بچھونا ہی حبِ نبی ﷺ ہو، وہ موافق صورتِ احوال میں اللہ کی عظمتوں کے گن گاتا ملتا ہے،رحمتوں کے نزول پر شکرانے کے گیت گاتا ہے، رسولِ پاک ﷺ کی ذاتِ مبارکہ کے وصف بیان کرتا ہے، آپ کی ذاتِ پاک کے وسیلہ سے موافق صورتِ احوال میں تسلسل اور ترقی کا آرزومند رہتا ہے۔ اس صورتِ احوال کے برعکس جب اسے عوائقِ دنیاوی کا سامنا ہوتا ہے تو وہ بارگاہِ خداوندی میں اپنے لیے روشنی طلب کرتا ہے، خیر ہی خیر کا آرزومند نظر آتا ہے۔اور یہ روشنی، یہ خیر اسے آپ ﷺ کی سیرتِ پاک کو اپنانے سے حاصل ہوتی ہے۔ چند نظموں سے کچھ مصرعوں، کچھ شعروں، کچھ بندوں سے اپنی بات کی تائید چاہوں گا:

میں منافق ساعتوں میں سانس لیتا ہوں حضورؐ
میرے دامن میں چراغِ آرزو جلتے نہیں

(آرزوے سحر)

وقار و عظمتِ اِنساں کا کچھ سوال نہیں
ردائے حفظِ مراتب اٹھائی جاتی ہے

(ڈپریشن کے حوالے سے ایک حمدیہ/نعتیہ نظم)

سرکارؐ، اندھیرا ہی اندھیرا ہے گلی میں
سرکارؐ، ابھی دھوپ کے جنگل میں کھڑا ہوں

(سرکارؐ)

بصرے میں آنسوؤں کی تدفین ہو چکی ہے
موصل گرا پڑا ہے، فریاد، یا نبی جیؐ

(فریاد)

حضورؐ، اہلِ ہوس کو نگارخانے میں
متاعِ اشکِ ندامت نہ لوٹنے دوں گا
ہوائے جبر چلے لاکھ میرے آنگن میں
کبھی بھی ضبط کے بندھن نہ ٹوٹنے دوں گا

(حضورؐ! آج بھی آنسو رقم ہیں ہاتھوں پر)

محشر کی گھڑی آئی
اس دھوپ سے کیا ڈرنا
رحمت کی گھٹا چھائی

(نعتیہ ماہیا)

ہر طرف محرومیوں کا ہے دھواں بکھرا ہوا
گھر کے اندر تیرگی ہے، گھر کے باہر تیرگی
آج کا انسان گم ہے ظلمتِ آفاق میں
روشنی ہو، روشنی ہو، روشنی ہو روشنی

(آرزوے سحر)

آؤ مرے حضورؐ کے فرمان کی طرف
دامانِ آرزو میں کھلیں گے ثنا کے پھول
صلِّ علیٰ کا ورد کرے گی کلی کلی
ہونٹوں پہ رقص کرنے لگیں گے دعا کے پھول

(آؤ مرے حضورؐ کے فرمان کی طرف)

لَو لَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الافَلَاکَ کی روایت کے مطابق جس ذاتِ پاک کے بارے میں کائنات کے خالق کا یہ کہنا ہو کہ اگر اس ذات کو پیدا نہ کیا جاتا تو کائنات کو بھی پیدا نہ کیا جاتا، اس ذاتِ اقدس کی ثنا انسان بلکہ کائنات کی ہر ہر شے پر گویا فرض ٹھیرتی ہے کہ **صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوا تَسْلِیمَا** تو حکمِ قرآنی بھی ہے اور کہنا تو یوں چاہیے کہ کائنات کی ہر شے کو ہمہ وقت اس ذاتِ اقدس کا شکرگزار رہنا چاہیے کہ اگر آپ ﷺ کا

دنیا میں تشریف لانا لازم نہ ٹھیرتا تو پھر کوئی بھی شے معرضِ وجود میں نہ آتی۔ یوں اللہ سے کچھ مانگنا ہے تو اللہ کے محبوب سے مانگا جا رہا ہے، یا پھر ان کے وسیلہ سے مانگا جا رہا ہے اور جذب و کیف کا یہ عالم ہے کہ ... مولانا احمد رضا خان بریلوی کا ایک شعر یاد آ گیا:

طیبہ میں مر کے ٹھنڈے چلے جاؤ آنکھیں بند
سیدھی سڑک یہ شہرِ شفاعت نگر کی ہے

(احمد رضا خان بریلوی)

ایک عاشقِ صادق کے لیے اس سے بڑھ کر سعادت کی کیا صورت نکل سکتی ہے کہ اسے اپنے محبوب کے دیار میں جانا نصیب ہو، وہاں رہایش نصیب ہو۔ جبھی تو ریاض حسین چودھری کے دل میں یہ خواہش انگڑائیاں لینے لگتی ہے کہ:

صدیوں غبارِ شہرِ پیمبرؐ میں گم رہوں

(آرزوئے والیِ کونینؐ)

ریاض کے ہاں نہ صرف دکھی دل کی پکار، حالات کی سنگینی پر سرکارِ دوعالم ﷺ کے وسیلہ سے اللہ کے حضور خیر کی دعائیں ملتی ہیں بلکہ اپنی نعت گوئی کے حوالہ سے تفاخر کا پہلو بھی نظر آتا ہے۔ آپ اپنی سہولت کے لیے اسے تعلّی کہہ سکتے ہیں لیکن نعت کے باب میں تعلّی کو کیا دخل، سو ریاض مرحوم کے ہاں اس تعلّی کے پسِ پشت عجز و انکسار میں رچا بسا لہجہ ملتا ہے۔ گویا اس در کی چاکری پر فخر کا اظہار ہے جو بجاطور پر ایک سچے مسلمان اور ایک راسخ العقیدہ نعت گو کو زیبا ہے:

جب دمِ پرسش لحد میں آؤ گے منکر نکیر!
ہم تمھارے ہاتھ پر رکھیں گے اک ایسی کتاب

جس میں ہوں گے مدحتِ سرکارِ دو عالمؐ کے پھول
جس میں ہوں گے سب ہماری التجاؤں کے گلاب

(دمِ پرسش)

حرفِ درود لب پہ کھلا ہے، کھلا رہے
منصب ثنا کا حشر کے دن بھی ملا رہے

(منصب ثنا کا حشر کے دن بھی ملا رہے)

اقسامِ نعت کی بات کی جائے تو ریاض حسین چودھری کے ہاں وصفی اندازِ بیان کے ساتھ ساتھ حضور ﷺ کی ذاتِ پاک سے شیفتگی وعقیدت بھرپور انداز میں ملتی ہے،لیکن ریاض حسین چودھری کی نعتیہ نظموں کے اس مجموعہ میں مقصدی نعت کا پہلو غالب ہے۔مقاصد کو دیکھا جائے تو اس مجموعۂ نعت کی حد تک ذاتی، معاشرتی، قومی، ملی اور آفاقی مقاصد کو محیط نعتیہ نظمیں زیادہ تعداد میں ہیں۔ چند مثالیں ملاحظہ فرمایئے:

صبا آئے تو اس کو نرم لہجے میں بتا دینا
''غلامانِ محمدؐ کا حصارِ آہنی ہے یہ
وطن کے واسطے جتنی بھی ممکن ہو، دعا لکھنا''

(قریۂ نسبتِ محمدیؐ)

حسرتیں میرے دامن سے لپٹی ہوئی، میری قسمت میں محرومیاں ہیں رقم
یا حبیبِ خدا، یا رسولِ امیںؐ! میرے احوال پر بھی ہو چشمِ کرم

(دھوپ ہی بن گئی ہے مرا سائباں)

بغداد جل رہا ہے فریاد، یا نبی جیؐ
ہر سَمت کربلا ہے فریاد، یا نبی جیؐ

(فریاد)

حشر سا حشر برپا ہے چاروں طرف
ارضِ کشمیر جلتا ہوا زخمِ جاں

(استغاثہ)

حضورؐ، اُمّتِ عاصی کا حال کیا لکھوّں
اک اضطرابِ مسلسل ہے فاختاؤں میں

فضا میں سبز پرندے نظر نہیں آتے
حضورؐ، آپؐ کی اُمّت ہے کربلاؤں میں

(فریاد بحضور سرورِ کونینؐ)

اسی تناظر میں اکتوبر ۲۰۰۵ء کے قیامت خیز زلزلے کے حوالہ سے کہی گئی نظم ''ہوا رو پڑی ہے'' خصوصی اہمیت کی حامل ہے۔

ریاض حسین چودھری کی نعتیہ نظموں کا یہ مجموعہ، اصناف سے موضوعات تک دل کشی و رعنائی سمیٹے ہوئے ہے اور بالیقیں یہ فنِ شعر بالخصوص بابِ نعت سے وابستہ افراد کے لیے ایک نادر و نایاب تحفہ سے کم نہیں۔ خدا کرے یہ مجموعہ دربارِ رسالت مآب ﷺ میں شرفِ قبولیت حاصل کرے اور ریاض حسین چودھری (مرحوم) کی بخشش کا سامان بہم کرے۔

نوید صادق

روشنی کا شاعر

ریاض حسین چودھریؒ کے تخلیقی جمالیاتی شعور و ادراک کی نشوونما کا الوہی اھتمام امیر ملّت سید جماعت علی شاہ قدس سرہٗ کے ریاض کے والدین پر خصوصی التفات سے شروع ہوا جب آپ نے بوقت نکاح ان کو خصوصی دعاؤں سے نوازا اور نکاح اور دعاؤں کی اس تقریب میں سید نعیم الدین مرادآبادی بھی شریک تھے۔ کم سنی میں ہی اپنے دادا جان کے وسیلے سے علامہ محمد اقبالؒ کے والد گرامی سے قربت وصحبت نصیب ہوئی اور کم سنی ہی میں اقبال علیہ الرحمتہ کی شعری تخلیقات ریاض کی سماعتوں کو حرف وصوت کی نغمگی سے گل رنگ کرنے لگیں۔ مرے کالج میں جناب آسی ضیائی رامپوری کے تلمذ میں شعری لغت، تخلیقی ساختیات اور الفاظ کی معنوی تہوں کی بُنت کا ہنر ان کی عملی لغت کا حصہ بنتا گیا۔ الفاظ ان کے پاس ہوا کی لہروں اور بہتی ندیا کی اچھلتی موجوں کی صورت آنے جانے لگے اور احساسات، تصورات اور جذبوں کے لسّانی انسلاکات سیل رواں کی شکل میں ان کے قلم سے ٹپکنے لگے اور بتدریج ان کا تخلیقی عمل شعریت کی وہبی صورت میں ڈھلتا گیا۔ ماحول کے معاشرتی، سماجی، معاشی اور اخلاقی حقائق ان کی فطری حساسیت کے باعث جذبات کے تخلیقی طوفان میں بدلنے لگے اور یوں ان پر فنی اور تخلیقی اظہار کے در وا ہونے لگے۔ اس پر طرہ یہ کہ ادب کے شعری ورثے نے انہیں مالا مال کر رکھا تھا۔ غزل کا جھرنا تو بہاؤ میں تھا ہی، نظم کی سحر آفرینی نے بھی قارئین کو وسیع پیمانے پر متاثر کیا۔ نظیر اکبرابادی، حالی، اقبال، اسمعیل میرٹھی، شوق قدوائی، حفیظ جالندھری، فیض احمد فیض، ایم ڈی تاثیر، علی سردار جعفری، جانثار اختر، ساحر لدھیانوی اور کیفی اعظمی جیسے صف اول کے شعرا نے نظم نگاری میں جو تجربات کئے وہ آنے والوں کے لئے خیر کثیر ثابت ہوئے۔

ریاضؒ نے غزل کے پیرائے میں بہت نعت لکھی اور پھر غزل کو نعت کے حضور

کاسہ بکف دیکھا اور اسی موضوع پر ایک مجموعۂ نعت تخلیق کر دیا۔ مگر ریاض کے شعری خمیر میں نظم کا پیرایہ تخلیقی طینت کی شکل میں موجود تھا۔ ان کے تمام مجموعہ ہائے نعت غزل کے علاوہ نظم کی مختلف ہیئتوں کی قوس قزح سے مزین ہیں۔ یہ مجموعہ نعت ''روشنی یا نبی'' چونکہ ان کی نعتیہ نظموں کا مجموعہ ہے لہٰذا مجھے ضروری محسوس ہوا کہ ان کی نظم نگاری کے حوالے سے لکھوں مگر بطور روشنی کے شاعر کے۔ یہ دیکھنا ہے کہ ان کی نظم میں روشنی کی کنہ وحقیقت کیا ہے۔

ریاضؒ نے نظم نگاری تو زمانۂ طالب علمی ہی میں شروع کر دی تھی اور بچوں کے رسائل و جرائد میں تین چار سال تک مسلسل چھپتے رہے، حتیٰ کہ وہ ایل ایل بی کے لئے اورینٹل کالج لاہور آ گئے۔ اس کے بعد وکالت کی تربیت کے دوران سنجیدگی سے اپنی ادبی زندگی کی طرف متوجہ ہوئے۔ ۱۹۷۰ء میں یوم دفاع پاکستان کے موقع پر وہ اپنا پہلا مطبوعہ کلام ''خون رگ جاں'' لائے۔ یہ کتابچہ riaznaat.com پر موجود ہے جسے ڈاؤن لوڈ یا پرنٹ کیا جا سکتا ہے۔ بظاہر ملی نظموں کا یہ مختصر مجموعہ جذبۂ حب الوطنی کا ایک پرجوش روحانی الاپ تھا مگر اس میں جو نظمیں شامل ہیں ان میں ماحول پر چھائی ہوئی ظلمتوں کا ادراک ایک نئے طرز احساس کے پیرہن میں نمو پذیر ہے۔ اس کی پہلی نظم'' دیدۂ بیدار''میں اقبال کے لب و لہجے کی جھلک نمایاں ہے، ماضی کے شان وشکوہ کا درد انگیز شعور تعمیر نو کے جذبے میں ڈھل کر ماحول میں قرآن وسنت اور دینِ مبین کے حوالے سے مایوس کن صورت حال پر بیزاری اور اور شکوے کے اسلوب میں نمو پا رہا ہے۔ ایک بند ملاحظہ فرمائیں:

کچھ لوگ ہیں توہینِ رسالت پہ بھی مائل
یہ عشق و محبت نہ عقیدت کے ہیں قائل
اِن لوگوں سے اسلام کی پیشانی ہے گھائل
کیا ان پہ کھلیں جانِ رسالت کے فضائل
ان سینوں میں ایماں کی حرارت ہی نہیں ہے

اللہ کے محبوبؐ کی الفت ہی نہیں ہے

پھر جذبات کا یہ بہاؤ نور محمد ﷺ کے حضور اظہار عقیدت کے حوالے سے اپنی کم مائیگی کے غلامانہ اعتراف میں اتر جاتا ہے:

ہے منبع افکار و خبر نورِ محمد ﷺ ہے باعثِ تخلیقِ نظر نورِ محمد ﷺ
ہے سینہ قدرت کا شرر نورِ محمد ﷺ ہے مطلع انوارِ سحر نورِ محمد ﷺ

میں اور بھلا حسنِ عقیدت کے بیاں میں
لفظوں کی رسائی ہے نہ طاقت ہے زباں میں

۶۵ بنود پر مشتمل یہ ایک طویل نظم ہے جس میں آخر وہ امت مسلمہ کے وجود پر لگے ہوئے ظلم و جور اور غلامی ومحتاجی کے خون اگلتے ہوئے زخم سینے اور امت کو ان مصائب سے نجات دلانے کے آہنی عزم کے پر جوش اظہار پر ختم ہوتی ہے۔ اس سے اگلی نظم ریاض کی ادبی کم سنی کے دور کی ایک ایسی بالغ نظر تخلیق ہے جس کے ایک ایک لفظ میں جذبۂ ملی کے الاؤ اور حبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کا امتزاج جمالیاتی اظہار کا ایک دھنک رنگ سویرا بن کر طلوع ہو رہا ہے۔ یہ نظم شکوہ اور جواب شکوہ کی طرز پر ''استغاثہ اور جواب استغاثہ اپنے آقا ومولا ﷺ کی عدالتِ عظمیٰ میں'' کے عنوان سے لکھی گئی ہے۔ تصور کیا جا سکتا ہے کہ حب الوطنی کے جذبے سے سرشار اور عشق رسول ﷺ کے نور سے روشن شعری جمالیات سے مزین یہ ۲۷ سالہ نوجوان شاعر اظہار کے کس طرز احساس میں لپٹا اس نظم میں اپنی روح کی نغمگی کے ترشحات سنوار رہا ہے۔ استغاثہ ان اشعار پر اختتام پذیر ہو رہا ہے:

نا امیدی اور تیرے چاہنے والوں میں ہو،
کیوں بنی ہے فکرِ مسلم مرکزِ حزن و ملال

آج ویرانی برستی ہے ترستی ہے زباں
تھا کبھی گلشن کا پتہ پتہ شبنم سے نہال
منتظر ہیں کوئی ڈھارس ہی بندھائے دہر میں
بے بسی سے دیکھتے ہیں چشمِ فطرت کا جلال
روشنی، اے منبع انوارؐ، کالی رات ہے!
روز و شب کی گردشوں میں چھپ گئی تیغِ ہلال
سینۂ افگار سے رستا ہے زخموں کا لہو!!
دیکھ تیری رحمتوں سے میں نے پوچھا ہے سوال

اب ''جواب استغاثہ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ سے'' کے ابتدائی اشعار ملاحظہ فرمائیں:

کس کے آوارہ تخیل میں ہے سوزِ انفعال
کس نے اشکوں کی زباں میں ہم سے پوچھا ہے سوال
کون فریادی ہے کس نے دی ہے دستک بارہا
کون ارضِ پاک میں افسردہ ہے غم سے نڈھال
کس کے نالوں سے ہماری آنکھ پُرنم ہو گئی !
کس کے نالے ہیں حقیقت میں رگِ گل کی مثال
ہم اگرچہ خوش ہوئے اس جرأتِ اظہار پر
لیکن آدابِ جنوں پیشِ نظر ! اے باکمال
اب بھی آتی ہے ہمیں ٹھنڈی ہوا اس دیس سے

لیکن اب صر صر کے جھونکوں سے ہے اس کا اشتمال

اور اس ''جواب استغاثہ'' کا اختتام ان اشعار پر ہو رہا ہے:

بات کر لینا بہت آسان ہے لیکن ذرا
قوتِ خیبر شکن کی ہے کوئی تم میں مثال
بازوئے خالدؓ کی عظمت کے تمہی وارث تو تھے
کاش اپنی قوتوں کو آج بھی کر لو بحال
ہاں فقط جوشِ عمل میں منزلوں کا ہے سراغ
بے بسی، کم ہمتی، دونوں دل و جاں کا وبال!
مغربی تہذیب کے اس کھوکھلے پن سے نکل
اپنی قدروں پر بھروسہ کر، یہی ہیں لازوال
ڈھونڈ لے صدیقِ اکبرؓ کے سراغِ نقشِ پا!
جذبہ فاروقِ اعظمؓ کو رگ و پے میں اچھال

یہ ہیں ریاض کی تخلیقی جمالیات کے ابتدائی خد و خال جب ابھی ان کے نفسِ مدرّک میں ''نعت کی روشنی'' کو گوندھا جا رہا تھا، ان کی حسیّت کو شعریت کے وجود میں اتارا جا رہا تھا اور انہیں مدحت نگاری کی سخن آرائی کے رنگ و نور کی اسلوبیاتی معنویت کے ارتقائی مراحل میں سے گذارا جا رہا تھا۔ وہ اگرچہ ''سر صلیبِ بدن'' کی شکل میں غزل لکھ رہے تھے اور احمد ندیم قاسمی اور عارف عبدالمتین جیسے فعال اور سرکردہ سخنوروں کے ساتھ رابطوں میں تھے تاہم جناب حفیظ تائبؒ کے ساتھ بھی ان کا گہرا رابطہ تھا۔ ان کے اندر ''طلوع فجر'' جنم لے چکی تھی اور صنف نعت کے'' دبستانِ نو'' کا خمیر اٹھ رہا تھا۔ باہر کی تیرگی کا ایک ہوش پاش احساس ان کے حرف وصوت کے رگ و ریشے میں سرایت کر کے

استغاثہ اور جواب استغاثہ کی شکل میں اپنے شعری وجود کی نمود پر اعتبارِ قلم کی دولت حاصل کر چکا تھا اور اس طرح اس تیرگی کو' تولج الیل فی النھار' کی تخلیقِ سحر کے عملِ فلکیاتِ سخن کے تحت اظہار کے نئے سورج کی تلاش میں نکل چکا تھا جب کہ یہ سورج ریاض کے روحانی اور سرّی وجود میں تخلیق پا چکا تھا اور کچھ ہی دیر میں مہرِ نیم روز کی شکل اختیار کرنے والا تھا۔

ستّر کی دہائی عملی زندگی کے نشیب و فراز میں گذر گئی اور اسّی کی دہائی میں آخر وہ نعت کی صنف ادب کی جمالیاتِ اظہار اور عصری حسیّت کے چراغاں کو اپنی نوکِ قلم پر سنوار کر وسائل اظہار کے انسلاکی معاملات کا تانا بانا ترتیب دینے لگے اور معنویت کے ایک جہانِ نور کی ساخت میں مصروف ہو گئے۔ یوں ان کی شعری لغت بلیغ استعاروں کی ایک منظّم کہکشاں کی صورت اختیار کرتی گئی۔ ''روشنی، اے منبعِ انوارؐ! کالی رات ہے'' اس جہانِ معنویت کا عنوان بن گئی۔ ۱۹۸۵ء تک یہ جہانِ اسلوب و معنویت روضۂ رسول ﷺ پر حاضری سے پہلے ایک حسّی وجود کی شکل اختیار کر چکا تھا جسے ۱۹۹۵ء میں ریاض نے ''زر معتبر'' کے نام سے شائع کیا۔ یہ کتاب اس نمائندہ شعر سے شروع ہو رہی ہے:

نظام دیدہ و دل سے لہو کی روشنی لے کر
انہیںؐ نورِ ازل، نورِ ابد، نورِ خدا لکھنا

اسی کتاب میں اپنے محبوب منبعِ انوار ﷺ کو سراجاً منیرا لکھ کر زماں تا زماں روشنی کا حوالہ بنا کر ہدیۂ مدحت پیش کر رہے ہیں:

کراں تا کراں آگہی کا اجالا، زماں تا زماں روشنی کا حوالہ
افق تا افق صبح روشن کا منظر، سراجاً منیرا، سراجاً منیرا

پھر اسی مجموعہ مدحت میں انوارِ توصیف میں تر بتر ایک خوبصورت نعت لکھتے ہیں:

مجھے روشنی کا صحیفہ ملا ہے ترے گھر کے نکھرے ہوئے آسماں سے

بجھی ساعتوں کو چراغِ تمنا کی کرنوں کا تو نے اثاثہ دیا ہے
جسے کوئی نسبت نہیں تیرے در سے اسے کیسے سورج میں تسلیم کر لوں
وہی معتبر ہے حوالہ سحر کا ترے پاؤں کو جس نے بوسہ دیا ہے

اسی معتبر ''زرِنور'' میں ریاضؒ ایک دل آویز آزاد نظم ''نئے دن کا سورج'' تخلیق کرتے ہیں:

محمدؐ، محمدؐ، محمدؐ، محمد ﷺ

صبا اسؐ کا اسمِ مبارک نہ لے تو شفق روشنی کے پروں کو نہ کھولے

مگر گھٹن، حبس اور جبر کے ماحول میں وہ اِسی دل و جان سے پیاری ''روشنی'' کو مقید دیکھ کر پکار اٹھتے ہیں:

نہیں ملتا سراغ اب آفتابِ نور و نکہت کا
سحر پس منظروں میں کھو چکی ہے یارسول اللہ
کِسی جگنو کو بھی اُڑنے کا پروانہ نہیں ملتا
غبارِ شب میں لرزاں چاندنی ہَے یارسول اللہ ﷺ
کرن کے پَر بھی باندھے ہیں قفس میں باغبانوں نے
مقیّد ظلمتوں میں روشنی ہے یارسول اللہ ﷺ

''زرِمعتبر'' کے آخری کلام میں وہ بارگاہِ رسالت سے رخصت ہوتے ہوئے الوادعیہ کلمات یوں عرض کناں ہیں:

الوداع اے رحمتوں والے نبیؐ الوداع اے روشنیؐ، اے روشنیؐ

اس طرح اپنے پہلے مجموعۂ نعت ''زرِمعتبر'' میں وہ فنی جمالیات کے ریشمی پیرہن میں روشنی کے لاہوتی وجود کی ذات و صفات، نظام ہستی میں اس کے وفورِ تجلّی کی طلعتِ

سدرہ اور تیرگی کی تعدیم کے لئے سرنگوں اور نمناک ادبِ استغاثہ اپنے جذبۂ و احساس کی نغمگی میں کمال مہارت سے بُنتے چلے جاتے ہیں۔

پہلے مجموعۂ نعت سے تئیسویں آخری مجموعۂ نعت تک ریاض اسی لاہوتی ''روشنی'' کی مدحت میں ساٹھ ہزار سے زیادہ اشعار تخلیق کر جاتے ہیں۔ ان کے ہر مجموعۂ کلام میں روشنی کے حوالے سے مضامین کا یہاں احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ ماسبق تذکار سے یہ حقیقت تو ثابت ہو جاتی ہے کہ ریاض کی شعریت کا وجود ہی اسی روشنی کے مظاہر کا جامع ہے۔ وہ تو سرّی کیفیات میں یہ کہہ جاتے ہیں کہ روز الست ان کی چشمِ شعور وا ہوئی تو دیکھتے ہیں کہ ان کے ہاتھ پر ایک نور رکھ دیا گیا ہے۔ یہ نور ان کا نعت نگار قلم تھا جسے وہ بوسہ دیتے ہیں اور پھر آقائے دو جہان ﷺ کے قدمَین پاک میں رکھ دیتے ہیں۔ میرے ایک اور مضمون میں قلم کے استعارے پر ایک سیر حاصل مطالعہ موجود ہے جسے راقم کی کتاب ''ریاض کی نعت نگاری'' میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

الفاظ محترم ہیں کہ نعتِ نبیؐ کے ہیں
اوراق اور قلم مرے سب روشنی کے ہیں
اسمِ نبیؐ کی خُلدِ محبت میں گم ہوں مَیں
میرے قلم سے پھوٹتی رہتی ہَے روشنی
ورق پر آرزو کی روشنی بہتی رہے آقاؐ
قلم کی روشنی بھی زم زمِ عشقِ رواں میں ہے

نمونے کے طور پر کچھ مزید حوالے جمع کئے جا سکتے ہیں ، ایسے کہ جن سے ان کی فنی جمالیات، تخلیقی حساسیت اور وسائل اظہار کے انسلاک کا اسلوب واضح ہوتا ہے اور مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ ان کی ساری نعتیہ شاعری اسی اسلوب و معنویت اور فنی عمل تخلیق

کی سحر کاری ہے۔

غزل کا سہ بکف میں ۴۷ اشعار پر مشتمل سہ نعتیہ تخلیقی جمالیات کی فصلِ بہار ہے:

شہرِ حضورؐ کا ہے تصوّر بھی چاند رات
شہرِ حضورؐ کی ہے تمنا بھی روشنی
عرضِ دعا میں جس کے ہیں دیوار و در ابھی
طیبہ میں میرے گھر کا وہ نقشہ بھی روشنی
توصیفِ مصطفیٰؐ کی کتابِ سخن ہے نور
لوحِ ثنا کے لفظ کا نقطہ بھی روشنی
جو روشنی فصیل ہے شہرِ حضورؐ کی
اُس روشنی کو دیکھنے والا بھی روشنی
اتنی سی بات ہوتی نہیں منکشف، حضورؐ
ہے بے غرض عمل کا نتیجہ بھی روشنی
چومے ہیں اس نے نقشِ کفِ پائے مصطفیٰؐ
اس پھول سی زمین کا چہرہ بھی روشنی
مصروف ہے طوافِ مسلسل میں روشنی
یہ روضۂ نبیؐ ہے نگاہو! ادب ادب

حروفِ نعت سے روشنی کشید کرتے ہوئے ''کائنات محو درود ہے'' میں لکھتے ہیں:

یہ مدینے کے در و دیوار کا فیضان ہے
میرے دستِ بے ہنر میں روشنی ہے روشنی

سب حروفِ لب کشا کے لب معطر ہیں ریاضؔ
سب حروفِ معتبر میں روشنی ہے روشنی
خوش نصیبی کے ہیں جگنو ہمسفر میرے ریاضؔ
راستے کے ہر شجر میں روشنی ہے روشنی
حضورؐ، آپؐ کا مدحت نگار مَیں بھی ہوں
حروفِ نعت کو کرتا ہوں روشنی سے کشید

''تاج مدینہ'' میں لکھتے ہیں:

روشنی کے لفظ کی تفہیم جب مشکل لگے
خاکِ شہرِ مصطفیٰؐ کا استعارہ ہے بہت

اسی کتاب کی ایک نعت میں لکھتے ہیں:

موسم طلوعِ فجر کا رہتا ہے آس پاس
کلک و بیان و نطقِ سخنور بھی روشنی
اُنؐ کی ہر ایک صبح کے دامن میں آفتاب
اُن کی ہر ایک شام کا منظر بھی روشنی
رہتا ہے جو ہوائے مدینہ کے دوش پر
اُس طائرِ خیال کا ہر پر بھی روشنی
دیوار و در بھی جس کے ہیں سرکارؐ منتظر
چھوٹا سا مجھ غریب کا وہ گھر بھی روشنی

نوکِ قلم پہ اسمِ گرامی کا ہے نزول
باہر بھی روشنی، مرے اندر بھی روشنی
ماہِ عرب کی نعت کے فیضان سے ریاضؔ
کب سے بنا ہوا ہے مقدّر بھی روشنی

''طلوع فجر'' میں جو نظم معریٰ کے پانچ سو بنود پر مشتمل میلاد نامہ ہے:

مَیں بھی ریاضؔ آپؐ کا ادنیٰ سا ہوں غلام
بادِ صبا کے ہاتھ پہ رکھتا ہوں روشنی
بادِ صبا درود کے گجرے بنائے گی
خوشبو چراغ شہرِ سخن میں جلائے گی

جیسا کہ شروع میں ہی وضاحت کر دی گئی ہے غزل کے علاوہ روشنی کا نظمیہ بیانیہ ریاض کے کلام میں ہر کہیں ملتا ہے۔ تاہم ۲۰۰۳ء کے بعد سات سال کے عرصہ میں تخلیق کی گئی نعتیہ نظمیں انہوں نے الگ رکھ دیں اور کسی اشاعت میں شامل نہ کیا۔ راقم نے ان کی رحلت کے بعد ان کی خواہش کے ایفا میں جب ان کا غیر مطبوعہ کلام دیکھا تو یہ نظمیں ملیں جنہیں مرتب کر کے زیر نظر کتاب ''روشنی، یا نبی'' ترتیب دی گئی ہے۔ پندرھویں نعتیہ مجموعے ''کائنات محوِ درود ہے'' میں لکھتے ہیں:

مجھے روشنی کی تلاش تھی مَیں درِ نبیؐ پہ چلا گیا
ہوا یوں کہ پھر شبِ حشر تک مری خاک سے نہ اٹھا گیا

اور زیر نظر کتاب میں استغاثہ ملاحظہ فرمائیں:

دست بستہ کھڑا ہے یہ دربار میں، روشنی، یا نبیؐ، اس کے افکار میں
ہے ریاضؔ حزیں آپؐ کا امتی، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

یہ ہے ''روشنی، یا نبی'' ریاض کی نعتیہ نظموں کا مجموعہ جو عشق مصطفیٰ ﷺ میں کھوئے ہوئے، امت کا غم سینے میں دبائے روشنی کی بھیک مانگتے ہوئے ریاضؒ کا استغاثہ ہے۔ان کے کلام کی معنویت کا تار و پود روشنی کے تاروں سے بُنا ہوُا ہے، ان کے اسلوب کا وجود روشنی سے مستعار ہے۔ ان کی نظم میں ہمیں روشنی ایک محیط، بلیغ اور وقیع استعارے کی صورت میں ضیاء بار ملتی ہے۔ یہ روشنی محض مضمون یا ان کی شعری لغت کا کرشماتی استعمال نہیں نہ ہی علامت کی کوئی بُنت ہے بلکہ روشنی ریاض کی نعت کا ظاہر و باطن ہے جس کی کائنات ازل سے ابد تک وسعت پذیر ہے اور جس سے نعتِ رسول کا دامن، توصیف و ستایش کے زر و جواہرات کا امین اور بارگاہ رسالت کے جود و سخا اور لطف و کرم سے ثروت مند ہے۔ یہ ان کا سامان نجات، حشر کا زاد راہ اور رب نعت کی رضا کا احسان عظیم ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ یہ سرمایہ ماورائے ادراک ہے جس کی تفہیم کا مؤثر ذریعہ استغاثہ ہے جو وہ نبیٔ محتشم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں ازل سے پیش کر رہے ہیں۔

مگر استغاثہ محض ایک رنگ ہے، جب کہ اس دھنک میں عشقِ مصطفیٰؐ، ادبِ مصطفیٰؐ، تعظیمِ مصطفیٰ، اطاعتِ مصطفیٰؐ، دفاعِ شانِ مصطفیٰؐ، نصرتِ دینِ مصطفیٰؐ اور کئی اور ان گنت رنگ جھلک رہے ہیں۔ ایک رنگ ان میں مراقبۂ شوق میں ملائکہ خصوصاً اعمال نامہ لکھنے والے فرشتوں سے اپنے اعمال نامے کے استفسار کا انوکھا رنگ بھی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں: **وَ اِنَّ عَلَیْکُمْ لَحٰفِظِیْنَo کِرَامًا کَاتِبِیْنَo یَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَo** حالانکہ تم پر نگہبان فرشتے مقرر ہیںo (جو) بہت معزز ہیں (تمہارے اعمال نامے) لکھنے والے ہیںo وہ ان (تمام کاموں) کو جانتے ہیں جو تم کرتے ہوo (سورۃ الانفطار: ۱۰۔۱۲):

فرشتو! نامۂ اعمال میں یہ بھی تو لکھو گے
یہ چھوڑ آیا ہے دہلیزِ پیمبرؐ پر دلِ مضطر
مدینے کے مسافر کی قدم بوسی نہیں چھوڑی
فقط پہچان ہے اس کی ثنائے مرسلِ آخرؐ

فرشتو! نامۂ اعمال میں یہ بھی تو لکھو گے
صبا کے سبز آنچل پر گلابِ نور رکھتا ہے
ہُدائے آسمانی کے دیے کرتا ہے یہ روشن
دھنک اس کے قلم کو چوم لیتی ہے محبت سے
فرشتو! نامۂ اعمال میں یہ بھی تو لکھّو گے
اسے جی بھر کے سپنوں نے ستایا رتجگوں میں ہے
اسے بے چینیوں نے دھڑکنوں میں جا لیا ہر شب
مگر اِس کے لبوں پر درگذر کی چاندنی مہکی
فرشتو! نامۂ اعمال میں یہ بھی تو لکھّو گے
اسے مدحت نگاری کا ملا ہے منصبِ رحمت
ثنا خوانی کا پرچم اسکے ہاتھوں میں ازل سے ہے
حضوری کی منوّر ساعتوں میں لپٹا رہتا ہے

اس کلام کی معنویت اور اس کے اسلوب میں جھانک کر دیکھیں، ظاہر و باطن میں روشنی کے کون سے رنگ لفظوں کے prism سے ہویدا ہو رہے ہیں۔ریاض کی روح کراماً کاتبین کے ساتھ اخلاص،حق وصداقت اور بارگاہِ نبی مکرم میں کیفیات حضوری کے کیا اندراجات کرا رہی ہے۔ یہ ہے ریاض کی روشنی جو اس کے لہو کی شریانوں میں موجزن ہے ، اس کی دھڑکنوں میں مرتعش ہے اور جو اس کی روح میں نقوشِ پائے رسول ﷺ کی تجلیات کی خیرات اتار رہی ہے۔

یہ کتاب حب رسول ﷺ کے بیمثال قمقموں فانوسوں اور مشکوٰۃ و مصابیح سے جگ مگ کرتا ایک عالمِ نور ہے جس میں ہر سُو درود و سلام کا چراغاں شعور و لاشعور کی وسعتوں

میں ادب وعقیدت کے چاند اتار رہا ہے۔ درود وسلام کے پانچ کلام پیش کرتے روح میں تراوٹ کا ایک منور احساس جاگ اٹھتا ہے۔''السلام، اے سیدِ سادات السلام'' 16 اشعار پر مشتمل ہے،'' سلام میرے قلم کی دعاؤں کا آقا'' کوئی سو سے زیادہ اشعار ہیں جن میں ... سلام ارضِ محبت کے ذرّے ذرّے کا ... شاعر نے زندگی کی کوئی چیز ایسی نہیں چھوڑی جس کی طرف سے آقا علیہ السلام کی بارگاہ اقدس میں سلام پیش نہیں کیا گیا۔ اس کے بعد''پڑھو درود وسلام اس پر، میرے پاکستان کے شام وسحر کا بھی سلام اور اے مکینِ گنبد خضرا سلام''... روشنی کا ایک بحر مواج ہے جو بہتا چلا جا رہا ہے جس کے پار رضائے حق، جود وسخائے حبیب، اور طمانیت وتسکین کی جنتیں لہراتی نظر آتی ہیں اور جو سب ''روشنی، یا نبی'' کے نظارہ ہائے نور ہیں۔

شیخ عبدالعزیز دباغ

آرزوئے والیٔ کونینؐ

بارِ دِگر بھی دے مجھے توفیق تو، خدا
بارِ دگر بھی آپؐ کے در پہ کروں سلام
بارِ دگر بھی آپؐ کی چوکھٹ کو تھام لوں
بارِ دگر دیارِ عرب میں کروں قیام

ہر وقت میرا قلبِ مصور کرے سجود
ہر وقت آنسوؤں کو چراغِ سحر ملے
ہر وقت سامنے رہیں روضے کی جالیاں
برسے بڑے ادب سے وہ جو چشمِ تر ملے

بچے یہ کہہ رہے ہیں کہ ابو! وضو کریں
آقاؐ کے در پہ جا کے ادب سے کریں سلام
لب پر سجا کے لفظ درود و سلام کے
چپ رہ کے آنسوؤں کی زباں میں کریں کلام

ہاتھوں میں ہوں چراغ حضوری کے صد ہزار
پھر یہ چراغ اُنؐ کے غلاموں میں بانٹ دوں
لفظوں میں رکھ کے اسمِ محمدؐ کی روشنی
آنسو تمام اپنے سلاموں میں بانٹ دوں

ہر زائرِ حرم کے نقوشِ قدوم کو
دامانِ آرزو میں سمیٹوں میں ہر گھڑی
دیوار و در کے عکس اتاروں نفوس میں
میرے جھکے قلم سے لپٹ جائے چاندنی

بارِ دگر مجھے بھی حضوری نصیب ہو
صدیوں غبارِ شہرِ پیمبرؐ میں گم رہوں
میں اپنا عکس ڈھونڈنے پاؤں نہ یاخدا
اِس آئنوں کے گہرے سمندر میں گم رہوں

دیوار و در سے کر کے مراسم جو استوار
رشتہ درِ حضورؐ کی مٹی سے جوڑ کر
کر کے سلام، عید کے دن، آپؐ کو ریاضؔ
کن رتجگوں کو طیبہ میں آیا ہے چھوڑ کر

ہر لفظ دے مواجۂ اقدس پہ حاضری
کچھ اور آب و تاب دے میرے شعور کو
آئیں غلام آپؐ پہ پڑھتے ہوئے درود
آباد رکھ بس ایسے ہی شہرِ حضورؐ کو

یارب! بقیع میں مجھے چھوٹا سے گھر ملے
ہر وقت میں حضورؐ کے قدمَین میں رہوں
بیٹھا رہوں میں گنبدِ خضرا کی چھاؤں میں
یوں آرزوئے والی کونینؐ میں رہوں

❁❁❁

آرزوئے سحر

ہر طرف سے گھیر رکھا ہے مجھے آفات نے
ہر طرف سے سرخ آندھی روز و شب پر ہے محیط
ہر طرف سے راکھ گرتی ہے برہنہ جسم پر
ہر طرف سے خشک سالی کشتِ جاں پر ہے محیط

میں منافق ساعتوں میں سانس لیتا ہوں حضورؐ
میرے دامن میں چراغِ آرزو جلتے نہیں
روشنی امید کی جانے کہاں ہے کھو گئی
شام کے سائے افق پر ہیں کبھی ڈھلتے نہیں

آپؐ کی چوکھٹ سے وابستہ رہوں، آقا حضورؐ
اَن گِنت لطف و عطا کے پھول شاخوں پر کھلیں
اَن گِنت انوار اُتریں لفظ کی محراب میں
اَن گِنت اعزاز مجھ کو بھی غلامی کے ملیں

مصر کے بازار میں سکّہ نہیں چلتا مرا
معتبر، سر تا قدم، میرا خدا مجھ کو کرے
سر اٹھا کر مجھ کو بھی چلنے کا آجائے ہنر
شہرِ مدحت کا زرِ حرفِ ثنا مجھ کو کرے

اپنی آلِ پاک کے قدمَین کا دھوون، حضورؐ
اپنی امّی جان کا صدقہ مجھے بھی ہو عطا
مجھ کو بھی حسنین کی اُترن کی رعنائی ملے
خاک ہوں، سرکارؐ! ہو جاؤں میں خاکِ کربلا

ہر گھڑی، آقاؐ، مدینے کی چلے ٹھنڈی ہوا
میرے نخلِ آرزو پر ہو بہاروں کا نزول
آئنہ خانے کے سارے عکس لے جائے کوئی
میری نسلوں کو ملے بس آپؐ کے قدموں کی دھول

ہر طرف محرومیوں کا ہے دھواں بکھرا ہوا
گھر کے اندر تیرگی ہے، گھر کے باہر تیرگی
آج کا انسان گم ہے ظلمتِ آفاق میں
روشنی ہو، روشنی ہو، روشنی ہو روشنی

منظرِ شب

عجیب منظرِ شب ہے دکھوں کے صحرا میں
حضورؐ، صبر کی گہرائیاں ہیں اور مَیں ہوں
حضورؐ، چشمِ کرم کی اشد ضرورت ہے
غبارِ شام کی تنہائیاں ہیں اور مَیں ہوں

چہار سَمت سے زر کی تپش کا حملہ ہے
درِ عطا کی گدائی مجھے ملے آقاؐ
فریب و دجل و ریا کی مَیں زندہ لاشوں میں
گھرا ہوا ہوں، رہائی مجھے ملے آقاؐ

بہت دنوں سے اندھیرا محیط ہے دن پر
بہت دنوں سے اجالے نظر نہیں آئے
بہت دنوں سے افق بے نشاں سا لگتا ہے
بہت دنوں سے ستارے ادھر نہیں آئے

حصارِ خوفِ مسلسل میں کب سے رہتا ہوں
حضورؐ، خوفِ مسلسل کا دائرہ ٹوٹے
ہوائے جبر کی دیوار پر گرے بجلی
حصارِ خوف میں میرا نہ حوصلہ ٹوٹے

جھپٹ پڑے ہیں اندھیروں کے غول بستی پر
دیے جلانے کا منصب سنبھالنا ہو گا
نقوشِ پائے نبیؐ سے چراغ لے لے کر
شبِ سیاہ کا چہرہ اجالنا ہو گا

❁❁❁

فریاد

بغداد جل رہا ہے فریاد، یا نبی جیؐ
ہر سَمت کربلا ہے فریاد، یا نبی جیؐ

امن و سلامتی کے خطے میں ہر قدم پر
مقتل سجا ہوا ہے فریاد، یا نبی جیؐ

آنگن کی خوشبوؤں پر یلغار ہے ہوس کی
قاتل، ''خدا'' بنا ہے فریاد، یا نبی جیؐ

شہرِ نجف گرفتِ شب میں سسک رہا ہے
اُمّت برہنہ پا ہے فریاد، یا نبی جیؐ

بصرے میں آنسوؤں کی تدفین ہو چکی ہے
موصل گرا پڑا ہے، فریاد، یا نبی جیؐ

کتبے اٹھائے اپنی قبروں کے پھر رہے ہیں
قسمت میں انخلا ہے فریاد، یا نبی جیؐ

بچوں کے خواب رزقِ شامِ قفس بنے ہیں
کیا عہدِ ناروا ہے فریاد، یا نبی جیؐ

اوراق حرفِ غم کے بکھرے ہوئے ہیں تن پر
اشکوں کا حاشیہ ہے فریاد، یا نبی جیؐ

اُمّت کو کربلائے عصرِ رواں میں پھر سے
محشر کا سامنا ہے، فریاد، یا نبی جیؐ

تشنہ لبی مقدّر اِس کا بنی ہوئی ہے
صحرا میں قافلہ ہے، فریاد، یا نبی جیؐ

اُمّت کا اور اس کے ہر حکمراں کا کب سے
رستہ جدا جدا ہے، فریاد، یا نبی جیؐ

ہم خوں بہا بھی اپنا خود سے طلب کریں گے
اپنا کیا دھرا ہے فریاد یا نبی جیؐ

لوحِ جہاں پہ کرتا کیا نقش ثبت کوئی
خود آج نقشِ پا ہے، فریاد، یا نبی جیؐ

حضورؐ! آج بھی آنسو رقم ہیں ہاتھوں پر

حضورؐ، آج بھی زر کی تپش سے پگھلا ہوں
حضورؐ آج بھی غربت نے ڈس لیا ہے مجھے
چھپا رہا ہوں چراغوں کو اپنے دامن میں
ہوا نے خوفزدہ آج بھی کیا ہے مجھے

حضورؐ آج بھی کرب و بلا کے لمحوں میں
بدن کی خاک پہ برسے ہیں طنز کے نشتر
بدن کی خاک بنی ہے ہدف ہواؤں کا
حضورؐ آج بھی دستِ قضا میں ہے خنجر

اَنا پرست ہے ہر شخص میری بستی کا
ہوائے عجز کا جھونکا یہاں نہیں چلتا
تمام طاق دعا کے دھواں دھواں ہیں حضورؐ
دیا تو اب کسی کٹیا میں بھی نہیں جلتا

حضورؐ، لوحِ طلب پر لکھوں تو کیا لکھوں
سوال کرنے کی جرأت مجھے نہیں ہوتی
مرے حقوق مرے سامنے لٹیں لیکن
عجیب بات ہے حیرت مجھے نہیں ہوتی

حضورؐ، آج بھی پھولوں کا ہوں تمنائی
حضورؐ، آج بھی کانٹے بدن میں چبھتے ہیں
حضورؐ، آج بھی گھر میں بڑی اداسی ہے
حضورؐ، آج بھی بچوں کے خواب بکھرے ہیں

حضورؐ، آج بھی آنسو رقم ہیں ہاتھوں پر
حضورؐ، آج بھی چہرہ بجھا بجھا سا ہے
حضورؐ، آج بھی جگنو نہ تتلیاں نہ دھنک
حضورؐ، آج بھی دامن تہی ہوا کا ہے

حضورؐ، اہلِ ہوس کو نگارخانے میں
متاعِ اشکِ ندامت نہ لوٹنے دوں گا
ہوائے جبر چلے لاکھ میرے آنگن میں
کبھی بھی ضبط کے بندھن نہ ٹوٹنے دوں گا

حضورؐ، آپؐ سے مانگے ہیں عافیت کے گلاب
مرے خیال کے طائر سحر تلک چہکیں
مرے دریچوں میں بادِ صبا رکھے کلیاں
خوشی کے پھول مری شاخ شاخ پر مہکیں

❁❁❁

بیاضِ نعت کی دعا

میز پر رکھی بیاضِ نعت نے دی ہے دعا
جا، قلم تیرا ہمیشہ روشنی لکھتا رہے

چوم کر نقشِ کفِ پائے رسولِ محتشمؐ
تیری قسمت میں مدینے کی گلی لکھتا رہے

قبر کے ہر گوشۂ مدحت میں روزِ حشر تک
تیرے ہونٹوں پر درودِ آخری لکھتا رہے

اذن لے کر مصحفِ قرآن سے اے خوشنوا
عشق میں ڈوبی ہوئی بس شاعری لکھتا رہے

گنبدِ سرکارؐ سے بھر بھر کے اپنی جھولیاں
دلکشی ہی دلکشی ہی دلکشی لکھتا رہے

امنِ عالم کی کتابِ لب کُشا میں رات دن
فاختاؤں کے پروں پر شانتی لکھتا رہے

جا، ریاضؔ لب کُشا تو خیمۂ سرکارؐ میں
روزِ محشر لب بہ لب نعتِ نبیؐ لکھتا رہے

❁❁❁

ڈپریشن کے حوالے سے ایک
حمدیہ/نعتیہ نظم

یقیں کی فَصل سرِ جاں جلائی جاتی ہے
شعور و ہوش کی مشعل بجھائی جاتی ہے

حصارِ خوف میں میرا بدن اترتا ہے
لہو میں کرب کی چادر بچھائی جاتی ہے

غبارِ یاس کفن سا دکھائی دیتا ہے
فصیلِ شہرِ تمنا گرائی جاتی ہے

جبیں پہ سرد پسینے کے ہاتھ اگتے ہیں
سپاہِ شر مرے اندر بٹھائی جاتی ہے

وقار و عظمتِ اِنساں کا کچھ سوال نہیں
ردائے حفظِ مراتب اٹھائی جاتی ہے

تڑپ حیات کی بے موت مرنے لگتی ہے
ضمیرِ مردہ کی منزل بتائی جاتی ہے

❁❁❁

یا مصطفیٰؐ، یا سیّدِ سادات السّلام

یا مصطفیٰؐ، یا سیّدِ سادات، السّلام
سب کی دعا کے صاحبِ میقاتؐ، السّلام

سر تا قدم جمالِ محبت! مرا درود
افضل رسولؐ، نور کی برسات، السّلام

صبحِ ازل کے سرمدی انوار، مرحبا
حسن و جمالِ شہرِ مناجات، السّلام

سرتاجِ انبیاء و رسل پر سلام ہو
اے پرتوِ خدائے سماوات، السّلام

مجھ کو حضورؐ آپؐ نے پھر ہے طلب کیا
میری طرف ہو چشمِ عنایات، السّلام

کشکولِ آرزو میں ندامت کے اشک ہیں
میرے ہیں ہاتھ میرے مفادات، السّلام

جاؤں کدھر، حضورؐ، کوئی راستہ نہیں
لپٹی ہوئی بدن سے ہیں حاجات، السّلام

مَیں کربلائے عَصر میں تنہا ہوں، یا نبیؐ
وجہِ قرار، دافعِ آفات، السّلام

آمد سیاہِ شب کی وطن میں ہے اِن دنوں
غم ہے تو ایک غم ہے یہ دن رات، السّلام

جھوٹی تسلیاں بھی اب دیتا نہیں کوئی
ارض و سما میں حسنِ مساوات، السّلام

میرے وطن کی سبز ہواؤں کا لیں سلام
کہتے تھے میرے دیس کے ذرّات، السّلام

آقا حضورؐ، خلدِ مدینہ میں ہر طرف
عنبر فشاں ہیں میرے خیالات، السّلام

دستِ دعا اٹھائے ہیں دربار میں، حضورؐ
اللہ بدل دے میرے بھی حالات، السّلام

اشکوں سے تر فضا تھی مرے گھر کی، یا نبیؐ
ہر لب پہ ایک لفظ تھا دن رات، السّلام

کس کس طرح حضورؐ نوازا ہے آپؐ نے
شہرِ ادب میں کیا مری اوقات، السّلام

آقاؐ، ریاضؔ کا ہے اثاثہ فقط یہی
اشکِ رواں کی لایا ہے سوغات، السّلام

❁❁❁

سلام میرے قلم کی دعاؤں کا آقاؐ

مرا سلام ہو محبوبِ کبریا کو سلام
مرا سلام ہو آیاتِ لب کُشا کو سلام
مرا سلام ہو سلطانِ دوسرا کو سلام
مرا سلام ہو کشتی کے ناخدا کو سلام
مرا سلام ہو سردارِ انبیاء کو سلام
مرا سلام ہو طیبہ کے دلربا کو سلام
مرا سلام ہو ہر عہد کی نوا کو سلام
مرا سلام ہو اُمّت کے پیشوا کو سلام
مرا سلام ہو نسلوں کے رہنما کو سلام
مر سلام ہو دہلیزِ مرتضےٰ کو سلام
مرا سلام ہو رحمت کی انتہا کو سلام
مرا سلام ہو آقاؐ کی ہر دعا کو سلام
مرا سلام ہو افکارِ دلکشا کو سلام
مرا سلام ہو آقاؐ کی اقتدا کو سلام

مرا سلام ہو انوارِ پرکشا کو سلام
مرا سلام ہو سرکارؐ کی ثنا کو سلام
مرا سلام ہو صدیقِ با وفاؓ کو سلام
مرا سلام ہو اصحابِ مجتبےٰ کو سلام
مرا سلام ہو مہکی ہوئی فضا کو سلام
مرا سلام ہو ابوابِ ارتقا کو سلام
مرا سلام ہو ہر حرفِ التجا کو سلام

.....

مرا سلام ہو سرکارِ دو جہاںؐ کو سلام
مرا سلام ہو سالارِ کارواںؐ کو سلام
مرا سلام ہو مقصودِ ہر زماں کو سلام
مرا سلام ہو سیّاحِ لامکاںؐ کو سلام
مرا سلام ہو توقیرِ آسماں کو سلام
مرا سلام ہو سرتاجِ مرسلاںؐ کو سلام
مرا سلام ہو تنویرِ جاوداں کو سلام
مرا سلام ہو عظمت کی کہکشاں کو سلام
مرا سلام ہو مسجودِ قدسیاں کو سلام
مرا سلام ہو رحمت کے پاسباں کو سلام

مرا سلام ہو فطرت کے ترجماں کو سلام
مرا سلام ہو لمحاتِ زرفشاں کو سلام
مرا سلام ہو عنوانِ داستاں کو سلام
مرا سلام ہو طیبہ کے مہرباں کو سلام
مرا سلام ہو سردارِ مقبلاں کو سلام

.....

مرا سلام ہو کون و مکاں کے رہبر کو
مرا سلام ہو آقاؐ کی پاک مسجد کو
مرا سلام ہو جنت کے سبز ٹکڑے کو
مرا سلام ہو سرکارؐ کے گھرانے کو
مرا سلام ہو طیبہ کی جاگتی شب کو
مرا سلام ہو در پر پڑے یتیموں کو
مرا سلام ہو لب پر مچلتے نغموں کو
مرا سلام ہو چشمِ ادب کے اشکوں کو
مرا سلام ہو خاکِ شفا کی دھرتی کو
مرا سلام ہو آقاؐ کے جاں نثاروں کو
مرا سلام ہو شہرِ نبیؐ کی جنت کو
مرا سلام ہو میرے قلم کے لفظوں کو

مرا سلام ہو ہر آگہی کے قریے کو
مرا سلام ہو اُس امن کے جزیرے کو
مرا سلام ہو غارِ حرا کی رم جھم کو
مرا سلام ہو بابِ حرم کی رفعت کو
مرا سلام ہو اسود کے پھول چہرے کو
مرا سلام ہو یا رب! غلافِ کعبہ کو
مرا سلام ہو میزابِ ابرِ رحمت کو
مرا سلام ہو یا رب! حطیمِ اقدس کو
مرا سلام ہو سجدہ گہِ پیمبرؐ کو
مرا سلام ہو صدیقؓ کی رفاقت کو
مرا سلام ہو فاروقؓ کی عدالت کو
مرا سلام ہو عثمانؓ کی سخاوت کو
مرا سلام ہو خیبر شکن شجاعت کو
مرا سلام ہو مکے کے ذرّے ذرّے کو
مرا سلام ہو زم زم کے آبِ شیریں کو
مرا سلام ہو مروٰی صفا کے دامن کو
مرا سلام ہو آقاؐ کے سب بزرگوں کو

مرا سلام ہو یا رب! امامِ برحق کو
مرا سلام ہو مہمانِ عرشِ اعظم کو
مرا سلام ہو مکے کے لالہ زاروں کو
مرا سلام ہو غزوات کے شہیدوں کو
مرا سلام ہو ارقم کے پاک حجرے کو
مرا سلام ہو مضروبِ وادیٔ طائف
مرا سلام ہو طیبہ کے ہر مسافر کو
مرا سلام ہو آفاقِ شہرِ مدحت کو
مرا سلام ہو مدحت کی راجدھانی کو
مرا سلام ہو اُس خطۂ محبت کو
مرا سلام ہو طیبہ کی شامِ روشن کو
مرا سلام مدینے کی صبحِ دلکش کو
مرا سلام ہو جن و بشر کے آقاؐ کو
مرا سلام ہو ہر عافیت کے ضامن کو
مرا سلام ہو محبوبِ ربِّ اکبر کو
مرا سلام ہو روشن چراغِ عالم کو

.....

مرا سلام ہو آقاؐ کے پاک بچپن پر
مرا سلام ہو سرکارؐ کی رسالت پر
مرا سلام ہو سرکارؐ کی امامت پر
مرا سلام ہو سرکارؐ کی قیادت پر
مرا سلام ہو سرکارؐ کی صداقت پر
مرا سلام ہو سرکارؐ کی عدالت پر
مرا سلام ہو سرکارؐ کی سخاوت پر
مرا سلام ہو سرکارؐ کی نفاست پر
مرا سلام ہو سرکارؐ کی عبادت پر
مرا سلام ہو سرکارؐ کی ولادت پر
مرا سلام ہو سرکارؐ کی شفاعت پر
مرا سلام ہو کردارِ عفو و رحمت پر
مرا سلام ہو روضے کے سبز گنبد پر
مرا سلام ہو توحید کے مبلّغ پر
مرا سلام ہو امن و اماں کے داعی پر
مرا سلام ہو ارض و سما کے محور پر
مرا سلام ہو ہر عافیت کے پیکر پر

.....

مرا سلام مدینے کے تاجور کو سلام
مرا سلام مدینے کی روشنی کو سلام
مرا سلام فرشتوں کی ٹولیوں کو سلام
مرا سلام مدینے کی دلکشی کو سلام
مرا سلام مؤدب کبوتروں کو سلام
مرا سلام مدینے کے بادلوں کو سلام
مرا سلام مواجہے کی خلوتوں کو سلام
مرا سلام مدینے کے باسیوں کو سلام
مرا سلام مدینے کی رونقوں کو سلام
مرا سلام مدینے کے بام و در کو سلام
مرا سلام مدینے کے سائلوں کو سلام
مرا سلام غلامانِ مصطفیٰؐ کو سلام
مرا سلام غلاموں کے آنسوؤں کو سلام
مرا سلام پیمبرؐ کے نقشِ پا کو سلام
مرا سلام مدینے کے رات دن کو سلام
مرا سلام درودوں کے موسموں کو سلام
مرا سلام سلاموں کی ڈالیوں کو سلام

مرا سلام شہیدوں کے مرقدوں کو سلام
مرا سلام پیمبرؐ کے شاعروں کو سلام
مرا سلام مدینے کی ساعتوں کو سلام
مرا سلام مدینے کی جھاڑیوں کو سلام
مرا سلام مدینے کے راستوں کو سلام
مرا سلام پیمبرؐ کے ساتھیوں کو سلام
مرا سلام علیؓ کی شجاعتوں کو سلام
مرا سلام شہنشاہِ مرسلیںؐ کو سلام
مرا سلام پیمبرؐ کی سر زمیں کو سلام
مرا سلام مدینے کے رتجگوں کو سلام
مرا سلام مدینے کے محسنوں کو سلام
مرا سلام مدینے کے قافلوں کو سلام
مرا سلام شریعت کے پاسباں کو سلام
مرا سلام مدینے کی کہکشاں کو سلام
مرا سلام مدینے کی نکہتوں کو سلام
مرا سلام مدینے کے دوستوں کو سلام
مرا سلام شفاعت کے پاسباں کو سلام

مرا سلام رسولوں کے پیشواؐ کو سلام
مرا سلام ابد تک کے رہنماؐ کو سلام
مرا سلام مدینے کے ہر مکیں کو سلام
مرا سلام مدینے کے ساحلوں کو سلام
مرا سلام درودوں کی خلعتوں کو سلام
مرا سلام عقیدت کے آنسوؤں کو سلام
مرا سلام مدینے کے آسماں کو سلام
مرا سلام مدینے کے ہر کنویں کو سلام
مرا سلام مدینے کے مرد و زن کو سلام
مرا سلام مدینے کی نکہتوں کو سلام
مرا سلام اخوّت کے سائباں کو سلام
مرا سلام شریعت کی نکہتوں کو سلام
مرا سلام محبت کی داستاں کو سلام
مرا سلام مدینے کے آسماں کو سلام

.....

مرا سلام مدینے کی شاہراہوں کو
مرا سلام خدا کے رسولؐ آخر کو
مرا سلام مدینے کی پاک گلیوں کو

مرا سلام کھجوروں کے سبز پیڑوں کو
مرا سلام مدینے کے سارے بچوں کو
مرا سلام مدینے کے سبزہ زاروں کو
مرا سلام کرم کے کھلے دریچوں کو
مرا سلام مدینے کے حرفِ آخر کو
مرا سلام عنایات کے سمندر کو

.....

سلام میرے وطن کے حسیں نظاروں کا
سلام میرے وطن کی تمام جھیلوں کا
سلام میرے وطن کے تمام جھرنوں کا
سلام میرے وطن کی ہو آبشاروں کا
سلام ارضِ وطن کے ہو مرغزاروں کا
سلام ارضِ محبت کی ہو بہاروں کا
سلام ارضِ وطن کے ہو جگنوؤں کا سلام
سلام ارضِ وطن کی ہو تتلیوں کا سلام
سلام میرے وطن کی ہو خوشبوؤں کا سلام
سلام میرے وطن کی ہو روشنی کا سلام
سلام میرے عَلَم کی ہو تابشوں کا سلام

سلام میرے وطن کی ہو روشنی کا سلام
سلام میرے وطن کے ہو سب درختوں کا
سلام میرے وطن کے سمندروں کا سلام
سلام امن کی، آقاؐ! ہو فاختاؤں کا
سلام میرے وطن کے تمام شہروں کا
سلام شہرِ دھنک کے تمام رنگوں کا
سلام ارضِ تمنا کی وادیوں کا سلام
سلام ارضِ محبت کے ذرّے ذرّے کا
سلام میرے غریبوں کی داستانوں کا

.....

سلام میرے وطن کی ہواؤں کا آقاؐ
سلام میرے قلم کی دعاؤں کا آقاؐ

❁❁❁

پڑھو درود و سلام اُس پر

وہؐ جس پہ اترا کلامِ آخر
جو ساتھ لایا پیامِ آخر
وہؐ انبیا کا امامِ آخر

پڑھو درود و سلام اُس پر

وہؐ ایک انساں خدا رسیدہ
وہؐ خلق میں سب سے برگزیدہ
مَلِک بھی جس کا پڑھیں قصیدہ

پڑھو درود و سلام اُس پر

وہؐ صدق و رحمت کا استعارا
وہؐ سرمدی روشنی کا دھارا
وہؐ خیر و برکت کا ماہ پارہ

پڑھو درود و سلام اُس پر

وہؐ ظلمتوں کو مٹانے والا
چراغ دل میں جلانے والا
وہؐ سب کو رستہ دکھانے والا

پڑھو درود و سلام اُس پر

جوازِ ارض و سما محمدؐ
دلیلِ صبحِ بقا محمدؐ
نصابِ شہرِ دعا محمدؐ

پڑھو درود و سلام اُس پر

میرے پاکستان کے شام وسحر کا بھی سلام

یانبیؐ، ہو طائرِ بے بال و پر کا بھی سلام
ایک اک لمحے کا، عمرِ مختصر کا بھی سلام

میری پوتی حوریہ کے لب پہ ہیں لاکھوں درود
میرے گھر کے جھومتے دیوار و در کا بھی سلام

چاندنی، خوشبو، دھنک، بادِ صبا، لوح و قلم
میرے آقاؐ، میرے ہر اک ہمسفر کا بھی سلام

نسلِ آدم گھپ اندھیروں میں کھڑی ہے آج بھی
گلشنِ ہستی کی شاخِ بے ثمر کا بھی سلام

آج کل اِن پر دھواں بارود کا ہے یا نبیؐ
میرے پاکستان کے شام و سحر کا بھی سلام

باندھتی رہتی ہے جو رختِ سفر میرے رسولؐ
اُس عقیدت مند میری چشمِ تر کا بھی سلام

حاضری کے منتظر ہیں قافلے والے، حضورؐ
اُن کے چہروں پر پڑی گردِ سفر کا بھی سلام

باوضو لمحوں کے لب پر ہے درودوں کی بہار
رہگزارِ عشق کے ہر اک شجر کا بھی سلام

آپؐ ہی ہیں مرکزی نقطہ خدائی کا حضورؐ
میری پلکوں پر سجے ہر ہر گجر کا بھی سلام

اس صدی پر ہوں کرم کی بارشیں، آقا حضورؐ
اس صدی کے دم بخود شمس و قمر کا بھی سلام

تتلیوں کے ہاتھ پر لکھ لکھ کے بھیجا ہے درود
یارسول اللہ، مرے ہر نامہ بر کا بھی سلام

آرزو ہے آپؐ کی امت کی لکھوں داستاں
ہو مرے آقاؐ، ریاضِ نوحہ گر کا بھی سلام

اے مکینِ گنبدِ خضرا سلام

اے بہارِ گلشنِ طیبہ سلام
اے مکینِ گنبدِ خضرا سلام

السلام اے نکہتِ ارض و سما
السلام اے حاملِ صدق و رضا
السلام اے مصطفٰے و مجتبٰے
السلام اے شافعِ روزِ جزا
السلام اے مرکزِ جود و سخا
السلام اے عظمتوں کی انتہا
السلام اے انتہائے منتہا
السلام اے پیکرِ صبر و رضا
السلام اے مظہرِ فقر و غنا

السلام اے مصحفِ لوح و قلم
السلام اے دانشِ شام و عجم
السلام اے میر و سلطانِ اُمم
السلام اے مرکزِ لطف و کرم

السلام اے ندرتِ حسن و جمال
السلام اے زینتِ بزمِ خیال
السلام اے رفعتِ برجِ کمال
السلام اے آفتابِ لازوال

السلام اے عرشِ اعظم کے سفیر
السلام اے معدنِ خیرِ کثیر
السلام اے جنّ و انساں کے امیر
السلام اے بے مثال و بے نظیر

السلام اے تابشِ شہرِ درود
السلام اے حسنِ فطرت کی نمود

السلام اے نسلِ آدم کے وقار
السلام اے رحمتِ پروردگار
السلام اے گلشنِ حق کی بہار
السلام اے مہرِ چرخِ اقتدار

السلام اے منبعِ لطفِ عمیم
السلام اے مرکزِ رشدِ قدیم
السلام اے حاملِ خلقِ عظیم
السلام اے بے سہاروں کے ندیم
السلام اے نائبِ ربِّ کریم

السلام اے گنجِ انوارِ سحر
السلام اے مخزنِ علم و ہنر

السلام اے آب و تابِ زندگی
السلام اے اعتبارِ آدمی
السلام اے روشنی اے روشنی
السلام اے انتہائے آگہی

اے ہوائے وادیٔ بطحا سلام
اے زمینِ شہرِ رخشندہ سلام

اے بہارِ گلشنِ طیبہ سلام
اے مکینِ گنبدِ خضرا سلام
اے مکینِ گنبدِ خضرا سلام
اے مکینِ گنبدِ خضرا سلام

حُبِّ ختم المرسلینؐ

حُبِّ ختم المرسلینؐ: دستارِ توصیف و ثنا
حُبِّ ختم المرسلینؐ: معراجِ کلکِ خوشنوا

حُبِّ ختم المرسلینؐ: اخبارِ الطاف و کرم
حُبِّ ختم المرسلینؐ: بنیادِ قصرِ ارتقا

حُبِّ ختم المرسلینؐ: صبحِ گلستانِ ادب!
حُبِّ ختم المرسلینؐ: برگِ چمن زارِ دعا

حُبِّ ختم المرسلینؐ: خوشبوئے اسمائے نبیؐ
حُبِّ ختم المرسلینؐ ہے جانِ نطقِ بے نوا

حُبِّ ختم المرسلینؐ ہے نکہتِ خیر البشرؐ
حُبِّ ختم المرسلینؐ ہے رونقِ شہرِ صدا

حُبِّ ختم المرسلینؐ ہے روشنی ہی روشنی
حُبِّ ختم المرسلینؐ: خورشیدِ ذاتِ مصطفیٰؐ

حُبِّ ختم المرسلینؐ: تفہیمِ قرآنِ عظیم
حُبِّ ختم المرسلینؐ ہے تاجِ عرفانِ خدا

حُبِّ ختم المرسلینؐ: سرمایۂ قلب و نظر
حُبِّ ختم المرسلینؐ: آبِ خنک روزِ جزا

حُبِّ ختم المرسلینؐ: امراضِ دل کا ہے علاج
حُبِّ ختم المرسلینؐ ہے وجہِ تخلیقِ شفا

حُبِّ ختم المرسلینؐ ہے چرخِ بخشش کی دھنک
حُبِّ ختم المرسلینؐ ہی لاالٰہ کی ہے بنا

حبِ ختم المرسلینؐ: انوارِ دامانِ حرم
حُبِّ ختم المرسلینؐ ہے سطوتِ ارضِ وفا

حُبِّ ختم المرسلینؐ ہے ہر صحیفے کی طلب
حُبِّ ختم المرسلینؐ ہے عشق کے سر پر ہما

حُبِّ ختم المرسلینؐ: توقیرِ آدم کی سبیل
حُبِّ ختم المرسلینؐ ہے عظمتِ بانگِ درا

حُبِّ ختم المرسلینؐ: انوارِ دامانِ سحر
حُبِّ ختم المرسلینؐ: بارانِ ارضِ انبیا

حُبِّ ختم المرسلینؐ: وجہِ نجاتِ اُخروی
حُبِّ ختم المرسلینؐ کِشتِ تمنّا میں اُگا

حُبِّ ختم المرسلینؐ ہے بابِ اقلیمِ سخن
حُبِّ ختم المرسلینؐ سے قصرِ ایماں کو سجا

حُبِّ ختم المرسلینؐ سے کر چراغاں ہر طرف
حُبِّ ختم المرسلیں سے نقشِ باطل کو مٹا

حُبِّ ختم المرسلینؐ سے عظمتِ رفتہ کو ڈھونڈ
حُبِّ ختم المرسلینؐ سے اپنے ماضی کو جگا

حُبِّ ختم المرسلینؐ ہے نعتِ ختم المرسلینؐ
حُبِّ ختم المرسلینؐ کو اپنے سینے سے لگا

حُبِّ ختم المرسلیںؐ ہے ندرتِ لوح و قلم
حُبِّ ختم المرسلیںؐ سے کر شبِ غم میں ضیا

آج بھی تنہا کھڑا ہوں کربلائے عصر میں
حُبِّ ختم المرسلیںؐ! آ میری رگ رگ میں سما

فرشتو! نامۂ اعمال میں یہ بھی تو لکھو گے

فرشتو! نامۂ اعمال میں یہ بھی تو لکھو گے
جنابِ سیدِ ساداتؐ کا یہ ایک شاعر ہے
یہ تصویرِ ادب بن کر کھڑا رہتا ہے طیبہ میں
قلم اس کا بناتا ہے درودوں کے حسیں گجرے

فرشتو! نامۂ اعمال میں یہ بھی تو لکھو گے
شبِ آخر یہ چنتا ہے ثنا کے سرخ پھولوں کو
بناتا ہے نقوشِ گنبدِ خضرا، یہ کاغذ پر
سنہری جالیوں کو چوم لیتا ہے تصور میں

فرشتو! نامۂ اعمال میں یہ بھی تو لکھو گے
پرندے اس کی سوچوں کے درِ آقاؐ پہ رہتے ہیں
درودوں کے چمکتے جگنوؤں کے ساتھ اڑتا ہے
یہ دونوں ہاتھ طیبہ کی ہوا کے چوم لیتا ہے

فرشتو! نامۂ اعمال میں یہ بھی تو لکھو گے
سجی رہتی ہے اس کی چشمِ تر، طیبہ کے روزن میں
یہ شہرِ نور و نکہت کی فضاؤں میں مہکتا ہے
وسیلہ ڈھونڈتا رہتا ہے یہ اپنے پیمبرؐ کا

فرشتو! نامۂ اعمال میں یہ بھی تو لکھو گے
گھرانا اِس کا نوکر ہے نبیؐ جی کے گھرانے کا
غلامی کی سند، صدیوں سے نسلوں کا ہے سرمایہ
تلاشِ عظمتِ رفتہ میں سرگرداں ہے برسوں سے

فرشتو! نامۂ اعمال میں یہ بھی تو لکھو گے
یہ چھوڑ آیا ہے دہلیزِ پیمبرؐ پر دلِ مضطر
مدینے کے مسافر کی قدم بوسی نہیں چھوڑی
فقط پہچان ہے اس کی ثنائے مرسلِ آخرؐ

فرشتو! نامۂ اعمال میں یہ بھی تو لکھو گے
چراغِ دیدۂ بینا ہے اِس کی آنکھ کا کاجل
اِسے سرکارؐ کی گلیوں سے کچھ ایسی عقیدت ہے
ہے اِس کی آرزو اس کا بنے مدفن مدینے میں

فرشتو! نامۂ اعمال میں یہ بھی تو لکھو گے
رہیں نامہربانی ہائے یاراں رات دن لیکن
یہ اُن کے واسطے بھی مانگتا ہے پھول کرنوں کے
یہ اُن کے واسطے بھی ڈھونڈتا ہے امن کی چادر

فرشتو! نامۂ اعمال میں یہ بھی تو لکھو گے
کتابِ زندگی کے سرورق پر سبز گنبد ہے
لکھی رہتی ہے نعتِ مصطفیٰؐ بچوں کے ہونٹوں پر
کنیزیں اس کے گھر کی، پھول اشکوں کے، پروتی ہیں

فرشتو! نامۂ اعمال میں یہ بھی تو لکھو گے
فضائے جشنِ میلاد النبیؐ میں سانس لیتا ہے
یہ جو بھی لفظ لکھتا ہے ثنا ہوتی ہے آقاؐ کی
یہ شاخِ آرزوئے دید پر ہر وقت کِھلتا ہے

فرشتو! نامۂ اعمال میں یہ بھی تو لکھو گے
صبا کے سبز آنچل پر گلابِ نور رکھتا ہے
ہُدائے آسمانی کے دیے کرتا ہے یہ روشن
دھنک اس کے قلم کو چوم لیتی ہے محبت سے

فرشتو! نامۂ اعمال میں یہ بھی تو لکھو گے
رواں رہتی ہیں اس کی کشتیاں سب جانبِ طیبہ
اسے رستہ بتانے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی
ہوائے خلدِ طیبہ سے ہے گہری دوستی اِس کی

فرشتو! نامۂ اعمال میں یہ بھی تو لکھو گے
اسے خلقِ خدا کہتی ہے، باشندہ ہے طیبہ کا
اسے بھی نسبتِ سرکارِ دو عالمؐ کا مژدہ ہو
سرِ محشر، اسے بھی رحمتِ سرکارؐ ڈھونڈے گی

فرشتو! نامۂ اعمال میں یہ بھی تو لکھو گے
مسائل کے گھنے جنگل کے پیڑوں میں کہیں گم ہے
مصائب کے تھپیڑوں پہ گھروندا بھی نہیں رکھتا
مگر سرکارؐ کے گھر کی غلامی پر یہ نازاں ہے

فرشتو! نامۂ اعمال میں یہ بھی تو لکھّو گے
کسی کا دل نہیں اس نے دُکھایا بزمِ ہستی میں
تکبر کی نہیں مسند بچھائی اس نے دنیا میں
ہمیشہ عاجزی کے سبز ایوانوں میں رہتا ہے

فرشتو! نامۂ اعمال میں یہ بھی تو لکھّو گے
کسی پر بھی حقارت کی نظر اس کی نہیں پڑتی
گلی میں آج بھی بانٹے گا یہ اخلاص کی کرنیں
خلوص و مہر کی تازہ ہوائیں اس کی ساتھی ہیں

فرشتو! نامۂ اعمال میں یہ بھی تو لکھّو گے
کسی پر طنز کے پتھر نہیں برسائے ہیں اس نے
کسی کا دل دکھانے کا ہنر اس کو نہیں آتا
ہمیشہ بن کے یہ 'مرہم' سجا رہتا ہے زخموں پر

فرشتو! نامۂ اعمال میں یہ بھی تو لکھّو گے
یہ ہر زائر کے ہاتھوں پر سجا کر اپنے بوسوں کو
حضوری کے انھیں آداب سکھلاتا ہے طیبہ میں
رموزِ حاضری سے آشنا رکھتا ہے لوگوں کو

فرشتو! نامۂ اعمال میں یہ بھی تو لکھّو گے
حوادث کی چٹانیں ٹوٹ کر گرتی ہیں رستوں پر
مخالف آندھیوں نے سائباں سر سے اڑا ڈالا
مگر سرکارؐ کی مدحت کے لکھتا ہے کئی کالم

فرشتو! نامۂ اعمال میں یہ بھی تو لکھّو گے
حوالہ آپؐ کی ذاتِ گرامی کو بناتا ہے
تصدق مانگتا ہے آپؐ کے نعلین کا رب سے
یہ خوش بختی کے ہالے میں سرِ تسلیم خم رکھے

فرشتو! نامۂ اعمال میں یہ بھی تو لکھّو گے
اسے جی بھر کے سپنوں نے ستایا رتجگوں میں ہے
اسے بے چینیوں نے دھڑکنوں میں جا لیا ہر شب
مگر اِس کے لبوں پر درگذر کی چاندنی مہکی

فرشتو! نامۂ اعمال میں یہ بھی تو لکھّو گے
ادب کے پھول چننے کی طلب رہتی ہے ہر لمحے
مدینے کی ہواؤں سے یہ پہروں گفتگو کر کے
قرینے سے سجاتا ہے محافل نعت کی شب بھر

فرشتو! نامۂ اعمال میں یہ بھی تو لکھّو گے
اسے مدحت نگاری کا ملا ہے منصبِ رحمت
ثنا خوانی کا پرچم اسکے ہاتھوں میں ازل سے ہے
حضوری کی منوّر ساعتوں میں لپٹا رہتا ہے

فرشتو! نامۂ اعمال میں یہ بھی تو لکھّو گے
ندامت کے ہیں آنسو اِس کی آنکھوں میں خداوندا
غبارِ عجز میں گم صم کھڑا رہتا ہے راتوں کو
یہ ہے شہرِ محبت کے گلی کوچوں کا دیوانہ

میلاد کا موسم

میلاد کا موسم آوت ہے
ہر ذرّہ جشن مناوت ہے

ہر چاند ستارا رستوں میں
کرنوں کے پھول بچھاوت ہے

ہر پیڑ پہ چڑیاں چہکیں ہیں
ہر شاخ پہ گل مسکاوت ہے

دھرتی سے فلک تک حور و ملک
اک نوری فصل اگاوت ہے

لمحوں میں خدا کی بستی سے
اب ظلم کی رتیا جاوت ہے

گلشن کی ہوا کا ہر جھونکا
آقاؐ کی نعت سناوت ہے

وہ پیاس کی ماری دھرتی پر
رحمت کی گھٹا برساوت ہے

طیبہ کے گلستاں! تَوری ہوا
مورے من میں پھول کھلاوت ہے

جب صلِّ علیٰ کی پون چلے
مورا جیون بھی لہراوت ہے

یہ ذکر مدینے والے کا
کلیوں کا من مہکاوت ہے

ہر شام صبا مورے آنگن میں
طیبہ کی جوت جگاوت ہے

نیکی کی چلی ہے بادِ خنک
مکھ بدیوں کا گہناوت ہے

فرماوت ہے وہ اتنا کرم
دامن بھی مورا شرماوت ہے

اب امن ہے ہمری قسمت میں
اب عدل کی رم جھم چھاوت ہے

جپتا ہوں درودوں کی مالا
جب من مورا گھبراوت ہے

اک شہر کہ تُمرا اچھا ہے
اک نام کہ تُمرا بھاوت ہے

جو تُمری غلامی پر مچلے
وہ فرزانہ کہلاوت ہے

جو تُمرے در کا منگتا ہے
وہ دھن دولت ٹھکراوت ہے

مورے جیسا راندہ ماندہ بھی
سرکارؐ کا صدقہ کھاوت ہے

وہ حکمِ خدا سے نیّا کو
منجدھار میں پار لگاوت ہے

سرکارؐ کی آمد آمد ہے
گھر بار ریاضؔ سجاوت ہے

❁❁❁

آئے حضورؐ، روشنی قدموں میں گر پڑی

سورج چمک رہے تھے بڑی آب و تاب سے
روزِ ازل سے دامنِ لیل و نہار میں
اُنؐ پر نثار کرنے ہیں سب روشنی کے پھول
صدیاں گذر رہی تھیں اسی انتظار میں

تشنہ زمین، لب پہ حروفِ دعا لیے
رہ رہ کے دیکھتی تھی کھُلے آسمان کو
برسیں گی کب گھٹائیں کرم کی روش روش
ہوں گی نصیب راحتیں کب دوجہان کو

پھر یوں ہوا کہ ایک دن اس کائنات پر
برسا سحاب رحمتِ پروردگار کا
آئے حضورؐ، روشنی قدموں میں گر پڑی
موسم ادب سے ختم ہوا انتظار کا

جھوٹے خدا، خدا کی خدائی میں گم ہوئے
ہر ذی نفس کو عدل کی زنجیر مل گئی
توحید کے، زمیں پہ اتر آئے آفتاب
انساں کو اپنے خواب کی تعبیر مل گئی

ارض و سما میں جشنِ ولادت کی دھوم تھی
میلاد پڑھ رہے تھے فرشتے حضورؐ کا
رم جھم درودِ پاک کی جاری فضا میں تھی
چرچا تھا کائنات میں قدسی ظہور کا

آئے مرے حضورؐ تو رُوئے زمین پر
تہذیب کو شعورِ تمدن عطا ہوا
بنیاد، انقلابِ کرم کی رکھی گئی
صدیوں کا قرض آج کے دن تھا ادا ہوا
یومِ نجات نوعِ بشر کا، یہی ہے دن
اس دن کے سر پہ تاج ہے ام الکتاب کا
عرشِ بریں سے فرشِ زمیں تک قدم قدم
پرچم کھُلا ہوا ہے رسالت مآبؐ کا

میلادِ مصطفیٰؐ کے چمن زار میں، ریاضؔ
آباد قلب و جاں ہوں درود و سلام سے
شکرِ خدا کے بعد مرے خوشنوا قلم!
اسمِ حضورؐ لب پہ سجا احترام سے

ہر ہر افق پہ چاند ستاروں نے یہ لکھا
دنیا میں اب رہے گا سویرا حضورؐ کا
اب دوسری کسی کی قیادت نہیں قبول
اب حشر تک اڑے گا پھریرا حضورؐ کا

آؤ اُسی رسولؐ کے دامن کو تھام لیں
آؤ اُسی رسولؐ کی ہم پیروی کریں
آؤ اُسی رسولؐ سے لے کر چراغِ علم
بزمِ خیال و فکر میں ہم روشنی کریں

۱۲ ربیع الاول

قدرت نے، روشنی کے قلم سے، لکھا ہے دن
کتنا عظیم، ارض و سما کو ملا ہے دن
تاریخِ کائنات کی سب سے بڑی ہے رات
تاریخِ کائنات کا سب سے بڑا ہے دن

ہر سمت روشنی کے تسلسل کا راج ہے
یہ روزِ عید بزمِ رسالت کا تاج ہے
اِس کی جبیں پہ صبحِ سعادت کا نور ہے
صلِّ علیٰ کا ورد ہواؤں میں آج ہے

حسنِ کلام، حسنِ شریعت لیے ہوئے
حرفِ دعا میں اذنِ شفاعت لیے ہوئے
رخصت نہ ہوگی صحنِ چمن سے کبھی بہار
آئے حضورؐ خوشبوئے جنت لیے ہوئے

دستِ عطا میں نورِ ہدایت کی ہے کتاب
ہر لفظ آپ کا ہے ہمارے لیے نصاب
ہر علم دست بستہ ہے اُنؐ کی جناب میں
سرکارؐ ہر سوال کا ہیں آخری جواب

سر پر کھڑی ہے عصرِ پریشاں کی کربلا
یہ کیا فراتِ عشق کا پانی اتر گیا
کب سے حصارِ تشنہ لبی میں زمین ہے
آقا حضورؐ، چشمِ کرم کی ہے التجا

آئے ہیں حضورؐ

شامِ غم، رختِ سفر باندھے کہ آئے ہیں حضورؐ
آسماں سے روشنی اترے کہ آئے ہیں حضورؐ

خوشبوؤں کے سبز کنگن ہر کلی کو ہوں عطا
گلشنِ ہستی مہک اٹھے کہ آئے ہیں حضورؐ

تشنہ مٹی کی دعاؤں کو قبولیت ملی
ابرِ رحمت ٹوٹ کر برسے کہ آئے ہیں حضورؐ

ساعتیں گھر گھر درودوں کی سجائیں ماہتاب
باوضو ہو کر صبا گذرے کے آئے ہیں حضورؐ

ہر افق کی وسعتوں میں بن کے تصویرِ ادب
کلکِ مدحت مرحبا لکھے کہ آئے ہیں حضورؐ

لب درودوں کے خنک پانی میں ڈوبے ہی رہیں
دل، سلاموں کے بنا گجرے کہ آئے ہیں حضورؐ

روشنی سے جا کے کہنا، نکہتوں کے قافلو!!
پیرہن شام و سحر بدلے کہ آئے ہیں حضورؐ

سر برہنہ جھومنا، سوءِ ادب میں ہے شمار
اوڑھنی ہر ہر کلی اوڑھے کہ آئے ہیں حضورؐ

رقص میں آئیں ادب سے چاند کی کرنیں تمام
نغمۂ صلِّ علیٰ گونجے کہ آئے ہیں حضورؐ

میری دھرتی کو مبارک باد دیتا ہے فلک
شکر واجب ہے کرے سجدے کہ آئے ہیں حضورؐ

ٹہنیاں پیڑوں کی جھک جھک کر کریں اُنؐ کو سلام
کِھل اٹھیں صدیوں کے بھی چہرے کہ آئے ہیں حضورؐ

کہکشاں صدقہ اتارے سرمدی انوار کا
کائناتِ قلب و جاں مہکے کہ آئے ہیں حضورؐ

ہر تمدن کے ہوں سر پر عافیت کا سائباں
امن کی خوشبو بکھر جائے کہ آئے ہیں حضورؐ

جگنوؤں میں روشنی کی مشعلیں بانٹے ہوا
تتلیوں کا قافلہ نکلے کہ آئے ہیں حضورؐ

عجز کی ٹھنڈی ہواؤں کے اتر آئیں ہجوم
ہر تکبر آہنی پگھلے کہ آئے ہیں حضورؐ

نسلِ آدم نیند سے بیدار ہو جائے ریاضؔ
دامنِ ارض و سما جاگے کہ آئے ہیں حضورؐ

آبِ زم زم عشق کا بہتا ہے سینوں میں ریاضؔ
شہرِ دل میں مستقل ٹھہرے کہ آئے ہیں حضورؐ

گنبدِ خضرا

ازل سے شاخِ مدحت پر کِھلا ہے گنبدِ خضرا
ابد تک بزمِ امکاں میں سجا ہے گنبدِ خضرا

زمیں پر اس لیے بادِ بہاری رقص کرتی ہے
کہ اس پر سیدِ ساداتؐ کا ہے گنبدِ خضرا

فرشتے آسماں سے روز و شب روضے پر آتے ہیں
مؤدب مہربانوں میں گھرا ہے گنبدِ خضرا

کبوتر کہہ رہے تھے آج بھی ٹھنڈی ہواؤں سے
درودوں سے، سلاموں سے بنا ہے گنبدِ خضرا

خزاں کے زرد ہاتھوں میں مصائب ہی مصائب ہیں
خدا کا شکر ہے ہم کو ملا ہے گنبدِ خضرا

زمیں والو! بہت سا قرض تم پر ہے ابھی واجب
خدا نے طشتِ رحمت میں رکھا ہے گنبدِ خضرا

شکایت کیا کریں گے تشنگی کی قافلے والے
عطاؤں کی برستی اک گھٹا ہے گنبدِ خضرا

مرادوں کے کھلے ہیں پھول ہر زائر کے دامن میں
کرم کے موسموں کی انتہا ہے گنبدِ خضرا

قلم جھک کر بجا آداب لائے شہرِ مدحت میں
خدا کی رحمتوں کا سلسلہ ہے گنبدِ خضرا

کروڑوں کہکشاؤں کے کروڑوں عکس ہیں جس میں
وہ اک ارض و سما میں آئنہ ہے گنبدِ خضرا

سروں پر گٹھریاں محرومیوں کی لے کے چلتے ہیں
ابد تک مرکزِ جود و سخا ہے گنبدِ خضرا

ریاضؔ اپنے مقدر کی بلائیں خوب لیتا ہوں
یہ کس نے میری تختی پر لکھا ہے گنبدِ خضرا

ہر سخن کی ترجماں ہے عیدِ میلاد النبیؐ

لمحہ لمحہ زرفشاں ہے عیدِ میلاد النبیؐ
کہکشاں در کہکشاں ہے عید میلاد النبیؐ

بانٹنے خوشیاں نکل آئے فرشتوں کے ہجوم
پُر مسرت، شادماں ہے عیدِ میلاد النبیؐ

زندگی مجہول لمحوں کی گرفتِ شر میں تھی
زندگی کی پاسباں ہے عیدِ میلاد النبیؐ

امن کا پرچم لیے ہر ہر افق پہ خیمہ زن
عافیت کا سائباں ہے عیدِ میلاد النبیؐ

بند دروازوں پہ دستک دے رہی ہیں خوشبوئیں
چار جانب گلفشاں ہے عیدِ میلاد النبیؐ

حرفِ مبہم کی ردائیں پھینک دیں سارے علوم
ہر سخن کی ترجماں ہے عیدِ میلاد النبیؐ

تتلیاں نکلیں چمن سے بن کے تصویرِ ادب
نکہتوں کا کارواں ہے عیدِ میلاد النبیؐ

پھول برساتا رہے میرا قلم، میرا سخن
خوشبوئے نطق و بیاں ہے عیدِ میلاد النبیؐ

نیند کی ماری ہوئی انسانیت بیدار ہو
آفتابِ ہر جہاں ہے عیدِ میلاد النبیؐ

سیدِ ساداتؐ کے تشریف لانے کی گھڑی
رونقِ بزمِ جہاں ہے عیدِ میلاد النبیؐ

زینتِ بزمِ تخیل آپؐ کا ذکرِ جمیل
گرمیٔ کون و مکاں ہے عیدِ میلاد النبیؐ

خوشبوؤں کو رقص کرنے کی اجازت عام ہے
عشق کا سیلِ رواں ہے عیدِ میلاد النبیؐ

ہر ورق پر خوشبوئیں رکھتی ہیں مدحت کے چراغ
سجدہ گاہِ قدسیاں ہے عیدِ میلاد النبیؐ

دونوں عیدیں پیشوائی کے لیے آتی رہیں
تیرا ثانی ہی کہاں ہے عیدِ میلاد النبیؐ

ہر صحیفے میں ہے ذکرِ آمدِ خیر البشرؐ
افتخارِ مرسلاں ہے عیدِ میلاد النبیؐ

دے ریاضؔ خوشنوا کو یاخدا، لوح و قلم
اِس کے دل پر حکمراں ہے عیدِ میلاد النبیؐ

❁❁❁

اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

یا نبیؐ، یا نبیؐ، یا نبیؐ، یا نبیؐ، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر
سیدیؐ، مرشدیؐ، مرشدیؐ، سیدیؐ، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

نعت گوئی ہے اس کا حقیقی سفر، امتِ بے نوا کا ہے یہ نوحہ گر
اشکِ تر میں ہے ڈوبی ہوئی شاعری، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

اس کا ہر خواب طیبہ کی گلیوں کا ہے، ذائقہ صرف مصری کی ڈلیوں کا ہے
آپؐ کے نقشِ پا کی ہے جلوہ گری، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

خوش نصیبی میں بھی اس کا ثانی نہیں، یہ فقط آنسوؤں کی کہانی نہیں
اس کی تختی پہ لکھا گیا ''یا نبیؐ'' اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

اس کے سارے اثاثے مدینے کے ہیں، آپؐ کی رحمتوں کے خزینے کے ہیں
اس کا منصب بھی توصیف ہے آپؐ کی، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

چاند لکھے گا مدحت کے اوراق پر، پھول رکھے گا طاعت کے اسباق پر
دور شہرِ ادب کی ہو بے رونقی، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

آپؐ میرِ عرب، آپؐ میرِ عجم، آپؐ روزِ ازل سے کرم ہی کرم
آپؐ کو انبیاء پر ملی برتری، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

ہر طرف رتجگا آپؐ کی نعت کا، ہر طرف ہے چراغاں سا ہونے لگا
یہ بھی مدحت نگاری کی ہوگی صدی، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

شہرِ اقبال یا شہرِ لاہور ہو، یا غلاموں کی بستی کوئی اور ہو
اس کا سب کچھ مدینے میں ہے آج بھی، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

جو لکھے ثنا وہ قلم دیجئے، اس پہ سرکارؐ اتنا کرم کیجئے
اس کی مدحت نگاری کو حرفِ جلی، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

بے بسی اس کے پاؤں کی زنجیر ہے، چشمِ تر سے لکھی ایک تحریر ہے
اس پہ اپنی ہی دیوار ہے گر پڑی، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

اس کو محرومیوں کا کفن ہے ملا، اس کو اجڑا ہوا اک چمن ہے ملا
اس کے قاتل کریں اس سے کیا منصفی، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

جس میں پانی نہیں ایسا دریا ہے یہ، بھوک کے جنگلوں میں بھی تنہا ہے یہ
ہر قدم پر مصائب کی دیوار سی، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

سسکیوں سے عبارت ہے بابِ سخن، ہچکیوں سے ہے معمور اس کا چمن
آنسوؤں سے فروزاں ہے اس کی گلی، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

اس کے بچے اداسی کے جنگل میں ہیں، کربِ تیرہ شبی کے مقابل میں ہیں
رو رہا ہے سرِ شام یہ آج بھی، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

خودفریبی کے جنگل میں رہتا ہے یہ، آنسوؤں کے سمندر میں بہتا ہے یہ
برف سی اس کے چہرے پہ گرنے لگی، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

جو بھی دکھ تھا مقدر میں لکھا ہوا اُس کو جھیلا سمجھ کر رضائے خدا
اس کے ہونٹوں پہ پھر کھل اٹھی نغمگی، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

یوں تو زندہ خدا کی خدائی میں ہے، یا نبیؐ، کب سے اس کی کلائی میں ہے
اضطرابِ مسلسل کی یہ ہتھکڑی، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

رزق اس کا کشادہ ہو میرے خدا، یا نبیؐ، ہے غریبوں کی یہ التجا
ڈس رہی ہے اسے آج بھی مفلسی، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

یہ زمینی حقائق سے ہے آشنا، خود قلم کا محافظ ہے بے دست و پا
ہر منافق سے اس کی رہی دشمنی، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

یہ گنہگار ہے، یہ خطاکار ہے، امتی آپؐ کا میرے سرکارؐ ہے
اس قدر تو برا یہ نہیں آدمی، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

ایک ہلچل سی ہے آج امواج میں، گھِر گیا ہوں گھٹاؤں کی افواج میں
لے کے نکلا ہوں میں کشتیاں کاغذی، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

اس قدر بھوک ہے، ننگ ہے، دھوپ ہے، موت کا اک انوکھا سا یہ روپ ہے
آدمی ہر قدم پر کرے خودکشی، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

اس کے ساماں میں زادِ سفر بھی نہیں، اس کے ہاتھوں میں کوئی ہنر بھی نہیں
جل گئی اس کے خوابوں کی بارہ دری، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

اس کی شاہوں سے، سرکارؐ بنتی نہیں، اس کے پاؤں تلے کب رہی ہے زمیں
خاک اس کے مقدر کی اڑنے لگی، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

آج بھی جَبر کے ہیں یہ میدان میں، خطۂ صبر میں، غم کے طوفان میں
المدد، اس کی پھر جان پر ہے بنی، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

بعد مرنے کے بھی ہے قلم ہاتھ میں، سرمدی روشنی کا عَلَم ہاتھ میں
نعت لکھتا رہے گا ادھر آپؐ کی، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

ہے کٹھن ہو گئی ابتلائے سفر، اس کی تدبیر ہر ایک ہے بے اثر
داستاں روز و شب کی ہے آنسو بھری، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

یہ مدینے کا، آقاؐ، بھکاری بھی ہے، اس کی قسمت میں اختر شماری بھی ہے
صبح دم اس کے آنگن میں بھی شام تھی، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

زندگی اک ادھوری کہانی سی ہے، کچھ زمینی سی، کچھ آسمانی سی ہے
خشک ہوتی نہیں چشمِ تر کی نمی، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

اس قدر آسمانوں سے پانی گرا، اس کی فصلوں کا دامن ادھڑنے لگا
اس کی بستی سمندر میں ڈوبی رہی، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

قَصر جھوٹی اناؤں کا گرتا رہا، نقش ہر بے نشاں اِس کا ہونے لگا
تیرگی تیرگی ہر طرف تیرگی، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

جگنوؤں کی قطاریں ہوا میں نہیں، تتلیوں کی بہاریں فضا میں نہیں
کھو گئی ہے کہاں پھول کی دلکشی، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

چاند تارے گلی سے گذرتے نہیں، قافلے روشنی کے اترتے نہیں
ہر پرندے کے لب پر بھی ہے خامشی، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

جَبُر کی ساعتوں میں سلایا گیا، کاغذی کشتیوں میں بٹھایا گیا
اس کا پیچھا نہ چھوڑے گی یہ سرکشی، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

سرخ آندھی سجاتی ہے مقتل نئے، بستیوں کے بجھاتی رہی ہے دیے
گل کھلانے لگی ہے ہوا سر پھری، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

اس کی بستی کے انسان جائیں کدھر، ہر طرف تشنہ کامی کے لاکھوں کھنڈر
بھوت تہذیبِ حاضر کا ہے خودکشی، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

اہلِ کوفہ کے ہیں ہاتھ لمبے بہت، بولیاں ہیں بہت اور لہجے بہت
کیا گواہی بھلا دے گی تر دامنی، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

اس کے ٹوٹے ہوئے سب قلمدان ہیں، اس کے چاکِ گریباں پریشان ہیں
کوئی کرتا نہیں ان کی بخیہ گری، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

خشک پتے خزاں میں ہیں جھڑنے لگے، پیرہن فکرِ نو کے بدلنے لگے
علم و دانش میں ہے کب سے بوسیدگی، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

کب سے جرمِ ضعیفی مقدر بنا، ہر قدم پہ نیا اک دھماکہ ہوا
یا نبیؐ، اہلِ ایماں کی چارہ گری، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

سوچتی اس کو مردہ گمانوں سے ہے، روکتی اس کو اونچی اڑانوں سے ہے
اس کے دامن سے لپٹی ہوئی بزدلی، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

لوگ دیتے ہیں جھوٹی تسلی اسے، کس طرح پھول امید کا کھل اٹھے
چارہ گر صرف کرتے ہیں خانہ پری، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

یہ دیوانہ طیبہ کی گلیوں کا ہے، رنگ مدحت کی دلکش سی کلیوں کا ہے
یہ سلامت خدا رکھّے دیوانگی، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

اپنے زخموں کی چادر چھپاتا پھرے، آنسوؤں کی تپش کم بتاتا پھرے
جان و دل کی کرے گی ہوا مخبری، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

میزباں آپ کے قاصدوں کا بنے، آپؐ کے نام مکتوب لکھتا رہے
تا قیامت چلے رسمِ نامہ بری، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

قلبِ مضطر کو اذنِ سکونت ملے، ہر مصّلے پہ سجدوں کی دولت ملے
اب اگے کشتِ جاں میں بھی آسودگی، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

اس کو طیبہ کی ٹھنڈی ہوائیں ملیں، اس کی شاخوں پہ رنگین کلیاں کھلیں
اس کی آنکھوں میں طیبہ کی ہے دلکشی، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

اس کے بچوں کے خوابوں کو تعبیر دیں، پھول لمحوں کی ہاتھوں میں زنجیر دیں
اس کے کشکول میں بھی زرِ آگہی، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

امن کی فاختائیں فضاؤں میں ہوں، عافیت کی ہوائیں دعاؤں میں ہوں
خطۂ پاک کی بھی مٹے تشنگی، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

اس کے آنگن میں اترے بہارِ سخن، پھول مہکیں نبی جیؐ، چمن در چمن
رنگ لائے کبھی اس کی زندہ دلی، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

اس کے کھیتوں کا پانی چرایا گیا، ہر قدم پر اسے ہے ستایا گیا
خلعتیں ہوں عطا اس کو انوار کی، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

اس کو مرقد میں ایسا قلم ہو عطا، جو لکھے صرف یا مصطفیٰؐ، مصطفیٰؐ
جس کے اندر بھی، باہر بھی ہو چاندنی، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

حوضِ کوثر پہ بھی نعت خوانی کرے، حشر کے روز بھی زر فشانی کرے
اس کی ہے زندگی نعت سرکارؐ کی، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

اس کی محرومیوں کا ازالہ بھی ہو، آپؐ کی رحمتوں کا حوالہ بھی ہو
اس کے بچوں کے دامن میں ہو ہر خوشی، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

گرتے پڑتے ہوؤں کو ہو لاٹھی عطا، پھول آنگن میں رکھے چمن کی ہوا
دور ہو، یا نبیؐ، اس کی پسماندگی، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

دامنِ شوق میں آبِ زم زم بہے، اک تسلسل سے رحمت برستی رہے
پھر لگے عشق کے آنسوؤں کی جھڑی، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

اس کو تازہ ہواؤں کی چادر ملے، سلکِ رحمت سے ہر چاک سلتا رہے
ذہن سے دور ہو اس کی فرسودگی، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

سر برہنہ ہے تاجِ مسرت ملے، اس کی شاداب شاخوں پہ خوشبو کھلے
اس کے چہرے پہ ہے کب سے پژمردگی، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

اس کا اسلوب بھی اک نئی چیز ہے، شہرِ طیبہ کی ہر سوچ مہمیز ہے
اس کو الفاظ بھی سب ملیں سرمدی، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

اس کے خارج میں بادِ بہاری چلے، ساتھ صدیوں تلک بے قراری چلے
اس کا سرسبز ماحول ہو داخلی، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

شاعرِ بے نوا آپؐ کا در بدر، یا نبیؐ، اس کی ہے التجا مختصر
آئنے میں نہ ہوں شام کے ماتمی، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

اس کی لوح وقلم میں چراغاں رہے، آپؐ کے نام کی باد و باراں رہے
اب عطا ہو بلاغت کی برجستگی، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

اس کے آنگن میں ٹھنڈی ہوائیں چلیں، بھر کے جھولی کرم سے دعائیں چلیں
رُت خزاں کی، نبی جیؐ، یہ کب جائے گی، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

اس کو علم و ہنر بھی عطا کیجئے، اس کے حق میں مسلسل دعا کیجئے
ہے جہالت نما اس کی دانشوری، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

اس کی بزمِ تخیل بھی بے نور ہے، منزلِ حق یہاں سے بہت دور ہے
ختم ہو اس کی سوچوں کی آوارگی، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

ہر طرف پھول توصیف کے کھل اٹھیں، ہر طرف روشنی کے دریچے کھُلیں
اس کی کلکِ ثنا کی ہو رخشندگی، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

اس کا کشکولِ عرضِ تمنا بھریں، اس کی جانب بھی قاصد روانہ کریں
یہ تذبذب کا عالم بھی ہو عارضی، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

خاکِ طیبہ کا اس کو کفن دیجئے، باغِ جنت کے سرو وسمن دیجئے
اس کے لب پر کھلے جب درود آخری، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

یا نبیؐ، اس کے دامن میں کچھ بھی نہیں، ہاتھ پھیلے ہوئے ہیں وہیں کے وہیں
نوکری اپنی اولاد کی نوکری، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

دست بستہ کھڑا ہے یہ دربار میں، روشنی، یا نبیؐ، اس کے افکار میں
ہے ریاضؔ حزیں آپؐ کا امتی، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

یہ ریاضؔ آپؐ کے گھر کا نوکر بھی ہے، آپؐ کے در کا، آقاؐ، گداگر بھی ہے
یا نبیؐ، اس برس اس کو ہو حاضری، اپنے شاعر کے احوال پر بھی نظر

آج مہمانِ عرشِ بریں کون ہے

ہے عطا ہی عطا ہے کرم ہی کرم
آج مہکی ہوئی ہے فضائے حرم

میرے لب پر ہے ذکرِ شہِ مرسلاںؐ
مشک و عنبر میں ڈوبی ہوئی ہے زباں
نام اُنؐ کا کہاں، میں کہاں تُو کہاں

یہ ذرا سوچ لے اے دلِ ناتواں
کون ہے آج قوسین کے درمیاں
آج معراج کی پھر چلے داستاں

کیف و مستی میں ہیں میرے لوح و قلم
آج مہکی ہوئی ہے فضائے حرم

آسماں دم بخود دیکھتا رہ گیا
سوئے عرشِ بریں قافلہ چل پڑا
آپؐ کے نقشِ پا کا اُجالا ہوا
قدسیوں کے ہیں مہماں شہِ دوسرا
سید الانبیاء، سید الانبیاء
مرحبا، مرحبا، مرحبا، مرحبا

رقص میں آئیں میرے بھی لوح و قلم
آج مہکی ہوئی ہے فضائے حرم

سرمئی شام آنچل اڑانے لگی
کہکشاں مانگ اپنی سجانے لگی
چاندنی سرمدی گیت گانے لگی
شاخِ گل جھوم کر لہلہانے لگی
ہر کلی خُلد کی مسکرانے لگی
مصطفیٰؐ کی سواری ہے آنے لگی

عرش پر آ رہے ہیں رسولِ اُممؐ
آج مہکی ہوئی ہے فضائے حرم

مرسلیں نورِ حق کی زیارت کریں
اور تجدیدِ عہدِ نیابت کریں
مصحفِ مصطفیٰؐ کی تلاوت کریں
صحنِ اقصیٰ میں ربّ کی عبادت کریں
سرورِ کشورِ دیں امامت کریں
سارے نبیوں کی آ کر قیادت کریں

کھُل گئے ہر طرف رحمتوں کے علَم
آج مہکی ہوئی ہے فضائے حرم

تذکرہ آپؐ کا سو بہ سو آج ہے
وردِ صلِّ علیٰ کُو بہ کُو آج ہے
وجد میں عالمِ رنگ و بو آج ہے
حق کو محبوبؐ کی آرزو آج ہے

حسن بھی عشق کے روبرو آج ہے
عرشِ اعظم پہ کیا گفتگو آج ہے

کس کے چومے ہیں سدرہ نے نقشِ قدم
آج مہکی ہوئی ہے فضائے حرم

میرے آقاؐ سے بڑھ کر حسیں کون ہے
بزمِ ہستی میں مہرِ یقیں کون ہے
دونوں عالم کا نورِ مبیں کون ہے
سرمدی خلعتوں کا امیں کون ہے
لامکاں پر سفیرِ زمیں کون ہے
آج مہمانِ عرشِ بریں کون ہے

سوئے افلاک جاتا ہے ابرِ کرم
آج مہکی ہوئی ہے فضائے حرم

پوچھا ہے مدینے کی ہواؤں سے کسی نے

پوچھا ہے مدینے کی ہواؤں سے کس نے
اقبالؒ کی نگری سے مدینے کا مسافر
جو بہرِ سلامی درِ آقاؐ پہ ہے آیا
جو زادِ سفر ساتھ کبھی رکھتا نہیں ہے
ہے شہرِ مدینہ کے گلی کوچوں کا منگتا
کس رقص کے عالم میں تھا کشکولِ گدائی

کچھ وَجدِ مسلسل کا ہمیں حال سناؤ
جو اس کے دل و جاں پہ تھی گذری وہ بتاؤ

پوچھا ہے مدینے کی ہواؤں سے کسی نے
جب اس کے مقدر کا ستارا ہوا روشن
اور گنبدِ خضرا پہ نظر اس کی پڑی تھی
کس حال میں شاعر تھا مدینے کی فضا میں

مدحت کے چمن زاروں میں اڑتا ہے اَدَب سے
وہ قریۂ سرکارِ مدینہ کا ہے باسی

دامانِ طلب خاکِ مدینہ سے بھرے گا
دیوانہ بڑے شوق سے یہ کام کرے گا

پوچھا ہے مدینے کی ہواؤں سے کسی نے
گجرے لیے ہاتھوں میں درودوں کے ہزاروں
طیبہ کے گلستاں میں مہکتا ہے ہمیشہ
طیبہ کے در و بام کو چومے گا ادب سے
گذرے گا وہ لمحاتِ حضوری سے بھی پہروں
اشکوں کے وہ جھرمٹ میں سنائے گا کہانی

وہ خاکِ مدینہ کا طلب گار ہے رہتا
خوشبوئے مدینہ میں وہ سرشار ہے رہتا

پوچھا ہے مدینے کی ہواؤں سے کسی نے
شاعر وہ ریاضؔ اپنے ہے آقاؐ کا بھکاری

آ قاؐ کے غلاموں کے غلاموں کا ہے نوکر
آنکھیں کبھی تھمتی ہی نہیں جس کی سفر میں
رہتا ہے مواجہے کی فضاؤں میں وہ اکثر
وہ تاجِ مدینہ کی رعایا میں ہے شامل

چوکھٹ پہ کبھی جھوم کے لہراتا تو ہو گا
سرکارؐ کے قدموں سے لپٹ جاتا تو ہو گا

پوچھا ہے یہ طیبہ کی ہواؤں سے کسی نے
وہ سرورِ کونینؐ کا ادنیٰ سا سپاہی
اک چھوٹا سا گھر جس نے مدینے میں ہے مانگا
جب اس کو ملا ہو گا وہاں اذنِ حضوری
کس حال میں آ قاؐ کے غلاموں میں کھڑا تھا
کس حال میں گذرا تھا مواجہے کے چمن سے

اشکوں کی وہ رم جھم میں کھڑا ہو گا ادب سے
دہلیزِ پیمبرؐ پہ پڑا ہو گا ادب سے

پوچھا ہے مدینے کی ہواؤں سے کسی نے
احوالِ وطن کہتے ہوئے رویا تو ہو گا
ہر زخم عریضے میں رقم کرتا ہے شاعر
امت کا لہو اس کی فغاں سے ہے ٹپکتا
ہر لفظ میں اشکوں کے دیے جلتے تو ہوں گے
وہ جرمِ ضعیفی میں پریشان ہے خود بھی

دامانِ طلب در پہ بچھائے ہوئے ہو گا
افکارِ پریشاں کو چھپائے ہوئے ہو گا

طیبہ کی ہواؤں نے جواباً یہ کہا ہے
تاریخِ غلامی اسے ازبر ہے ازل سے
دیوانہ ہے دیوانہ مدینے کی گلی کا
اقبالؒ کے یہ شہرِ محبت سے ہے آیا
اک رقص کے عالم میں شب و روز ہیں اس کے
ہر بچے کے ہاتھوں میں کھلونا یہ بنا ہے

ہر زائرِ طیبہ کے قدم چوم رہا ہے
لمحاتِ مسرت میں کھڑا جھوم رہا ہے

طیبہ کی ہواؤں نے جواباً یہ کہا ہے
کہتا ہے مدینے کا مسافر ہوں ازل سے
طیبہ کے گداگر مرے ساتھی ہیں پرانے
زنجیرِ غلامی کو سرہانے میں ہوں رکھتا
کشکولِ گدائی مرے ہاتھوں میں ہے رہتا
آنکھوں کی چمک عشقِ پیمبرؐ کی ہے مظہر

گجرے میں بناتا ہوں درودوں کے مسلسل
اور پھول سجاتا ہوں سلاموں کے مسلسل

امن کے موسم کی آرزو

بدن پہ لاکھ خراشیں سجائے پھرتا ہوں
حصارِ خوف میں رہتی ہے میری بینائی
لپٹ گئے ہیں دریچوں سے شام کے سائے
حضورؐ، خوفزدہ ہیں مرے شریکِ سفر

غبارِ شہرِ مدینہ کی سر پہ چادر ہو
نئے شعور نئے حوصلوں کا لشکر ہو

حضورؐ، چاندنی اترے مرے دریچوں میں
بہت اداس ہیں آنگن میں پھول سی چڑیاں
گھنے درختوں کے ہاتھوں میں سورجوں کی تپش
گھٹائیں آج بھی کھیتوں سے دور برسی ہیں

حضورؐ، امن کے موسم کی آرزو ہے ہمیں
حضورؐ، آپؐ کے قدموں کی جستجو ہے ہمیں

دمِ پرسش

جب دمِ پرسش لحد میں آؤ گے منکر نکیر!
ہم تمہارے ہاتھ پر رکھیں گے اک ایسی کتاب
جس میں توصیفِ نبیؐ کی تتلیوں کے ہوں گے پر
جس میں ہو گا مدحتِ سرکارؐ کا روشن نصاب

جب دمِ پرسش لحد میں آؤ گے منکر نکیر!
ہم تمہارے ہاتھ پر رکھیں گے اک ایسی کتاب
جس میں ہو گا گنبدِ خضرا کا ہر عکسِ جمیل
جس میں ہو گا ہم غلاموں کی غلامی کا حساب

جب دمِ پرسش لحد میں آؤ گے منکر نکیر!
ہم تمہارے ہاتھ پر رکھیں گے اک ایسی کتاب
جس میں ہو گی عیدِ میلاد النبیؐ کی روشنی
جس میں ہوں گے خاکِ طیبہ کے ہزاروں آفتاب

جب دمِ پرسش لحد میں آؤ گے منکر نکیر!
ہم تمہارے ہاتھ پر رکھیں گے اک ایسی کتاب
جس کے ہر اک لفظ میں ہو گی درودوں کی بہار
جس میں ہو گا چشمِ تر کے آنسوؤں کا انتخاب

جب دمِ پرسش لحد میں آؤ گے منکر نکیر!
ہم تمہارے ہاتھ پر رکھیں گے اک ایسی کتاب
جس میں ہوں گے مدحتِ سرکارِ دو عالم کے پھول
جس میں ہوں گے سب ہماری التجاؤں کے گلاب

جب دمِ پرسش لحد میں آؤ گے منکر نکیر!
ہم تمہارے ہاتھ پر رکھیں گے اک ایسی کتاب
جس میں ہوں گے درج اربابِ محبت کے سلام
جس میں ہوں گے عشق والوں کے سوالوں کے جواب

❁❁❁

دستارِ اُمم

کتابِ ارتقاء کا آپؐ کو نقشِ قلم لکھیے
انھیںؐ حرفِ دعا کہیے، انھیںؐ بابِ کرم لکھیے

لبِ اظہار پر جذبوں سے نامِ محتشم لکھیے
شفیع المذنبیںؐ، خیرالوریٰؐ، جانِ حرم لکھیے

غریبوں، بے سہاروں، بے نواؤں کا بھرم لکھیے
انھیؐ کے دامنِ رحمت کو دستارِ اُممؐ لکھیے

وقارِ قیصر و کسریٰ کو پا بوسِ قدم لکھیے
یتیمِ آمنہؓ کہیے کہ سلطانِ عجم لکھیے

ازل سے تا ابد حق و صداقت کا علَم لکھیے
بہارِ زندگی کا آپؐ کو جاہ و حشم لکھیے

ریاضؔ ارض و سما بھی ہمزباں ہیں اپنے خالق کے
ریاضؔ اُنؐ کی ثنا کو آپ ذکرِ محترم لکھیے

۲۰۰۶

اب کے برس بھی نعت کے گلشن کِھلے رہے

۱

اب کے برس بھی آج کا انسان پھر حضورؐ
جلتا رہا ہے زندہ مسائل کے درمیاں
لوحِ خیال آتشِ گریہ میں جل گئی
ٹُوٹا کچھ ایسا اس پہ مصائب کا آسماں

۲

آقاؐ حصارِ خوف کے اندر رہے غلام
اُمت غبارِ شب میں مکاں ڈھونڈتی رہی
اب کے برس بھی جبر کا سکہ رواں رہا
امت، ہدف، حضورؐ خزاں کا بنی رہی

۳

لکھا یزیدِ وقت نے آبِ فرات پر
اپنے لہو سے کربلا والے کریں وضو
اپنے ہی مدفنوں میں مسلماں رہیں مقیم
افغانیوں کا اب کے برس بھی جلے لہو

۴

اب کے برس بھی قصرِ انا کے جوار میں
تاریخ سر جھکائے ادب سے کھڑی رہی
اب کے برس بھی عدل کا بکتا رہا لہو
ہر ہر قدم پہ ظلم کی سولی گڑی رہی

۵

سفّاک ساعتوں کا غضب ناک تھا ہجوم
تہذیبِ نو کے ہر گلی بازار میں حضورؐ
جھوٹی اَنا تھی مسندِ شاہی پہ جلوہ گر
خلقت جھکی رہی اسی دربار میں حضورؐ

۶

شہرِ ہوس کے بند دریچے کھلے رہے
امت کے ناخداؤں کا بدلا نہیں چلن
آقا حضورؐ، آپؐ کے قدمَین کے طفیل
دستِ قضا میں بھی رہا زندہ مرا وطن

۷

اب کے برس بھی بزمِ جہاں میں قدم قدم
فسق و فجور میں سبھی تھے مبتلا حضورؐ
دیوار و در میں زندہ ہوئیں دفن بیٹیاں
ممکن نہیں بیان کروں ماجرا حضورؐ

۸

ہر سمت تھی محیط شبِ ناروائے غم
اب کے برس بھی امن کا چہرہ بجھا رہا
اب کے برس بھی بند پرندے ہوئے ہیں گم
اب کے برس بھی جبر کا موسم ہرا رہا

۹

فکری مغالطوں کے بھی محشر ہوئے بپا
گردِ تعصّبات تھی ہر ایک چیز پر
امراضِ شر کے ذہنی مریضوں کے شور میں
شب خوں پڑا ہماری متاعِ عزیز پر

۱۰

فریاد ہے حضورؐ سفر میں حیات کے
نفرت نے اعتماد کو رُسوا کیا بہت
موسم کی سختیوں کے تسلسل کے باوجود
گھر میں گلابِ شہرِ مدینہ کھلا بہت

۱۱

سب ابتلائے شر کے اندھیروں کے باوجود
آقا حضورؐ، مجھ کو عجب روشنی ملی
بارات جگنوؤں کی رہی میری ہمسفر
آقا حضورؐ، آپؐ سے ہے ہر خوشی ملی

۱۲

آثارِ صبح دیکھ کے میں مطمئن ہوا
شبنم میں مسکرا پڑیں کلیاں گلاب کی
اُمّید کی کرن نے سہارا دیا مجھے
تاریک تنگ گلیوں میں بھی روشنی ہوئی

۱۳

ہر شب ہوا کے سخت تھپیڑوں کے باوجود
طاقِ دل و نظر میں چراغوں کی تھی بہار
آقا حضورؐ آپؐ کی چشمِ کرم رہی
گرتی رہی خدا کی عطاؤں کی آبشار

۱۴

نگہِ کرم سے آپؐ کی مجھ کو سکوں ملا
خوشبو ملی، خوشی ملی، تابندگی ملی
آنگن میں پھول اتنے وفا کے کھلا کیے
فضلِ خدا سے مجھ کو نئی زندگی ملی

۱۵

ہنگامِ شور و شر کے تسلسل کے باوجود
کلماتِ شکر میری زباں پر سجے رہے
حمدِ خدا کے میں نے بھی روشن کیے چراغ
اب کے برس بھی نعت کے گلشن کِھلے رہے

۱۶

جس پر نزولِ مدحتِ عشقِ نبیؐ ہوا
خوشبو ہے اُس ورق پہ کلامِ مجید کی
معمور روشنی سے قلم کا ضمیر ہے
رعنائی خیال سخن نے کشید کی

۱۷

اب کے برس، حضورؐ، وہی رتجگے رہے
اب کے برس بھی جشنِ ولادت میں گم رہا
فرطِ ادب سے قوسِ قزح دم بخود رہی
ہر ہر افق پہ صبحِ سعادت میں گم رہا

۱۸

ہر شب درِ حضورؐ سے ڈوری بندھی رہی
ہر شب ہُوا ہوائے مدینہ سے ہمکلام
ہر شب ہتھیلیوں پہ جلے نعت کے چراغ
ہر شب رہا ہے اُنؐ کی گلی میں مرا قیام

۱۹

تجدیدِ عہد کی ہے غلاموں نے اِس برس
ہم سر بکف چلیں گے شہادت کی راہ میں
لکھیں گے جاں نثاری کی تاریخ ہم نئی
چمکیں گے چاند بن کے فلک کی نگاہ میں

۲۰

عامر شہیدِ عزتِ مسلم کا ہے نشاں
جس نے خراجِ ملتِ بیضا کیا وصول
یہ سال ہے شعور کی بیداریوں کا سال
آقا حضورؐ آپؐ مبارک کریں قبول

۲۱

فاقہ زدہ بدن پہ کھلے آرزو کے پھول
آقا حضورؐ، آپؐ کا مجھ پر کرم رہا
موسم بہار کا رہا گھر میں مرے مقیم
سجدے میں یارسولؐ مرا بھی قلم رہا

۲۲

اب کے برس، حضورؐ جو لکھی ہے میں نے نعت
اس کو قبولیت کا شرف بھی عطا کریں
محشر کے بعد بھی یہ قلم ہمسفر رہے
میرے لیے حضورؐ، خدا سے دعا کریں

❁❁❁

آدابِ شہرِ مدحت میں جانتا نہیں ہوں

آقاؐ طلب کیا ہے مجھ جیسے بے ہنر کو
اب اپنے بے ہنر کو کوئی ہنر عطا ہو
آقا حضورؐ میری چھوٹی سی آرزو ہے
ہر وقت میری چشمِ پُرنم میں رتجگا ہو

آدابِ شہرِ مدحت میں جانتا نہیں ہوں
آقاؐ ملے مجھے بھی قندیل آگہی کی
شہرِ ادب میں آکر خوش بخت، ہمصفیرو!
جس سمت میں نے دیکھا اُس سمت روشنی تھی

سرکار کی گلی میں مَیں اجنبی نہیں ہوں
دیوار و در سے میری بھی گفتگو ہوئی ہے
میں ملتمس کھڑا ہوں دربارِ مصطفیٰؐ میں
اندر بھی روشنی ہے، باہر بھی روشنی ہے

خوشبوئیں کہہ رہی ہیں آہستہ چل مسافر
یہ شہرِ مصطفیٰؐ ہے یہ جائے التجا ہے
ہر ذرّہ اس نگر کا احرام میں سمٹ کر
اپنی زباں میں گویا اک نعت کہہ رہا ہے

زرتاب ساعتوں کی اتری ہوئی ہے رم جھم
رحمت کے بادلوں کے ہاتھوں میں چھاگلیں ہیں
تشنہ زمیں بدن کی جل تھل ہوئی ہے آقاؐ
دلکش ہیں سب مناظر، گلیوں میں رونقیں ہیں

بچے حضورؐ میرے رو رو کے کہہ رہے تھے
آقاؐ سے حوریہ کا جا کر سلام کہنا
کہنا کہ چھت بھی سر پر آقاؐ نہیں ہمارے
ابو! یہ التجا ہے، ہر صبح و شام کہنا

بے حد کرم ہوا ہے مجھ بے نوا پہ آقاؐ
خوش بختیوں کا ہر سو میلہ لگا ہوا ہے
قرب و جوارِ دل میں رحمت برس رہی ہے
اک تخت روشنی کا اندر بچھا ہوا ہے

مٹنے لگی ہے، آقاؐ ارضِ دعا کی پہچاں
بجھنے لگی ہے میری بستی کی روشنی بھی
جھوٹے مفاد کب تک پیچھا کریں گے اپنا
تسبیح ہاتھ میں لے اندر کی سرکشی بھی

آقا حضورؐ عیدی میں مانگنے ہوں آیا
جھولی بھی میری خالی، کشکول بھی ہے خالی
کامل مجھے یقیں ہے سب کچھ مجھے ملے گا
دامن تہی گیا ہے اس در سے کب سوالی

آؤ مرے حضورؐ کے فرمان کی طرف

آؤ مرے حضورؐ کے فرمان کی طرف
عظمت کے آفتاب ملیں گے تمہیں ہزار
ہر شاخ پر کھلیں گے مدینے کے سرخ پھول
گھر میں رہے گا حشر تلک موسمِ بہار

آؤ مرے حضورؐ کے فرمان کی طرف،
آنگن میں سبز چاندنی اترے گی، آج بھی
نعتِ حضورؐ پڑھتے ہوئے ذوق و شوق سے
خوشبو ترے قریب سے گذرے گی آج بھی

آؤ مرے حضورؐ کے فرمان کی طرف،
نوکِ قلم پہ پھول سجیں گے گلاب کے
اور عافیت کی شام منائے گی رتجگا
لمحے ٹلیں گے سر سے مسلسل عذاب کے

آؤ مرے حضورؐ کے فرمان کی طرف
شاداب ساعتوں کے اتر آئیں گے ہجوم
تہذیب اپنے دامنِ صد چاک چاک میں
بڑھ کر سمیٹ لے گی ادب سے مہ و نجوم

آؤ مرے حضورؐ کے فرمان کی طرف
افلاک پر لکھے گی دھنک بھی تمہارا نام
دے گی تمہارے ہاتھ پہ بوسہ کرن کرن
ہو گی ہوائے شہرِ مدینہ بھی ہمکلام

آؤ مرے حضورؐ کے فرمان کی طرف
دامانِ آرزو میں کھلیں گے ثنا کے پھول
صلِّ علیٰ کا ورد کرے گی کلی کلی
ہونٹوں پہ رقص کرنے لگیں گے دعا کے پھول

آؤ مرے حضورؐ کے فرمان کی طرف
عزت ملے گی وادیٔ لیل و نہار میں
محشر تلک حضورؐ کے قدمَین کے طفیل
رکھے گا تجھ کو میرا خدا اقتدار میں
آؤ مرے حضورؐ کے فرمان کی طرف
چہرے پہ اعتماد کی آئے گی روشنی
طرزِ عمل کو نور کے، ہوں گے عطا چراغ
کاغذ کا پیرہن نہیں پہنے گا، آدمی

آؤ مرے حضورؐ کے فرمان کی طرف
پروانۂ نجات ملے گا تمہیں ضرور
ہر خوف سے رہائی ملے گی زمین پر
دیں گے ردائے مغفرت آقاؐ مرے حضورؐ

آؤ مرے حضورؐ کے فرمان کی طرف
محرومیوں کا ہو گا ازالہ قدم قدم
سورج تمہارے ساتھ چلیں گے شعور کے
قدموں کو تھام لے گا اجالا قدم قدم

آؤ مرے حضورؐ کے فرمان کی طرف
وسعت ملے گی تیرے بھی فکر و خیال میں
حرفِ درود لکھے گی ہونٹوں پہ نعتِ نو
کھوئے رہو گے حشر تک اُنؐ کے جمال میں

آؤ مرے حضورؐ کے فرمان کی طرف
تشنہ لبی کا ہو گا مداوا زمین پر
رم جھم کرم کی اترے گی آنگن میں آج بھی
چمکیں گے چاند تیری بھی روشن جبین پر

❁❁❁

تشنہ بہت ہے مٹی آقاؐ مرے بدن کی

میری ہے التجا ہو تحسین میرے فن کی
آقاؐ، چراغ بانٹے خوشبو مرے سخن کی☆

کھل کر ضرور برسے ابرِ عطا و بخشش
تشنہ بہت ہے مٹی، آقاؐ، مرے بدن کی

ٹھنڈی ہوا ادھر سے آتی نہیں ہے آقاؐ
صورت بدل گئی ہے کب سے مرے وطن کی

شاخوں پہ اب پرندے آکر نہیں چہکتے
دنیا اجڑ چکی ہے آقاؐ مرے چمن کی

کوئی اداس ہو کر بستی سے جا رہا ہے
اترن ملے کسی کو سرکارؐ پنجتن کی

میں نے سلام بھیجا ہے عاشق نبیؐ کو☆☆
ٹھنڈی ہوا ملے گی مجھ کو ابھی قرن کی

☆ افطاری سے قبل مسجد نبوی میں لکھی گئی ☆☆ اویس قرنیؓ

منصب ثنا کا حشر کے دن بھی ملا رہے

موسم حروفِ سبز کا کھولے گا در تمام
خوش بخت ساعتوں کا مرے گھر میں ہے قیام

کشتِ ثنا میں بادِ بہاری چلے گی آج
قندیلِ عشق شہرِ ادب میں جلے گی آج

اشکوں میں عکسِ گنبدِ خضرا بناؤں گا
ہونٹوں پہ حرفِ نعتِ پیمبرؐ سجاؤں گا

آنکھیں سپردِ لوح و قلم آج بھی کروں
ہر ہر ورق پہ پھول رقم آج بھی کروں

تازہ خنک ہوا مرے آنگن میں آئے گی
آنچل میں خاک شہرِ منوّر کی لائے گی

برسیں گے آج رنگ دھنک کے قدم قدم
مہکے گی آج بوئے گلستانِ محتشم

خوشبو چراغ رکھے گی ہر اک منڈیر پر
لوحِ سخن پہ نعت کے لکھے گی حرفِ زر

ہر ہر قدم پہ آئنے رکھوں گا آج بھی
ہر آرزو کے سر پہ سجاؤں گا تاج بھی

حرفِ درود لب پہ کھلا ہے، کھلا رہے
منصب ثنا کا حشر کے دن بھی ملا رہے

میں آج بھی ہوں شہرِ نبیؐ کے غبار میں
خلدِ زمیں کے دامنِ لیل و نہار میں

اے مدینے کے مسافر!

اے مدینے کے مسافر! بن کے تصویرِ ادب
طشتِ دل پر رکھ کے کرنا پیش میرا بھی درود
طشتِ دل پر رکھ کے کرنا پیش میرا بھی سلام
طشتِ دل پر رکھ کے کرنا پیش حرفِ آرزو
طشتِ دل پر رکھ کے کرنا پیش اشکوں کے چراغ
طشتِ دل پر رکھ کے کرنا پیش نغماتِ ثنا

اے مدینے کے مسافر! بن کے تصویرِ ادب
عرض کرنا، یارسول اللہ وہ شاعر آپؐ کا
جس کے ہونٹوں پر کھلے رہتے ہیں مدحت کے گلاب
جس کی آنکھوں میں سجا رہتا ہے شہرِ بے مثال
جس کے گھر کی سب کنیزوں کے ہے لب پر 'یانبیؐ'
کہہ رہا تھا منتظر ہیں سب بلاوے کے حضورؐ

اے مدینے کے مسافر! بن کے تصویرِ ادب
عرض کرنا، کیجئے گا، چادرِ رحمت عطا
کہہ رہا تھا، کیجئے گا میرے حق میں بھی دعا
کہہ رہا تھا منصبِ مدحت مرا قائم رہے
لڑکھڑاتی میری سوچوں کو پذیرائی ملے
جلتے بجھتے میرے لفظوں کو عطا ہو روشنی

❁❁❁

اپنی چوکھٹ پہ کسی روز بلائیں آقاؐ

میرے خوابیدہ مقدّر کو جگائیں آقاؐ
اپنی چوکھٹ پہ کسی روز بلائیں آقاؐ

زندگی میری لٹی جاتی ہے میرے آقاؐ
سانس سینے میں رکی جاتی ہے میرے آقاؐ
تشنگی حد سے بڑھی جاتی ہے میرے آقاؐ
یا محمدؐ، مجھے نعلین کا صدقہ دے کر
حوضِ کوثر سے بھی اک جام پلائیں آقاؐ

شہرِ صد رنگ میں اشکوں سے بناؤں مالا
فہم و عرفاں کی بلندی پہ سجاؤں مالا
چشمِ پُرنم سے کبھی، دل سے لگاؤں مالا
لب پہ پھر سرمدی نغموں کے صحیفے اتریں
کھو نہ جائیں کسی جنگل میں صدائیں آقاؐ

آج بھی اشکِ گنہ گار کی بارش ہو گی
آج بھی رحمت و انوار کی بارش ہو گی
چشمِ افسردہ پہ دیدار کی بارش ہو گی
آپؐ کی یاد سے مہکا ہے گلستاں میرا
اپنی کملی میں غلاموں کو چھپائیں آقاؐ

کیف و مستی کے گلستانوں میں جھوما کرتا
شہرِ سرکارؐ کی گلیوں میں بھی گھوما کرتا
ذرّے ذرّے کو نگاہوں سے مَیں چوما کرتا
نور کی کاہکشاں سر پہ اجالا کرتی
اپنے قدمَین میں شاعر کو بٹھائیں آقاؐ

سبز گنبد سے میں آنکھوں میں بصارت بھر لوں
دین و ایماں کی مَیں رگ رگ میں طہارت بھر لوں
جاں کے کشکول میں جینے کی حرارت بھر لوں
شاخِ افسردہ پہ بھی پھول کھلائیں آقاؐ

میرے خوابیدہ مقدر کو جگائیں آقاؐ
اپنی چوکھٹ پہ کسی روز بلائیں آقاؐ

صبا آ کر مجھے احوال طیبہ کے بتائے گی

صبا آ کر مجھے احوال طیبہ کے بتائے گی
بتائے گی کہ دہلیزِ پیمبرؐ پر فرشتوں نے
درودِ پاک کے گجرے اٹھا رکھے تھے ہاتھوں میں
ادب سے سر جھکا کر نذر کرتی تھی سحر، کرنیں
لیے آنکھیں غلاموں کی کھڑی تھی چاندنی کب سے
سنہری جالیوں میں اَن گنت آنسو فروزاں تھے
ترے جذبوں کی مشعل جل رہی تھی ہر دریچے میں

صبا آ کر مجھے احوال طیبہ کے بتائے گی
بتائے گی کہ ہر لمحہ سلامِ شوق کہتا تھا
ثنا کی تختیوں پر روزِ روشن کی طرح روشن
جنابِ سرورِ کون و مکاں کا نام لکھا تھا
عقیدت کی کروڑوں پتّیاں تھیں پرفشاں ہر سُو
ہجومِ کرمکِ شب تھا مرے آقاؐ کی چوکھٹ پر
دھنک کے رنگ لپٹے تھے نبیؐ کے آستانے سے

صبا آ کر مجھے احوال طیبہ کے بتائے گی
بتائے گی کہ رنگ و نور کی برکھا برستی تھی
فضاؤں میں بھی جلتے تھے چراغِ مدحتِ سیّد
ہتھیلی پر لیے پھرتی تھی خوشبو نور کے سورج
درِ عالی پہ قسمت کے ستارے جھلملاتے تھے
تمناؤں کے لشکر خیمہ زن تھے مرغزاروں میں
کلی صلِّ علیٰ کی تھی سرِ شاخِ ادب روشن

صبا آ کر مجھے احوال طیبہ کے بتائے گی
بتائے گی کہ قلزم آنسوؤں کے موجزن دیکھے
درِ آقاؐ پہ جاری تھی نزولِ رحمتِ باری
ہر اک منظر تھا روشن چشمِ تر کے آبگینوں میں
ہر اک سائل کے کشکولِ دعا میں روشنی دیکھی
حروفِ آرزو پہنے ہوئے مدحت کے کنگن تھے
فصیلِ آرزو پر پھول کھلتے تھے عطاؤں کے

صبا آ کر مجھے احوال طیبہ کے بتائے گی
بتائے گی کہ گلیوں میں حسیں بچوں کے جھرمٹ تھے
کتابوں میں معطر ساعتوں کی تتلیاں بھی تھیں
ہزاروں دل کھلونا بن گئے تھے ان کے ہاتھوں میں
مرے آقاؐ کے بچپن کی کھِلی تھیں ہر طرف کلیاں
طوافِ گنبدِ خضرا میں تھی مصروف بینائی
قلم خوش بخت بھی طاقِ غلامی میں فروزاں تھا

صبا آ کر مجھے احوال طیبہ کے بتائے گی
بتائے گی کہ تیری نعت پڑھتے تھے ملائک بھی
کھڑی تھیں اَن گنت صدیاں درِ اقدس کے زینے پر
شعور و آگہی کے ہاتھ میں مشعل تھی حکمت کی
حروفِ مبہم و ناقص کو اذنِ حاضری کب تھا
قلم کے سر پہ دستارِ سخن رکھی تھی لفظوں نے
تری نعتیں تخیل کے لبوں پر پھول رکھتی تھیں

صبا آ کر مجھے احوال طیبہ کے بتائے گی
بتائے گی کہ اُمت سر برہنہ آستاں پر تھی
ردائے غم میں لپٹا تھا ہجومِ زخمِ نادیدہ
چمن معمور تھا اشکِ رواں کے آبگینوں سے
قلم کی نوک پر سمٹی ہوئی تھیں خون کی بوندیں
مقدّر کے ستاروں کا وطن تھا برجِ مدحت میں
دیارِ نور و نکہت میں کرم کے پھول کھلتے تھے

صبا آ کر مجھے احوال طیبہ کے بتائے گی
بتائے گی کہ محرابِ یقیں روشن تھی سجدوں سے
کتابِ دیدہ و دل کے ورق اشکوں سے بھیگے تھے
چمن آرائیوں میں خوشبوئیں مصروف تھیں کب سے
کھڑی تھی دست بستہ روشنی سرکارؐ کے در پر
حنا بندی تسلسل سے سخن زاروں میں جاری تھی
وہاں اذہان کی تہذیب ہوتی تھی سرِ محفل

صبا آ کر مجھے احوال طیبہ کے بتائے گی
بتائے گی کہ آقاؐ کے درِ اقدس پہ منگتوں نے
سلاموں کی ہری ڈالی پہ اپنے نام لکھے تھے
خنک پانی کے بٹتے تھے کٹورے تشنہ کاموں میں
کسی کی التجاؤں پر گھنے پیڑوں کا سایہ تھا
گھنے پیڑوں پہ موسم گنبدِ خضرا کا روشن تھا
وہاں پر عدل کی میزان کی شاداب رُت دیکھی

صبا آ کر مجھے احوال طیبہ کے بتائے گی
بتائے گی کہ تصویرِ ادب بن کر مدینے میں
کھڑے تھے ملتِ بے ربط کے ہارے ہوئے لشکر
کبوتر بے بسی کے التجاؤں میں کہیں گم تھے
کٹے تھے پر کہیں امن و اماں کی فاختاؤں کے
کہیں خوشبو کے آنچل میں تمناؤں کے آنسو تھے
کہیں چوکھٹ کو تھامے چشمِ تر فریاد کرتی تھی

صبا آ کر مجھے احوال طیبہ کے بتائے گی
بتائے گی کہ ہر سائل کے کشکولِ گدائی میں
کرم کے اَن گِنت سکوں کی بارش کب سے جاری تھی
عطا کے سبز پانی میں پرندے خوش کلامی کے
اُنھیؐ کی نعت پڑھتے تھے اُنھیؐ کے گیت گاتے تھے
انھیؐ کے نام کی مالا تھی ہر لمحے کے ہاتھوں میں
اُنھیؐ کے ذکر پر مامور تھی کلیوں کی خاموشی

صبا آ کر مجھے احوال طیبہ کے بتائے گی
بتائے گی کہ رحمت کی گھٹائیں رقص کرتی تھیں
افق پر ایک میلہ سا لگا تھا سبز بوندوں کا
جمالِ گنبدِ خضرا سے روشن تھی فضا ساری
کرم کے پھول ہر زائر کے دامن پر پڑے دیکھے
مرادیں ہر کسی کی پھول بن بن کر اترتی تھیں
وہاں ہر خواب کو تعبیر ملتی تھی محبت کی

یا رسول اللہ اُنظُر حالنا

اجازت ہو تو خاکِ شہرِ طیبہ پر مَیں سر رکھوں
مضافاتِ مدینہ میں بڑا اچھا سا گھر رکھوں

مجھے سچ مچ محبت دی مرے احباب نے، آقاؐ
یہاں ہر ہر قدم پر رحمت و راحت کا مینہ برسا

تشکر جس میں کرتا وہ شبِ نطق و بیاں ملتی
مجھے ایسا قلم ملتا، مجھے ایسی زباں ملتی

بہت خوش بخت ہے جو رہ رہا ہے شہرِ طیبہ میں
کرم کا آبِ زم زم بہہ رہا ہے شہرِ طیبہ میں

درِ اقدس پہ مَیں فریاد کرنے آج آیا ہوں
مَیں اپنے پیارے بچوں کے بھی آنسو ساتھ لایا ہوں

مجھے حرفِ تسلی دیجئے آقاؐ، پریشاں ہوں
یہ سب کچھ عرض کر کے، یا نبیؐ، خود بھی پشیماں ہوں

بہت کچھ لینے آیا ہوں، بہت کچھ دیجئے، آقاؐ
مری محرومیوں کا آج ساماں کیجئے، آقاؐ

نہیں کا لفظ، آقاؐ، آپؐ فرمایا نہیں کرتے
کسی سائل کو خالی ہاتھ لوٹایا نہیں کرتے

حضورؐ، اپنی مجھے شانِ کریمی کے مطابق دیں
نبی جیؐ، اپنی شفقت اور حلیمی کے مطابق دیں

❁❁❁

(مدینہ منورہ کے لیے روانگی سے چند گھنٹے قبل مکہ معظّمہ میں لکھی گئی)

کہاں اک بے نوا شاعر، کہاں آیاتِ قرآنی

کہاں اک بے نوا شاعر، کہاں آیاتِ قرآنی
کہاں طرزِ فغاں میری، کہاں اسلوبِ یزدانی

کہاں اک بے نوا شاعر، کہاں یہ کلکِ نمدیدہ
کہاں عاجز زباں میری، کہاں اُنؐ کی ثنا خوانی

کہاں اک بے نوا شاعر، کہاں مدحت پیمبرؐ کی
کہاں لکنت قلم میں بھی، کہاں اسنادِ رحمانی

کہاں اک بے نوا شاعر، کہاں کج مج سی تحریریں
کہاں دامن تہی میرا، کہاں مرسل وہ لاثانی

کہاں اک بے نوا شاعر، کہاں سدرہ نشیں آقاؐ
کہاں معراج کی رتیا، کہاں تضحیکِ انسانی

کہاں اک بے نوا شاعر، کہاں دستِ کرم اُنؐ کا
کہاں وہ پیکرِ شفقت، کہاں امت کی نادانی

کہاں اک بے نوا شاعر، کہاں نوحے، کہاں آنسو
کہاں اجڑی ہوئی بستی، کہاں گلشن کی ویرانی

کہاں اک بے نوا شاعر، کہاں دربار آقاؐ کا
کہاں رحمت کی وہ کثرت، کہاں یہ تنگ دامانی

کہاں اک بے نوا شاعر، کہاں نقشِ قدم اُنؐ کے
کہاں زر کا پجاری مَیں، کہاں میری مسلمانی

کہاں اک بے نوا شاعر، کہاں اصحابؓ کی محفل
کہاں تلچھٹ مَیں صدیوں کی، کہاں محبوبؐ سبحانی

کہاں اک بے نوا شاعر، کہاں انوار طیبہ کے
کہاں بارش عطاؤں کی، کہاں صدیوں کی حیرانی

کہاں اک بے نوا شاعر، کہاں اُنؐ کا درِ دولت
کہاں یہ مفلسی میری، کہاں تختِ سلیمانی

کہاں اک بے نوا شاعر، کہاں جھلمل ستاروں کی
کہاں شب کی یہ تاریکی، کہاں جلووں کی تابانی

کہاں اک بے نوا شاعر، کہاں لمحے حضوری کے
کہاں دعویٰ غلامی کا، کہاں غیروں کی دربانی

کہاں اک بے نوا شاعر، کہاں اتنی پذیرائی
کہاں خوشیوں کا وہ لشکر، کہاں غم کی فراوانی

کہاں اک بے نوا شاعر، کہاں کلکِ ادب میری
کہاں غارِ حرا والے، کہاں میری پشیمانی

کہاں اک بے نوا شاعر، کہاں توصیف گر ہونا
کہاں ساگر کی وہ موجیں، کہاں خطّہ یہ بارانی

کہاں اک بے نوا شاعر، کہاں وہ مرسلِ آخرؐ
کہاں میں اک نکمّا سا، کہاں یہ فضلِ ربّانی

کہاں اک بے نوا شاعر، کہاں وہ گنبدِ خضرا
کہاں میری غزل گوئی، کہاں میری سخن دانی

کہاں اک بے نوا شاعر، کہاں الجھی ہوئی سَمتیں
کہاں اب رہ گیا اولاد میں بھی زعمِ سلطانی

کہاں اک بے نوا شاعر، کہاں لوحِ ثنا میری
کہاں میری جگر سوزی، کہاں میری قلمدانی

کہاں اک بے نوا شاعر، کہاں وہ ہادیٔ برحق
کہاں میری شبِ غفلت، کہاں اُنؐ کی نگہبانی

کہاں اک بے نوا شاعر، کہاں وہ ساقیٔ کوثرؐ
ملی ہے قصرِ مدحتِ میں مجھے ادنیٰ سی دربانی

کہاں اک بے نوا شاعر، کہاں کونین کے والی
مسلسل شہرِ مدحت میں رہے مدحت کی ارزانی

کہاں اک بے نوا شاعر، کہاں وہ فکرِ تابندہ
نہیں ہے میر و سلطاں کے دلوں میں نورِ ایمانی

کہاں اک بے نوا شاعر، کہاں خِلعت غلامی کی
چمن زارِ دعا کا آج بھی چہرہ ہے نورانی

کہاں اک بے نوا شاعر، کہاں یہ جاں بلب ساعت
مری چشمِ طلب پر ہو مسلسل شبنم افشانی

کہاں اک بے نوا شاعر، کہاں جاروب کش اُنؐ کا
ملے اُنؐ کی غلامی کا مجھے اعزازِ لافانی

کہاں اک بے نوا شاعر، کہاں الطاف کی رم جھم
نہیں بھولی مواجھے میں غلاموں کی وہ مہمانی

کہاں اک بے نوا شاعر، کہاں اِس کو طلب کرنا
نہیں تھمتی درِ سرکارؐ پر اشکوں کی طغیانی

کہاں اک بے نوا شاعر، کہاں تک دسترس اس کی
بہت کچھ کہہ رہی ہے، یا نبیؐ، زخموں کی عریانی

کہاں اک بے نوا شاعر، کہاں شب، خون آلودہ
پراگندہ کریں اذہان کو اعمالِ شیطانی

کہاں اک بے نوا شاعر، کہاں میلاد کی برکھا
مرے ایقاں پہ ہے تشکیک کی یلغارِ طوفانی

کہاں اک بے نوا شاعر، کہاں سیرت پیمبرؐ کی
غبارِ کرب میں لپٹی ہوئی ہے نَسلِ انسانی

کہاں اک بے نوا شاعر، کہاں قدروں کی پامالی
ہوس نے سب بدل ڈالے ہیں اندازِ جہانبانی

کہاں اک بے نوا شاعر، کہاں سرکارؐ نبیوں کے
چراغِ آرزو لائی ہے پھولوں کی مہارانی

کہاں اک بے نوا شاعر، کہاں مشعل درودوں کی
قلم کے ہاتھ میں ہے آج بھی لعلِ بدخشانی

کہاں اک بے نوا شاعر، کہاں برسات پھولوں کی
ہوا خیمے اٹھا لائی ہے پربت سے زمستانی

کہاں اک بے نوا شاعر، کہاں وہ صاحبِ حکمت
فروغِ مدحتِ آقاؐ کی ہے صورت یہ انجانی

کہاں اک بے نوا شاعر، کہاں اہداف دشمن کے
جوارِ دل میں خیمہ زن ابد تک ہے درخشانی

کہاں اک بے نوا شاعر، کہاں یہ تتلیاں، جگنو
ہے خوشبو بھی مدینے کے گلی کوچوں کی دیوانی

کہاں اک بے نوا شاعر، کہاں میرا قلم تنہا
مری تنہائیوں کا راز داں ہے یہ مرا جانی

کہاں اک بے نوا شاعر، کہاں فضلِ خدا اتنا
وہی تو پیدا کر دیتا ہے، ہر مشکل میں آسانی

مَیں فرطِ شوق سے نامِ محمدؐ چوم لیتا ہوں
سبق اُنؐ کی غلامی کا جہاں والوں کو دیتا ہوں

خدا اگر تمھیں توفیق دے تو ہمسفرو!

خدا اگر تمھیں توفیق دے تو ہمسفرو!
کتابِ عشقِ محمدؐ کا بابِ نَو کھولو!

خدا اگر تمھیں توفیق دے تو ہمسفرو!
بیاضِ نعت کے اوراق پر سدا چمکو!

خدا اگر تمھیں توفیق دے تو ہمسفرو!
ادب سے بحرِ ثنائے حضورؐ میں اترو!

خدا اگر تمھیں توفیق دے تو ہمسفرو!
خدا سے نعتِ پیمبرؐ کی روشنی مانگو!

خدا اگر تمھیں توفیق دے تو ہمسفرو!
گلاب بن کے سرِ شاخِ آرزو مہکو!

خدا اگر تمھیں توفیق دے تو ہمسفرو!
فقط حضورؐ کی توفیق کے لیے سوچو!

خدا اگر تمھیں توفیق دے تو ہمسفرو!
قلم سے صرف پیمبرؐ کی نعت ہی لکھّو!

خدا اگر تمھیں توفیق دے تو ہمسفرو!
چراغِ جشنِ ولادت ہتھیلیوں پہ رکھو

خدا اگر تمھیں توفیق دے تو ہمسفرو!
مہ و نجوم سے آدابِ حاضری سیکھو!

خدا اگر تمھیں توفیق دے تو ہمسفرو!
بہارِ شہرِ مدینہ میں عمر بھر ٹھہرو!

خدا اگر تمھیں توفیق دے تو ہمسفرو!
عرب کی ریگِ تمنا میں آئنے ڈھونڈو!

خدا اگر تمھیں توفیق دے تو ہمسفرو!
غبارِ نقشِ کفِ پائے مصطفیٰؐ میں رہو!

خدا اگر تمھیں توفیق دے تو ہمسفرو!
مرے حضورؐ کی گلیوں کی خاک کو چومو!

خدا اگر تمھیں توفیق دے تو ہمسفرو!
ردائے خاکِ کرم احترام سے اوڑھو!

خدا اگر تمھیں توفیق دے تو ہمسفرو!
چمن میں بوئے گلِ نور کی طرح بکھرو!

خدا اگر تمھیں توفیق دے تو ہمسفرو!
درِ حضورؐ پہ جا کر نہ عمر بھر لوٹو!

خدا اگر تمھیں توفیق دے تو ہمسفرو!
لبوں پہ اسمِ گرامی سجا سجا کے چلو

خدا اگر تمھیں توفیق دے تو ہمسفرو!
بڑے ہی عجز سے شہرِ حضورؐ میں نکلو!

خدا اگر تمھیں توفیق دے تو ہمسفرو!
درِ حضورؐ پہ تم مثلِ چشمِ تر، برسو!

خدا اگر تمھیں توفیق دے تو ہمسفرو!
درودِ پاک پڑھو، لفظ لفظ میں دھڑکو!

خدا اگر تمھیں توفیق دے تو ہمسفرو!
تمام شہرِ ہوسِ زر کا پیرہن بدلو!

خدا اگر تمھیں توفیق دے تو ہمسفرو!
ہماری بزمِ تصور کے پاس سے گذرو!

التماس بحضور مرسلِ مرسلاںؐ

میرے بیٹے مدثر پہ چشمِ کرم، مرسلِ مرسلاںؐ، مرسلِ محتشمؐ!
اِس کو رستہ دکھائے چراغِ حرم، مرسلِ مرسلاںؐ مرسلِ محتشمؐ!

ہمسفر اِس کے ہوں آپؐ کی رحمتیں، دامنِ تنگ ہی میں گریں نعمتیں
اجنبی ملک میں اس کا رکھیں بھرم، مرسلِ مرسلاںؐ، مرسلِ محتشمؐ!

اِس کی ہر ایک مشکل بھی آسان ہو، اس کے سینے میں رخشندہ قرآن ہو
رہنما آپؐ کے ہوں نقوشِ قدم، مرسلِ مرسلاںؐ، مرسلِ محتشمؐ!

اِس کی آنکھوں میں شہرِ مدینہ رہے، ساحلِ آرزو پر سفینہ رہے
روشنی میں رہیں اس کے لوح و قلم، مرسلِ مرسلاںؐ، مرسلِ محتشمؐ!

اِس کے دامن میں ریگِ عرب ہو رواں اس کی پھولوں سے لکھّے صبا داستاں
دور ہو آئنوں سے غبارِ عجم، مرسلِ مرسلاںؐ، مرسلِ محتشمؐ!

آپؐ کی نعت اِس کی زباں پر رہے، اِس کی قسمت بھی ہر آسماں پر رہے
اِس کو اپنی غلامی کا دیجے علَم، مرسلِ مرسلاںؐ، مرسلِ محتشمؐ!

اِس کو آسودگی کی ملیں تتلیاں، اِس کے گھر میں اترتی رہے کہکشاں
پاس اِس کے نہ پھٹکے کبھی رنج و غم، مرسلِ مرسلاںؐ، مرسلِ محتشمؐ!

اِس کو فرزانگی کے ستارے ملیں، پھول آنگن میں علم و ہنر کے کھلیں
بوجھ اس کے بھی کندھوں پہ ہو کم سے کم، مرسلِ مرسلاںؐ، مرسلِ محتشمؐ!

اِس کو خوفِ خدا کی ملے روشنی، ہو مصلّے پہ اِس کی جبیں ہر گھڑی
ہو درودوں کے گجرے لیے دم بہ دم، مرسلِ مرسلاںؐ، مرسلِ محتشمؐ!

جب بھی اسمِ گرامی زباں پر کھلے، حسن ارض و سماوات کا تب ملے
رقص کرنے لگے اس کی آنکھوں کا نم، مرسلِ مرسلاںؐ، مرسلِ محتشمؐ!

آپؐ کے شہرِ دلکش کی باتیں کرے، خاکِ دہلیز سے دامنِ دل بھرے
آپؐ کا در، اِسے بس رہے محترم، مرسلِ مرسلاںؐ، مرسلِ محتشمؐ!

ملتجی ہے ریاضؔ آج بھی آپؐ کا، اس کو عزم و عمل کا ملے تجگا
اِس کے ہونٹوں پہ حرفِ دعا ہو رقم، مرسلِ مرسلاںؐ، مرسلِ محتشمؐ!

مجھے طیبہ کی گلیوں کا مصّور کر

مرے خالق!
مجھے تخلیق کا نوری ہنر دینا
قلم دینا کہ مَیں لکھوں ترے محبوبؐ کی نعتیں
طلسمِ شوق کے در کھول کر مجھ کو ودیعت کر
مجھے طیبہ کی گلیوں کا مصّور کر
نگار و نقش کی دنیا نئی تخلیق کر جاؤں
نئے رنگوں کی آمیزش سرِ لوح و قلم تجویز کر جاؤں
مَیں ہر زائر کے نقشِ پا پہ لاکھوں آئنے رکھوں
مَیں ہر دل میں چراغِ آرزو روشن کروں، مولا!
مدینے کے افق کی روشنی ہو میرے آنگن میں
وضو اشکوں سے کرنے کی مجھے توفیق دے یارب!
مضافاتِ مدینہ میں مجھے چھوٹا سا گھر دینا
مری ہر سانس کو دینا درودِ پاک کی ٹھنڈک
ہوائے شہرِ طیبہ سے شرف دے ہمکلامی کا
در و دیوارِ طیبہ کی مؤدب آنکھ بن جاؤں

ابھی تک کھڑا ہوں حصارِ ادب میں

ابھی تک مطافِ حرم کے اجالوں میں سمٹی ہوئی ہیں مری آرزوئیں
ابھی تک کرم کے چراغوں کی رم جھم اندھیروں میں کرنیں بکھیرے ہوئے ہے
ابھی تک میں صحنِ حرم میں کھڑا ہوں
ابھی تک جلالِ خدا کے کئی دائرے مجھ سے لپٹے ہوئے ہیں
ابھی تک مری چشمِ تر ملتزم پر حروفِ ثنا کا علم تھام کر رو رہی ہے
ابھی تک میں رکنِ یمانی پہ اپنی دعاؤں کے جھرمٹ میں کھویا ہوا ہوں
ابھی تک حرم کی ہواؤں سے میں ہمکلامی کا حاصل شرف کر رہا ہوں
ابھی تک مری ہچکیوں، سسکیوں، آنسوؤں سے فضائے حرم خود بھی بھیگی ہوئی ہے
ابھی تک مری التجائیں مرادوں کے پھولوں سے مہکی ہوئی ہیں
ابھی تک میں اسود کے بوسے لیے جا رہا ہوں
ابھی تک حطیمِ ادب میں جبیں میری جھک کر مخاطب ہے میرے قلم کے خدا سے
ابھی تک میں انوار و نکہت کے پانی میں ڈوبا ہوا ہوں
ابھی تک میں میزابِ رحمت کے نیچے کھڑا ہوں
ابھی تک مقامِ براہیم پر میرے سجدوں کے انوار بکھرے ہوئے ہیں

ابھی تک مقدر کے روشن ستارے مرے ساتھ مصروفِ حمد و ثنا ہیں
ابھی تک مَیں احرام باندھے فرشتوں کے ہمراہ ہی چل رہا ہوں
ابھی تک مَیں زم زم کے پیراہنوں میں نقوشِ قدم آپؐ کے ڈھونڈتا ہوں
ابھی تک مَیں مکے کی سڑکوں پہ تنہا کھڑا ہوں
ابھی تک مَیں آقائے رحمت کی جائے ولادت کی مٹی کو سرمہ بنائے ہوئے ہوں
ابھی تک مدینے سے آتی ہواؤں سے سرگوشیاں کر رہا ہوں
ابھی تک مدینے کی ٹھنڈی سڑک پر مَیں محوِ سفر ہوں
ابھی تک مرے دونوں ہاتھوں پہ مدحت کے کتنے دیے جل رہے ہیں
ابھی تک قلم رقص میں ہے مرا بھی
ابھی تک خوشی کے وہ آنسو مری روح میں موجزن ہیں
ابھی تک مجھے یاد ہے جب نظر میری سجدے سے اٹھتی نہیں تھی
ابھی تک کھڑا ہوں میں قدموں کی جانب
ابھی تک مجھے اُنؐ کے قدموں کی خیرات ہی مل رہی ہے
ابھی تک میں آقاؐ کے روضے کی جالی کو تھامے ہوئے ہوں
ابھی تک بہارِ مدینہ کے ہاتھوں پہ مَیں پھول مدحت کے ہی رکھ رہا ہوں
ابھی تک مرے دل کی ہر ایک دھڑکن سلامی کی خاطر جھکی جا رہی ہے
ابھی تک درودوں کے گجرے اٹھائے حضوری کی میں سیپیاں چن رہا ہوں

ابھی تک مرے سامنے روضۂ پاک کی جالیوں کا ہے منظر
ابھی تک مواجھے کے میں لب کشا موسموں سے مضامینِ نعتِ نبیؐ سن رہا ہوں
ابھی تک میں اُنؐ کے کرم کی تجلی سے لپٹا ہوا ہوں
ابھی تک عطاؤں کی بارش میں بھیگے ہوئے دن ہیں میرے
ابھی تک احد کے مناظر مَیں چشمِ اِدب میں سجائے ہوئے ہوں
ابھی تک مری چشمِ پُرنم مدینے کی گلیوں میں کھوئی ہوئی ہے
ابھی تک ستونوں کے پیچھے مَیں چھپ کر
سحابِ کرم کو
اترتے ہوئے تک رہا ہوں
ابھی تک کھڑا ہوں حصارِ ادب میں
ابھی تک حضوری کے لمحات کی آرزو میں
مری زندگی اُنؐ کے در پر پڑی ہے
ابھی تک مرے گھر کے آنگن میں خوشبو مدینے کے موسم کی پھیلی ہوئی ہے
ابھی تک یہاں
شہرِ اقبال میں بھی
مدینے کی ٹھنڈی ہوا آ رہی ہے

❁❁❁

خوف

غبارِ خوفِ اجل
آئنوں میں رقصاں ہے
عذاب،
جاں پہ مسلط ہے
گھپ اندھیروں کا
حدیثِ شہرِ مدینہ رقم ہے آنکھوں میں
(سحر کے سارے اجالے ہیں ہمسفر میرے)
حروفِ نعت کتابِ دل ونظر میں ہیں
ثنائے احمدِ مرسلؐ:
جمالِ روحِ ازل
حریمِ شامِ سخن
ضمیرِ حرفِ دعا
مرے لہو کی ہر اک بوند میں منوّر ہے
درود: سانس کی ڈوری

کبھی نہیں ٹوٹی
کبھی نہ ٹوٹے گی
غبارِ خوفِ اجل
لاکھ رقص میں آئے

مجھے یہ خوف ہے
میرا قلم نہ چھن جائے
حروفِ عرضِ تمنا کہیں نہ کھو جائیں

موسم تمام خلدِ مدینہ کے نام ہوں

لاکھوں درود اور کروڑوں سلام ہوں
موسم تمام خلدِ مدینہ کے نام ہوں

انسانیت کو راہ دکھائی ہے آپؐ نے
تشنہ لہو کی پیاس بجھائی ہے آپؐ نے
توقیر آدمی کی بڑھائی ہے آپؐ نے
دیوار نفرتوں کی گرائی ہے آپؐ نے
بزمِ جہاں، حضورؐ! سجائی ہے آپؐ نے
حاضر، حضورؐ! آپؐ کے در پر غلام ہوں

لاکھوں درود اور کروڑوں سلام ہوں
موسم تمام خلدِ مدینہ کے نام ہوں

توحید کے چراغ جلائے ہیں آپؐ نے
باطل کے نقش بڑھ کے مٹائے ہیں آپؐ نے
امن و اماں کے پھول کھلائے ہیں آپؐ نے
آداب زندگی کے سکھائے ہیں آپؐ نے
آتش کدے تمام بجھائے ہیں آپؐ نے
آنسو درِ نبیؐ پہ ہمارے تمام ہوں

لاکھوں درود اور کروڑوں سلام ہوں
موسم تمام خلدِ مدینہ کے نام ہوں

اللہ نے شب گذار بنایا ہے آپؐ کو
نبیوں کا تاجدار بنایا ہے آپؐ کو
مخلوق کا وقار بنایا ہے آپؐ کو
آدم کا افتخار بنایا ہے آپؐ کو
سر تا قدم بہار بنایا ہے آپؐ کو
طفلانِ شہرِ نور کبھی ہمکلام ہوں

لاکھوں درود اور کروڑوں سلام ہوں
موسم تمام خلدِ مدینہ کے نام ہوں

انصاف و عدل سب کو دکھایا ہے آپؐ نے
ماضی کی تلخیوں کو بھلایا ہے آپؐ نے
اندر کی روشنی کو جگایا ہے آپؐ نے
بچوں کو پھول، چاند بتایا ہے آپؐ نے
مکتب کا سبز پیڑ لگایا ہے آپؐ نے
انوار علم و فن کے زمانے میں عام ہوں

لاکھوں درود اور کروڑوں سلام ہوں
موسم تمام خلدِ مدینہ کے نام ہوں

اللہ کے بعد نام ہے سرکارؐ کا بڑا
کردار بے مثال ہے آقاؐ حضورؐ کا
ہر ہر صدی میں اُنؐ کے کرم کا ہے سلسلہ
حرفِ ثنا رہے لبِ شیریں پہ لب کشا
آؤ درِ نبیؐ پہ رہیں محوِ التجا
حامی ہمارے حشر میں خیرالانامؐ ہوں

لاکھوں درود اور کروڑوں سلام ہوں
موسم تمام خلدِ مدینہ کے نام ہوں

تاریخ میں رقم ہے سخاوت حضورؐ کی
قائم ابد تلک ہے عدالت حضورؐ کی
بے مثل آج بھی ہے دیانت حضورؐ کی
محشر کے بعد بھی ہے رسالت حضورؐ کی
ہر دور کے لیے ہے قیادت حضورؐ کی
لب پر حروفِ نعتِ نبیؐ صبح و شام ہوں

لاکھوں درود اور کروڑوں سلام ہوں
موسم تمام خلدِ مدینہ کے نام ہوں

اونچی فصیلوں سے نکلنے کی تمنا

حضورؐ اونچی فصیلوں سے
نکلنے کی تمنا ہی نہیں رکھتے
مری بستی کے یہ بچے
یہ جس بستی کے بچے ہیں
وہاں کچھ سوچنے پر آج بھی تعزیر لگتی ہے
روایت کی خنک سی دھند سے لپٹی ہوئی بیلیں
ہواؤں کو بھی اپنی قید میں رکھنے پہ قادر ہیں
یہ بیلیں ذہن کی دیوار پر مقتل سجاتی ہیں
یہ بیلیں نوچ لیتی ہیں حروفِ نو کے پیراہن
یہ بیلیں موت کے آسیب کی زندہ علامت ہیں
مرے بچوں کو جینے کی دعائیں دیں مرے آقاؐ

❁❁❁

ریاض آپؐ کی چشمِ کرم کا طالب ہے

ریاض!
جتنے بھی آنسو ہیں تیری آنکھوں میں
ریاض!
جتنی بھی کلیاں حروف کی تو نے
سجا رکھی ہیں حریمِ ثنا کے آنگن میں
ریاض!
جتنا اثاثہ ہے تیرے دامن میں
ثنائے مرسلِ آخرؐ کے آبگینوں کا
ریاض!
جتنے بھی سجدے ہیں کلکِ مدحت کے
ریاض!
جتنی بھی خوشبو ہے تیرے لفظوں کی
ریاض!
جتنے بھی جذبے ہیں تیرے ہونٹوں پر
تمام تر ترے آنسو سنبھال رکھے ہیں

صبا ہوں،
تھام کر انگلی مری محبت سے
چمن کی خوشبوئیں امشب بھی آپؐ کے در پر
ادب کے سارے خزانے لٹانے جائیں گی
تمام تر ترے آنسو بھی، شاعرِ مرسلؐ!
درِ حضورؐ پہ رکھ کر بڑے قرینے سے
سلام عرض کروں گی کہ یارسول اللہ!
ریاض: آپؐ کا شاعر سلام کہتا ہے،
قبول کیجئے، آقاؐ، سلام شاعر کا
ریاض، آپؐ کا شاعر اُداس رہتا ہے
اسے بھی زندہ مسائل نے گھیر رکھا ہے
ریاض، آپؐ کی چشم کرم کا طالب ہے

نقشِ قدم

ایک اک نقشِ قدم،

ایک اک حسنِ سما،

ایک اک خلدِ ادب،

ایک اک رنگِ چمن،

ایک اک حرفِ کرم،

نور و نکہت کے قلم کے نور سے

عشق کے اوراق پر

نعت کی صورت میں ہے لکھا گیا

سفارش

اذانِ فجر سے
کچھ دیر پہلے
آپؐ کے دَر پر
بہت ہی مفلس و نادار شاعر آج بھی شب بھر
ادب سے، یارسول اللہ!
مخاطب آپؐ کو کر کے
بہت کچھ کہہ رہا ہے اپنے اشکوں کے توسط سے
حضورؐ اس کے برہنہ سر پہ شفقت کی ردا رکھیں
اِسے حرفِ تسلی سے نوازیں یا حبیبؐ اللہ!
اِسے، آقاؐ! دلاسہ دیں

جائے پناہ

حضورؐ،

قریۂ صبر و رضا میں رہنے کا

مجھے شعور عطا ہو غبارِ طائف سے

حضورؐ،

امن کی خیرات میرے دامن میں

سلامتی کی ہوائیں کریں گلی میں قیام

حضورؐ، ورنہ ہر اِک طاقِ آرزو کے چراغ

حصارِ خوف میں دم توڑ جائیں گے امشب

اَنا کی سولیاں ہر سمت گاڑ دیں کس نے

حضورؐ،

آپؐ کے در کے سوا کہاں جائے؟

غریبِ شہر

ہجومِ شر ہے تعاقب میں جس کے، صدیوں سے

❁❁❁

حضورؐ، میرے عدو کو بھی عافیت کا پیام

مرے عدو نے
مری سرحدِ دعا پر بھی
نیا محاذ ہے کھولا بڑے وسائل سے
حضورؐ، میں کہ نہتا کھڑا ہوں میداں میں
بدن پہ تیر برستے ہیں چار جانب سے
کمک ضرور مدینے سے بھیجئے آقاؐ!
حصارِ حرفِ تسلّی میں مجھ کو رکھیے گا
دعا بحقِ ریاضِ ادب یہ کیجے گا
حضورؐ، آپؐ کے ربِ کریم کی رحمت
لکیر کھینچ دے دشمن کی ہر کمیں گہ پر
طلوعِ مہرِ محبت ہو آسمانوں پر
غلامِ سیدِ کون ومکاں رہے محفوظ
عدو کے سارے عزائم ہوں خاک آلودہ
حضورؐ، میرے مکاں پر کرم کی بارش ہو
تمام بچے ادب سے سلام کرتے ہیں

کنیزیں ہاتھ اٹھا کر کھڑی ہیں برسوں سے
ردائے عظمت و توقیر ان کے سر پر دیں
حضورؐ!
میرے عدو کو بھی عافیت کا پیام
حضورؐ!
اس کے بھی بچوں کو رشنی کا قلم
غلام کب سے کھڑا ہے حضورؐ چوکھٹ پر
ہوائے شہرِ مدینہ کی چوم کر آنکھیں
حضورؐ، آپؐ کے در پر گلاب رکھتا ہے

❁❁❁

ابھی جھوٹے خداؤں کی عملداری میں زندہ ہوں

حضورؐ، اب کے برس مجھ کو ملا

جو میں نے مانگا تھا

حریمِ نعت میں آ قاؐ

چراغاں ہی چراغاں ہے

بہاراں ہی بہاراں ہے

مرے اندر کا انساں مطمئن ہے یارسول اللہ!

خدا کا فضل ہی شامل رہے احوال میں میرے

مگر یہ کیا

مرے اس خارجی ماحول میں بارود پھیلا ہے

مرے باہر کا انساں مضطرب ہے

وہ کدھر جائے

حصارِ خوف میں بچے

شرارت بھی نہیں کرتے

کھلونوں سے بھی ڈرتے ہیں

زمانے بھر کی رسوائی مرے کشکول میں اُتری

صبا نے خون اُگلا ہے

فلک نے خون نِگلا ہے

فضا بارود کو اوڑھے ہوئے آنگن میں پھرتی ہے

مجھے خارش زدہ چہروں سے لڑنا ہے قیامت تک

ابھی جھوٹے خداؤں کی عملداری میں زندہ ہوں

نبی جیؐ، آپؐ کی رحمت

مرے آنگن کے پیڑوں پر اُتر آئے

نبی جیؐ،

بھیج دیں فاروقِ اعظم کو سرِ مقتل

منافق لوگ اپنی گردنوں پر ناز کرتے ہیں

چراغِ آرزو

نبی جیؐ!
ایک شاعر نے
حضوری کی دعا کی ہے
ادب سے التجا کی ہے
سپردِ شب اَنا کی ہے

نبی جیؐ!
ایک شاعر نے
عریضہ آج بھی لکھ کر
ہوا کے ہاتھ چومے ہیں
کہ دہلیزِ نبیؐ پر میرے اشکوں کو بھی رکھ دینا

نبی جیؐ!
ایک شاعر نے
صبا سے دوستی کی ہے

چراغِ آرزو اس کی ہتھیلی پر سجائے ہیں
گذارش کی ہے یہ مَیں نے
مدینے کے دَر و دیوار پر
اس کو بھی رکھ دینا
بجا آداب بھی لانا
درودِ پاک پڑھ کر منتظر آنکھوں کو رکھ دینا
کسی طاقِ محبت میں
مواجھے میں برستے آنسوؤں سے لب بھگو لینا

❁❁❁

تخلیقِ نعت کا اساسی عمل

دعاؤں کی ہتھیلی پر، چراغِ آرزو رکھ کر
نزولِ آیتِ عشقِ نبیؐ کی راہ دیکھوں گا
دھنک کے نام کرنوں سے عریضہ روز لکھتا ہوں
مَیں خوشبوؤں کی انگلی تھام کر طیبہ میں آتا ہوں
مَیں کشتِ دیدہ و دل میں
نئے موسم اگاتا ہوں
مَیں سوچوں کی منڈیروں پر نئی کرنیں سجاتا ہوں
(نعت کے ہاتھ تم بھی چوم لینا صحنِ مکتب میں)
مدینے کی ہواؤں سے
گجر بجنے سے کچھ پہلے
ادب سے گفتگو کر کے
میں خورشیدِ سحر کے ساتھ
دھرتی پر اترتا ہوں
مَیں ہر آنگن میں کھلتا ہوں

پرندہ میرے اندر کا
جوارِ گنبدِ خضریٰ کی ہریالی کے سارے موسموں کے
نام جپتا ہے
مجھے ساون کا ہر منظر بدن پر اوڑھ لیتا ہے
مری آنکھیں برستی ہیں
مجھے تھوڑے دنوں کے بعد
یہی اشکوں کی طغیانی
عزیزِ جاں ٹھہرتی ہے
حروفِ نعت بنتی ہے

پیرہن میرے قلم کو خاکِ طیبہ کا ملے

حکم یہ اندر کے انساں سے ملا مجھ کو بھی ہے
امتِ مرحوم کا نوحہ لکھوں
ایک اک نوحے کا پس منظر بیاں کرتا چلوں
ایک اک آنسو کی رودادِ شبِ ماتم سنوں
غور سے جرمِ ضعیفی کا وثیقہ بھی پڑھوں
سوچتا ہوں، اتنی جرأت ہے کہاں مجھ میں ریاضؔ
مَیں تو خود جرمِ ضعیفی کا ہوا ہوں مرتکب
میرا مکتب بھی نہیں حرفِ خودی سے آشنا
خود شناسی کا نہیں مفہوم مجھ پر منکشف
میری تو اپنی کتابِ آرزو ہے زخم زخم
میرے آنسو خود صفِ ماتم بچھاتے ہیں یہاں
امتِ مرحوم کے نوحے کا خود حصہ ہوں مَیں
باوجود اس کے کبھی مَیں
لوحِ جاں پر لکھّوں گا

نوحہ زوالِ عصر کا

آج بھی امت کے زخموں سے تلاشے ہیں حروف
نعت میں لکھتا رہا ہوں بے بسی کی داستاں
امتِ مرحوم کے زخموں کے مانگے ہیں چراغ
ہو عطا آقاؐ، کبھی پھر
میری آنکھوں کو مواجھے میں برسنے کا شعور
ہر جواں میرے قبیلے کا رہے سینہ سپر

عالمِ رویا میں امشب
امتِ مرحوم کا چہرہ نظر آیا مجھے
جس پہ رودادِ شبِ ماتم کے آنسو درج تھے
جس پہ محرومی کی ساری داستانیں تھیں رقم
کون سازش میں ملوث ہے لٹیروں کے سوا
کس نے احکامِ شریعت سے کیا ہے انحراف
کچے دھاگوں میں لپیٹی ہے بساطِ زندگی
ہم عدوئے جاں کی خوشنودی میں پھر مصروف ہیں
ہم نے خود اپنی اکائی کو بکھیرا ہر طرف
ہم صفِ ماتم بچھانے کے ہیں کب سے منتظر

ہم نے پھر جرمِ ضعیفی کو بنایا ہے علم
ہم محاذ آرائیوں سے کب ٹلے ہیں، یا نبیؐ!
ہم عدالت کا، شجاعت کا بھلا بیٹھے سبق
پھر زمانے کی امامت کس طرح ملتی ہمیں
دائرہ پھر تنگ ہوتا جا رہا ہے جنگ کا
الکرم.... یا سیّدی یا مرشدی، خیرالبشرؐ
پیرہن میرے قلم کو خاکِ طیبہ کا ملے

اے شہرِ خنک!

اے شہرِ خنک!
آ، مری آنکھوں میں سما جا
اے شہرِ خنک!
پھول اُگا کشتِ سخن میں
اے شہرِ خنک!
اپنا ادب مجھ کو سکھا دے
اے شہرِ خنک!
تشنہ لبی کو بھی مٹا دے
اے شہرِ خنک!
پھر مجھے دامن میں چھپا لے
اے شہرِ خنک!
آبِ خنک مجھ کو پلا دے
اے شہرِ خنک!
اذنِ ثنا خوانی عطا کر
اے شہرِ خنک!

پھر مجھے سینے سے لگا لے

اے شہرِ خنک!

پیاس کبھی بجھنے نہ پائے

اے شہرِ خنک!

گنبدِ سرکارؐ دکھا دے

اے شہرِ خنک!

مجھ کو موا جھے میں کھڑا کر

اے شہرِ خنک!

سانس مَیں لوں تیری فضا میں

اے شہرِ خنک!

مجھ کو سکونت کی اجازت

اے شہرِ خنک!

خاکِ بقیع ہو مرا مدفن

اے شہرِ خنک!

دامنِ رحمت میں مجھے رکھ

اے شہرِ خنک!

میرے تخیّل میں سجا رہ!

چلو اُس پار ہم بھی روشنی کے ساتھ چلتے ہیں

چلو اُس پار ہم بھی روشنی کے ساتھ چلتے ہیں
افق پر چاند تاروں کے حسیں جھرمٹ میں صدیوں تک
نقوشِ پائے پاکِ احمدِ مختار
ڈھونڈیں گے
شبِ معراج کے دامن سے جو اَنوار پھوٹے تھے
اُنھی انوار کو چشمِ تمنا میں عقیدت سے چھپا لیں گے

چلو اُس پار ہم بھی روشنی کے ساتھ چلتے ہیں
ہوائے گردِ پا کو اپنی آنکھوں سے لگا لیں گے
تلاشیں گے نقوشِ پاک کی مہکی ہوئی ٹھنڈک
کہیں سے ڈھونڈ لائیں گے
اُسی لمحے
اُسی ساعت
اُسی منظر کی رعنائی

چلو اُس پار ہم بھی روشنی کے ساتھ چلتے ہیں
خلاؤں میں وہ مکّے کے مسافر کی حسیں باتیں
سماعت میں ابھی تک گونجتی ہوں گی
خنک رس گھولتی ہوں گی
ادب سے سر جھکا کر
آسماں کی وسعتیں اب تک کھڑی ہوں گی

چلو اُس پار ہم بھی روشنی کے ساتھ چلتے ہیں
حروفِ نعتِ ختم المرسلیں کے سبز پیڑوں پر
اُگیں گی نور کی کلیاں
وہاں بھی یاد آئیں گی
مدینے کی حسیں گلیاں
کہ جو مصری کی ہیں ڈلیاں

چلو اُس پار ہم بھی روشنی کے ساتھ چلتے ہیں
گذرگاہِ محبت میں
کرم کے سائباں بھی تھے
درودوں کی خلا میں تتلیاں تھیں منتظر اُنؐ کی

ہوا کے ہاتھ میں پھولوں کے گجرے تھے پری پیکر
فضا میں فرشِ رہ تھے دیدہ و دل جگنوؤں کے بھی
افق کی جگمگاتی سی جبیں پر سبز کرنوں نے
شبِ معراج جو عظمت کے گل بوٹے بنائے تھے
وہ گل بوٹے خلاؤں میں ملیں گے آج بھی روشن
افق سے آپؐ کے قدموں کی رعنائی کی کرنیں توڑ لائیں گے

چلو اُس پار ہم بھی روشنی کے ساتھ چلتے ہیں
غلامی کی سند کے حاشیے پر
کلکِ مدحت یہ بھی لکھے گی
یہ شاعر والیٔ کون و مکاںؐ کا ہے
یہ منگتا ہے درِ سرکارؐ کی اُجلی ہواؤں کا
اِسے نقشِ کفِ پائے نبیؐ کی چاندنی دے دو
چلو اُس پار ہم بھی روشنی کے ساتھ چلتے ہیں

❁❁❁

تلاش

صبا پوچھتی پھر رہی تھی کسی سے
کہ کس گھر کے آنگن میں صبحِ بہاراں
کئی دن سے خیمے لگائے ہوئے ہے
کہ کس گھر کی اُجلی منڈیروں پہ خوشبو
چراغِ محبت جلائے ہوئے ہے
کہ کس گھر کے ہر طاق میں سبز موسم
نگینے ٹنا کے سجائے ہوئے ہے
کہ کس گھر کے اوپر کھلے آسماں میں
دھنک رنگ اپنے لٹائے ہوئے ہے
کہ کس گھر کے روشن دریچوں کے اندر
بہاروں کی ہر دلکشی پر فشاں ہے
کہ کس گھر کی دہلیز پر اشکِ پیہم
تمنا کی کلیاں بچھائے ہوئے ہیں
کہ کس گھر کے مہکے ہوئے روزنوں میں

ستاروں کے جھرمٹ اُترتے رہے ہیں
صبا ہر کسی سے یہی کہہ رہی تھی
کہ اُس گھر کے دیوار و دَر میں ازل سے
مدینے کی یادوں کے پیراہنوں میں
اُجالے اُفق کے سمٹتے رہے ہیں
کہ اُس گھر کے چھوٹے بڑوں کے لبوں پر
خنک پانیوں کے سمندر رَواں ہیں
کہ اُس گھر کے بچوں کے ہاتھوں پہ خوش بختیوں سے
ثنائے نبیؐ کی لکیریں بنائی گئی ہیں
کہ اُس گھر کی ساری کنیزوں کی پُر نور آنکھوں میں کب سے
عقیدت کے سرسبز لمحات اُترے ہوئے ہیں
کہ اُس گھر کی نیلی فضاؤں میں صلِّ علیٰ کے دیے جل رہے ہیں
کہ اُس گھر میں شہرِ پیمبرؐ کا دیوانہ شاعر
مدینے کی بستی بچھائے ہوئے ہے
جہاں گنبدِ سبز کا عکس ہر آئنے میں فروزاں ہوا ہے
وہ دیوانہ شاعر
جو زنجیر اپنے سرہانے کے نیچے سجاتا ہے ہر شب

قلم کو عقیدت کے پیراہنوں میں لپیٹے ہوئے ہے
ورق پر درِ مصطفیٰؐ کا وہ نقشہ بناتا رہا ہے
صبا پوچھتی پھر رہی تھی کسی سے
بتاؤ مجھے کون سی وہ گلی ہے
جہاں اُس کا گھر عشق کے سبز پانی میں ڈوبا ہوا ہے
کسی ایک بچے نے پوچھا صبا سے
تو کیوں پوچھتی ہے پتہ اُس کے گھر کا
کہ اُس کو تو افلاس و غربت ہی گھیرے ہوئے ہیں
وہ مجہول ناکارہ سا ایک شاعر
تجھے خاک دے گا؟
صبا نے کہا ہاں، بتاتی ہوں تجھ کو
ثنائے نبیؐ کے خزانوں کی کنجی
اُسے بھی عطا کی گئی ہے ازل سے
یہ کنجی ہمیشہ وہ رکھتا ہے گھر میں
وہ گھر دیکھ لینا
ابد تک نگاہوں کا مرکز بنے گا
بتاؤ مجھے کون سی وہ گلی ہے

جہاں اُس کا گھر عشق کے سبز پانی میں ڈوبا ہوا ہے
مَیں اُس گھر کی دہلیز کو چوم لوں گی
مَیں اُس گھر کی خاکِ غلامی سے اپنی چنریا بُنوں گی

❁❁❁

قاتلوں کا بھی روزِ حساب آئے گا

(عراق پر امریکی جارحیت کا دسواں دن)

یا نبیؐ!
آپؐ کی امتِ بے نوا
قتل گاہوں میں ہے
امتِ بے نوا کے جواں سال بیٹے
عروسِ شہادت کی بانہوں میں بانہیں دیئے
چل بسے ہیں
ہر طرف کربلا میں دھواں ہی دھواں ہے
غم کی تصویر ہے خوں نگلتی فضاؤں میں حیرت زدہ
شہرِ بغداد پر خون برسا بہت
نقش اس کے دھویں کے سمندر میں ہیں کھو گئے
پانیوں میں ہے بارود کی بو بسی
اس کے اونچے مناروں سے حرفِ اذاں آج بھی آسماں کی طرف
محوِ پرواز ہے
مچھلیاں سانس لیتی نہیں آج کل

چاند تارے زمیں پر اُترتے نہیں
قافلے روشنی کے گذرتے نہیں
جل چکیں خیمہ گاہیں
سر برہنہ ہوائیں سرِ کربلا وحشیوں کی شقاوت کا ماتم کریں
از افق تا افق سسکیاں، ہچکیاں
پھر طنابوں کے ہے ٹوٹنے کی صدا
آج نوحہ کناں
بجھ چکی ٹمٹاتی ہوئی روشنی
موت کا رقص جاری ہے چاروں طرف
سنگ و آہن کی بارش میں بھیگی ہوئی
امتِ بے نوا
گھپ اندھیروں میں ہے
ہو چکا حشر کا دن زمیں پر کبھی کا طلوع
یا نبیؐ!
ابرِ رحمت کا چھینٹا کوئی
بربریت کی اب انتہا ہو چکی ہے
لفظِ جمہوریت آمریت کے کالے کفن میں ہے لپٹا ہوا

زندہ رہنے کے حق کی بھی توثیق ہوتی نہیں
عدل کی رہگذر کب سے ویران ہے
ایک شمشان ہے
بچیاں سر برہنہ سرِ شب کھڑی ہیں
شب کی کالی بلاؤں کے چہرے ہیں خارش زدہ
اور درندوں کی ہیں ٹولیاں ہر طرف گھات میں
کالا قانون جنگل کا رائج ہوا ہے
باوجود اس کے یا مصطفیٰؐ، مجتبیٰؐ
امتِ بے نوا
اپنے ہاتھوں میں پرچم اٹھائے ہوئے
اپنے ماضی سے آنکھیں چرائے ہوئے
اپنے خوں کے چراغوں کے انوار میں
استقامت کی تاریخ کے سامنے
سر اٹھا کر کئی روز سے چل رہی ہے
عزمِ راسخ جبینوں پہ ہے ضوفشاں
حوصلے، ولولے ہمسفر اس کے ہیں
یا نبیؐ!

آپؐ کی امتِ بے نوا
ہے تذبذب کے عالم میں کب سے کھڑی
چشمِ حیرت میں گم
ابنِ قاسم کے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز کی منتظر
مجرموں کی طرح سر جھکائے ہوئے
آپؐ کے در پہ اپنے خدا سے زرِ عافیت مانگتی ہے
یا نبیؐ، یا نبیؐ، یا نبیؐ، یا نبیؐ
اس کے دامن میں صبر و رضا کے گلستاں کھلیں
اس کے ہاتھوں میں بھی دائمی امن کے سبز پرچم کھلیں
جبر کی رات اب زندہ درگور ہو
اپنی امت کو دیں عدل کی روشنی
امتِ بے نوا
آج تسخیرِ ارض و سما کا سبق پھر سے ازبر کرے
اور اسے یا نبیؐ
خوف کے دائروں سے رہائی ملے
صرف خوفِ خدا اس کی آنکھوں میں ہو
ظلم کے سامنے

ہاتھ پھیلیں نہ اس کے کبھی یا نبیؐ
سر اٹھا کر رہِ عشق میں آج بھی
قافلہ اس کا سوئے حرم چل پڑے
اس یقیں کا عَلَم
اس کے ہاتھوں میں ہو
پھر اسی گنبدِ ارض پر ایک دن
قاتلوں کا بھی یومِ حساب آئے گا

زائرِ خلدِ طیبہ سے

حضورِ حسن جب پہنچو
تو تصویرِ ادب بن کر
خمارِ عشق میں ڈوبے ہوئے اشکوں سے ہونٹوں پر
حروفِ التجا لکھنا
غلاموں کا سلامِ شوق کہنے سے ذرا پہلے
وضو کرنا پھر آنکھوں کے معطر سبز پانی سے
ادب سے سر جھکا کر
آپؐ کے دربارِ عالی میں
یہ کہنا، یارسول اللہ!
وہ شاعر، آپؐ کا شاعر
تصّور میں جو طیبہ کے گلی کوچوں میں رہتا ہے
سلامِ شوق کہتا تھا
یہ کہتا تھا کہ کہنا

یا محمد مصطفیٰؐ آقاؐ!
حصارِ خوف میں کب سے کھڑی ہے آپؐ کی
امت
اسے آقاؐ
ردائے عظمت و رفعت عطا کیجے
برہنہ سر پہ سایہ ابرِ رحمت کا مسلسل ہو
یہ کہنا، یارسول اللہ!
وہ شاعر، آپؐ کا شاعر
حوادث کی گرفتِ ناروا میں ہے
وہ ہر سازش پہ عفو و درگذر سے کام لیتا ہے
مسائل کی ہوائے بے اماں میں کس طرف جائے
وہ شاعر، آپؐ کا شاعر
مصائب میں سلگتا ہے
حضورؐ، اس پر کرم کیجے
وہ شاعر، آپؐ کا شاعر
سلامِ شوق کہتا تھا

قریۂ نسبتِ محمدیؐ

صبا سرگوشیاں کرتے ہوئے گذری ہے بستی سے
یہ کیسا منظرِ دلکش مری آنکھوں میں روشن ہے
کہیں پر پھول مہکے ہیں
کہ خوشبو چار جانب سے اُمڈتی ہے
کہیں پر چاند اُترتے ہیں
کہ ہر سو روشنی کی کرچیوں کا اک سمندر ہے
کہیں پر اشک سلگے ہیں
کہ ان میں اَن گنت عکسِ حسیں روشن ہیں صدیوں سے
کہیں پر لفظ سمٹے ہیں
لغت تفہیم کے آنگن میں اوراقِ منور پر معانی کی نئی کلیاں کھلاتی ہے
کہیں پر آئنے اشکوں کے پلکوں پر چمکتے ہیں
کہیں پر روشنی شبنم کے رخساروں پہ گرتی ہے
کہیں پر وجد میں آتی لہو کی سرخ بوندوں میں

پرندے سبز موسم کے نئے منظر سجاتے ہیں
کہیں پر آسمانوں کی دھنک گجرے بناتی ہے
کہیں پر حسنِ فطرت کی کشش زنجیر بنتی ہے تو پاؤں رکنے لگتے ہیں

صبا سرگوشیاں کرتے ہوئے گذری ہے بستی سے
یہ کیسا منظرِ دلکش مری آنکھوں میں رہتا ہے
کہیں اجلی سحر کے نام کی تختی ہے آویزاں
کہیں تہذیب کے آنچل میں کلیاں ہیں محبت کی
کہیں پر خوشبوئیں کرنوں کے جھرمٹ میں
نئے دن کے اجالوں کا سواگت کرنے آتی ہیں
ورق پر اپنے اشکوں سے کسی کا نام لکھتی ہیں
وہ تصویرِ ادب بننے کی حسرت دل میں رکھتی ہیں
کسی کے نقشِ پا کو ڈھونڈنے کی آرزو چشمِ تصور میں مچلتی ہے
کہیں رعنائیوں کے پیرہن پھولوں کو ملتے ہیں
جزیرے علم کے سوچوں کے امواجِ درخشاں سے، گلے مل کر،
غبارِ شب میں روشن ہیں
کہیں پر آبجو دونوں کناروں پر لیے گجرے کسی کی راہ تکتی ہے
کہیں بادِ خنک صحرائے دل میں جاگ اٹھتی ہے

صبا سرگوشیاں کرتے ہوئے گذری ہے بستی سے
یہ کیسا منظرِ دلکش مری آنکھوں میں اُترا ہے
کہیں ہونٹوں پہ حرفِ آرزو آنکھیں بچھاتا ہے
کہیں شاداب موسم رتجگے آغاز کرتے ہیں
کہیں پر بدلیاں سجدوں کی رم جھم کے علم تھامے نئے معبد بناتی ہیں
کہیں پر ساعتوں کے ہاتھ میں خوشبو کے پرچم ہیں

صبا سرگوشیاں کرتے ہوئے گذری ہے بستی سے
یہ کیسا منظرِ دلکش مری آنکھوں نے دیکھا ہے
کنیزیں منتظر رہتی ہیں اپنے گھر کی چوکھٹ پر
لیے پھولوں کا گلدستہ
کھڑا رہتا ہے ہر بچہ
دھنک کے رنگ لوحِ آرزو پر پھول رکھتے ہیں
در و دیوار بھی آنکھیں بچھاتے ہیں گذرگہ میں
فضا میں جگنوؤں کی ٹولیوں پر وجد طاری ہے
سحر ہر منتظر ساعت کی آنکھیں چوم لیتی ہے
گلی میں موسمِ گل کے بچھے جاتے ہیں پیراہن

صبا سرگوشیاں کرتے ہوئے گذرے تو یہ کہنا
تری آنکھوں میں لشکر حیرتوں کے ہیں تو سن رک کر
یہاں مینار مسجد کے اذانوں کی ردا اوڑھے، فلک کی سمت اٹھتے ہیں
یہاں ارض و سما کے مالک و مختار کے آگے
جبیں سجدوں میں اس کی بندگی کا نور چنتی ہے
اُسی کی ہیں ربوبیّت کے چرچے قریۂ جاں میں

صبا سرگوشیاں کرتے ہوئے گزرے تو یہ کہنا
یہاں سانسوں میں نعتِ مصطفٰے کے پھول کھلتے ہیں
یہاں ہر آنکھ میں ہے گنبدِ خضرا کی ہریالی
یہاں پر فاختائیں امن کے پیڑوں پر اُتری ہیں
یہاں جگنو سلامی کی فضا میں گشت کرتے ہیں
یہاں پر نیند سے بوجھل سمے کو باریابی کی اجازت ہی نہیں ملتی
یہاں دیوار و در صلِّ علیٰ کا ورد کرتے ہیں
درودوں کی دھنک ہر اک مکاں کو ڈھانپ لیتی ہے
چراغِ نسبتِ سرکارؐ، ہر گھر کے دریچوں میں بشارت دے رہے ہیں
صبحِ میلادِ پیمبرؐ کی

چراغِ مدحتِ سرکارؐ اس بستی میں جلتے ہیں
ہزاروں تتلیاں شاخِ قلم پر رقص کرتی ہیں

صبا آئے تو اس کو نرم لہجے میں یہ سمجھانا
ادب کی اوڑھنی سر پر لیے بستی سے گذرا کر
کہ اس بستی کے ہر آنگن کے پیڑوں پر ثنا کے پھول کھلتے ہیں
بدن کے زخم سلتے ہیں

صبا آئے تو اس کو نرم لہجے میں بتا دینا
''غلامانِ محمدؐ کا حصارِ آہنی ہے یہ
وطن کے واسطے جتنی بھی ممکن ہو دعا لکھنا''

❁❁❁

ہوا رو پڑی ہے

(۸ اکتوبر ۲۰۰۵ء کے قیامت خیز زلزلے کے حوالے سے ایک نعتیہ نظم)

نبی جیؐ!

کرم ہو،

کرم ہو نبی جیؐ

نشیمن بھی رزقِ زمیں بن گئے ہیں

بدن ڈھانپ رکھا ہے زخموں سے ہم نے

قلم آنسوؤں سے ہے لبریز آقاؐ

ہوائیں خراشوں کی لے کر چنریا

اِدھر آ رہی ہیں

اُدھر جا رہی ہیں

وہ بچوں کے ٹوٹے ہوئے سب کھلونے سنبھالے

ابھی کس سفر پر روانہ ہوئی ہیں

کسے ڈھونڈتی ہیں؟

وہ بچے تو مٹی کے نیچے ہوئے دفن زندہ

وہ مکتوب لکھ کر ہوا مانگتے ہیں
مگر ہم جواباً اُنھیں کیا لکھیں گے
کفن بھی تو اشکوں میں بھیگا ہوا ہے
اتر کر وہ ماؤں کی آغوش سے کس لحد کے اندھیروں میں سوئے ہوئے ہیں
کھلونے اٹھائے
ہوائیں انھیں ڈھونڈتی ہیں
مگر ہاتھ بچوں کے قبروں سے نکلیں گے کیسے؟

ہوا سوچتے سوچتے رو پڑی ہے
قلم نوحہ لکھتے ہوئے سسکیوں، ہچکیوں کے سمندر میں ڈوبا ہوا ہے
زمیں رو رہی ہے
کہ میں کیسی ماں ہوں
جو اپنے ہی بچوں کو کھانے لگی ہوں
حسیں وادیوں میں قیامت کے لمحے بھی خیمے لگائے ہوئے ہیں
نبی جیؐ!
کرم ہو
کرم ہو، نبی جیؐ
رکھیں اپنی اُمّت کے زخموں پہ مرہم

کنیزوں کے سر ہیں برہنہ نبی جیؐ،
کھلے آسماں کے تلے بے سہارا یہ کب سے کھڑی ہیں
مدینے سے بادِ صبا سر پہ خیمے کرم کے اٹھائے
ذرا جلد آئے
درِ پاک پر آج بھی یا محمدؐ!
کہانی وطن کی سناتے سناتے
ہوا رو پڑی ہے

ہمارا خوشنوا شاعر

(شاعر کا تخیل آرزوؤں کے چراغ جلاتا ہے)

ہمارا خوشنوا شاعر
ریاضؔ
افسردہ رہتا ہے
اذیّت کے در و دیوار ہیں چاروں طرف اُس کے
مدینے کی طرف نظریں لگی رہتی ہیں اُس کی بھی
درِ امید کھلتا دیکھتا ہے اپنی آنکھوں سے
یہ گھبرا کر، ..... ہمارا نام لیتا ہے
پریشاں ہو کے اِمشب بھی
ہمیں اُس نے پکارا ہے
ادب سے سر جھکا کر کہہ رہا تھا آج بھی ہم سے
مرے حالِ پریشاں پر
نبی جیؐ، چشمِ رحمت ہو
خدا کے واسطے میری مدد کو آیئے، آ قاؐ

ہمیں رودادِ غم اُس کی ہواؤں نے سنائی ہے
صبا پیغام لے کر آئی ہے دربار میں، اُس کا
کروڑوں جگنوؤں اور تتلیوں اور خوشبوؤں کے سبز ہونٹوں پر
ریاضؔ مضطرب کی نعت کے روشن دیے بھی ہیں
دھنک کے رنگ بھی اُس کی نواؤں کے پیامی ہیں
یہ ذاتی دکھ بھی دامانِ ثنا میں رکھتا رہتا ہے
ہمارا اُمتی ہے
حالِ دل کس کو سنائے گا
ہمارے نام ... اُس نے داستاں لکھی ہے اشکوں سے
چلو اُس کو مدینے کی فضاؤں میں بلاتے ہیں
اُسے حرفِ تسلی کی ضرورت ہے
اُسے حرفِ تسلی سے نوازیں گے
رکھیں گے اُس کے زخموں پر بھی مرہم لطف و راحت کا
دلاسہ اُس کو دیں گے ہم
کریں گے اُس کی دلجوئی
برہنہ سر پہ شفقت کی ردا دیں گے، محبت سے
(اسے بیتے ہوئے لمحاتِ غم سب یاد آتے ہیں

تو رنجیدہ سا ہو کر سوئے طیبہ دیکھ لیتا ہے)
ریاضؔ
افسردہ رہتا ہے
متاعِ عمر لوٹی جا رہی ہے آج بھی اُس کی
ریاضؔ بے نوا کو بے نوا رہنے نہیں دیں گے
بھرم اُس کا
خدا کے فضل سے رکھیں گے ہم قائم
چلو اُس کو مدینے میں بلاتے ہیں
(ہمارا آج ہی قاصد بلانے اُس کو جائے گا)
ریاضؔ بے نوا کے آنسوؤں کی لاج رکھیں گے
کرم کے سبز پھولوں سے بھریں گے جھولیاں اُس کی
ستارے آسماں کے اُس کے ہاتھوں پر سجا دیں گے
فضائے نعت میں گم صم کھڑا رہتا ہے پہروں تک
مضافاتِ مدینہ میں یہ اپنا گھر تلاشے گا
اُسے دیں گے مدینے میں بھی گھر اپنا
وہ جب جائے گا بچوں میں
اُسے رخصت مدینے سے کریں گے ہم محبت سے

نوازش کی گھٹائیں سبز اُس کے ساتھ بھیجیں گے
عطاؤں کے گھنے بادل بھی اُس کے ساتھ جائیں گے
کشادہ سا مکاں دیں گے
پسِ وہم و گماں دیں گے
کرم کی کہکشاں دیں گے
دعا کا آسماں دیں گے
ریاضؔ بے نوا کے ہم، قلم کو بھی زباں دیں گے
ہم اُس کے اہلِ خانہ کے سروں پر سائباں دیں گے
ریاضؔ خوش نوا کا قرض بھی سارا اُتاریں گے
مدثّر کو گھروندے ہم سرِ ساحل نئے دیں گے
ہمارا خوش نوا شاعر
کبھی ہو گا نہ افسردہ
کھِلے گی اُس کی شاخوں پر گلِ تازہ کی حیرانی
ہم اُس کی خوش نوائی کا بھرم رکھیں گے دنیا میں
خدا اُس کو حصارِ عافیت میں تا ابد رکھے

(شاعر ہمکلامی کے مرحلے سے گذرتا ہے)

ریاضؔ! افسردہ مت ہونا

ریاضؔ! افسردہ مت ہونا
ترے آنگن میں کرنوں کے سنہری پھول برسیں گے
ترے آنگن میں رنگیں تتلیوں کے قافلے خیمے لگائیں گے
ترے آنگن میں خوشبو نعت کی مشعل اٹھائے گی
ثنا کے سرخ پھولوں سے مشامِ جاں بھی مہکے گا
خدا تیرے قلم کو تا قیامت زندگی بخشے
حروفِ آرزو کو تازگی بخشے
نئے اسلوب کی کشتِ ثنا میں آبیاری ہو
بیاضِ نعت ہاتھوں میں لیے محشر میں تُو آئے

❁❁❁

آیا ہے بلاوا

(رمضان المبارک میں عمرے کے ویزے کی اطلاع پا کر)

انوارِ حضوری کا دیا من میں جلا ہے
آقاؐ نے طلب طیبہ میں دوبارہ کیا ہے

کیا اسمِ نبیؐ، بادِ خنک تُو نے لیا ہے
اک پھول سرِ شاخِ لبِ تشنہ کھلا ہے

ہاں، جس کی کلائی میں ہیں خوشبوؤں کے کنگن
وہ خلدِ مدینہ کی خنک آب و ہوا ہے

جاگی ہے مقدر کی دھنک میرے افق پر
خوابیدہ مرا بخت بھی بیدار ہوا ہے

مَیں کیوں نہ کروں رقص گلی کوچوں میں، لوگو!
رحمت کا دریچہ مرے آنگن میں کھُلا ہے

ہر لفظ کے سر پر بھی عمامہ ہے ادب کا
اسلوبِ ثنا آپؐ کے شاعر کا جدا ہے

آقا جیؐ کے شاعر ہو، نئی نعت سناؤ
کہتے ہوئے، طیبہ کی ہواؤں کو سنا ہے

سوچوں کی گرہ کھول کے رستے بھی دکھائے
وہ میرے پیمبرؐ کا خدا سب سے بڑا ہے

اُس شخص کو ہر وقت میں دیتا ہوں دعائیں
جو شخص مدینے میں مرے ساتھ کھڑا ہے

اب کے بھی، ریاضؔ، آپؐ ہی کشکول بھریں گے
سرکارؐ نے ہر بار غنی مجھ کو کیا ہے

مجھ کو عطا طلب سے زیادہ کیا گیا

کرم ہی کرم

رہوارِ شوق تُو مری انگلی کو تھام لے
ہر ہر قدم پہ چاند ستارے لٹاؤں گا
لب پر سجا کے شمعِ غلامی کی تابشیں
طیبہ میں رقص کرتے ہوئے مَیں بھی جاؤں گا

بختِ رسا کی، آج بلائیں میں کیوں نہ لوں
آنسو خوشی کے کیوں نہ بہاؤں قدم قدم
کیوں بانٹنے گلاب، نہ نکلے مرا سخن
مصباحِ عشق کیوں نہ جلاؤں قدم قدم

ہر موڑ پر کھڑے رہیں افکار کے ہجوم
ہر اشک میرا سروِ چراغاں بنا رہے
اس کیف میں رہیں مرے لمحاتِ زندگی
آقا حضورؐ، عمر بھر اک رتجگا رہے

خدمت شعار، ہمدم و مونس! ادب شناس
جو لفظ ان کے لب سے بھی نکلے وہی عتیق
سنگت ہے ان کی جیسے ہو خوشبو گلاب کی
میرے رفیق نام و نسب کے بھی ہیں رفیق

مہماں بنا ہوں سیدِ ساداتؐ کا مَیں آج
اوجِ فلک پہ میرا ستارا چمک اٹھا
پلکوں پہ انبساط کے روشن ہوئے دیے
پیمانہ چشمِ تر کا ادب سے چھلک اٹھا

اتنا کریں گے مجھ پہ کرم شاہِ انس و جاں
سوچا ہی تھا کبھی یہ نہ مَیں نے خیال میں
وہ اس قدر کریں گے عطاؤں کی بارشیں
کلیاں کھلیں گی سبز حروفِ جمال میں

خالی کہاں رہیں مری جھولی کی وسعتیں،
دامانِ آرزو میں ستارے ملے بہت
مجھ کو غنی کیا مرے آقاؐ نے آج بھی
شاخِ ثنا پہ پھول ادب کے کھلے بہت

شفقت کا تاج سر پہ سجانے کے بعد، سن!
ہر زخم میرا سلکِ دعا سے سیا گیا
مَیں جانتا ہوں، یہ مری اوقات تو نہیں
مجھ کو عطا طلب سے زیادہ کیا گیا

دہلیزِ مصطفیٰؐ پہ کھڑے ہو، زہے نصیب
یہ شہرِ دلنواز ہی ہے شہرِ انتخاب
اس شہرِ بے مثال کے صدقے میں آج بھی
محرومیوں کی راکھ سے ابھرے ہیں آفتاب

اب اس سے بڑھ کے اور پذیرائی کیا ملے
لوح و قلم کو نیک دعائیں کریں تلاش
مجھ سے گناہ گار کو شہرِ حضورؐ میں
عفو و کرم کی کالی گھٹائیں کریں تلاش

بارِ دگر، کرم ہی کرم مجھ پہ ہے ہُوا
مجھ کو درِ حضورؐ سے ارض و سما ملے
دیوارِ جاں پہ چاند ستارے رقم کروں
کلکِ رضا ملے، مجھے کلکِ رضا ملے

میرے نبیؐ نے مجھ کو دلاسہ دیا بہت
ڈھارس مری بندھائی رسولِ کریمؐ نے
خوش بختیوں کا مجھ کو ہوا پیرہن عطا
قسمت بدل دی میری خدائے رحیم نے

مجھ کو بلا کے حرفِ تسلی دیا گیا
میری صدائے کرب ہی خاکِ شفا ہوئی
دلجوئی کے گلاب ہزاروں مجھے ملے
آقاؐ کے در سے چادرِ رحمت عطا ہوئی

ہر وقت سامنے رہیں روضے کی جالیاں
ہر وقت میرے لب پہ درود و سلام ہو
اب عمر بھر نقوشِ کفِ پا کروں تلاش
اب عمر بھر یہیں مرے آقاؐ، قیام ہو

میرے خدا یہ فاصلے سمٹیں قدم قدم
یہ کیف حاضری کا رہے ہر گھڑی نصیب
دوری کے اس عذاب سے مجھ کو ملے نجات
ہر وقت میں رہوں درِ سرکارؐ کے قریب

چراغ لے کے مؤدب کھڑی رہی خوشبو

خدا کا شکر ہے اب کے برس بھی ہونٹوں پر
ثنا کے پھول درود و سلام پڑھتے رہے
بصد خلوص، دھنک، روشنی، ہوا، شبنم
درِ حضورؐ پہ میرا کلام پڑھتے رہے

میں اضطراب کے موسم میں مطمئن ہی رہا
سکونِ قلب کی دولت حضورؐ نے دی ہے
ریاض، بختِ رسا کی بلائیں لو شب بھر
ریاض، آلِ پیمبرؐ کی نوکری کی ہے

خدا کا فضل مرے حال میں رہا شامل
تمام میرے مسائل کا حل نکل آیا
فسردہ جب بھی ہوا شاخِ آرزو پہ گلاب
نبیؐ کی چشمِ محبت نے حوصلہ بخشا

میں اپنے اشک فصیلِ دعا پہ رکھتا رہا
دیے جلانے کا منصب رہا مجھے حاصل
ثنائے مرسلِ آخرؐ کے رتجگوں میں ریاضؔ
مرے سفینے کے ہمراہ ہے چلا ساحل

چراغ لے کے مؤدب کھڑی رہی خوشبو
تمام شعر ثناؤں کے حافظے میں رہے
لغت کے لفظ ادب سے ورق ورق پہ ریاضؔ
جوارِ لوح و قلم میں، مراقبے میں رہے

سرکارؐ

سرکارؐ، میں آنسو ہوں، سرِ شام جلا ہوں
سرکارؐ شبِ جبر کے صحرا میں پڑا ہوں

سرکارؐ میں محتاج مسلسل ہوں کرم کا
سرکارؐ حوادث کی چٹانوں میں گھرا ہوں

سرکارؐ، اندھیرا ہی اندھیرا ہے گلی میں
سرکارؐ، ابھی دھوپ کے جنگل میں کھڑا ہوں

سرکارؐ، مدّثر بھی پریشان ہے کب سے
سرکارؐ، غم و یاس کی تصویر بنا ہوں

سرکارؐ مرے صبر کا پیمان نہ چھلکے
سرکارؐ، میں محرومی کی مٹی سے اَٹا ہوں

سرکارؐ، یہ شب اشک بہانے میں ہے گذری
سرکارؐ، درِ خوف پہ میں جلتا رہا ہوں

سرکارؐ، مرا رزق کشادہ ہو زمیں پر
سرکارؐ، میں خود اپنے ہی ملبے پہ گرا ہوں

سرکارؐ، مری تشنہ لبی کا بھی مداوا
سرکارؐ کٹوروں میں پڑا سوکھ گیا ہوں

سرکارؐ میں کعبے کو دل و جاں میں بسا کر
سرکارؐ مدینے کی طرف چلنے لگا ہوں

سرکارؐ، تلافی ہو مرے گذرے دنوں کی
سرکارؐ، جلے عہد کی بے چین صدا ہوں

سرکارؐ، ہو لمحاتِ منور کی بشارت
سرکارؐ، میں تنہائی میں جل جل کے بجھا ہوں

سرکارؐ، ہوں احوال بیاں کرنے سے قاصر
سرکارؐ، کئی دن سے میں مرجھایا ہوا ہوں

سرکارؐ، مرے حق میں دعاؤں کی ہو بارش
سرکارؐ، ابھی اور عطاؤں کی ہو بارش

فریاد

(بحضور سرورِ کونین ؐ)

حضورؐ، اُمّتِ عاصی کا حال کیا لکھوّں
غبارِ راہ میں سمٹے ہوئے ہیں ماہ و نجوم
شبیہِ عظمتِ رفتہ ہے گھپ اندھیروں میں
چھلک پڑے ہیں قلم سے بھی آنسوؤں کے ہجوم

حضورؐ، اُمّتِ عاصی کا حال کیا لکھوّں
ردائے خوف میں لپٹا ہوا ہے عصرِ جدید
ہوائے مرگ سے شاہوں نے دوستی کر لی
سنائے کون شبِ غم میں روشنی کی نوید

حضورؐ، اُمّتِ عاصی کا حال کیا لکھوّں
تمام فصل مہاجن کے پاس گروی ہے
ہمارا ذوقِ تجارت کہیں نہیں رکتا
متاعِ عشق بھی نیلام گھر میں رکھی ہے

حضورؐ، اُمّتِ عاصی کا حال کیا لکھوّں
اک اضطرابِ مسلسل ہے فاختاؤں میں
فضا میں سبز پرندے نظر نہیں آتے
حضورؐ، آپؐ کی اُمّت ہے کربلاؤں میں

حضورؐ، اُمّتِ عاصی کا حال کیا لکھوّں
حضورؐ، اس کا مقدّر اُجالیے آکر
غبارِ جرمِ ضعیفی میں گم ہے صدیوں سے
خدا کے واسطے اِس کو نکالیے آکر

بال و پر سب ہمارے مدینے میں ہیں

سرمدی ساعتوں کے سفینے میں ہیں
چاند تاروں کے روشن خزینے میں ہیں

ہم ولادت کے نوری مہینے میں ہیں
حرفِ مدحت کے دلکش دفینے میں ہیں

شہرِ دل کے سلیقے، قرینے میں ہیں
ہم دھڑکتے ہوئے ایک سینے میں ہیں

خوشبوؤں کے مہکتے پسینے میں ہیں
رحمتوں کے چمکتے نگینے میں ہیں

شہرِ اقبال یا شہرِ لاہور ہو
بال و پر سب ہمارے مدینے میں ہیں

آرزوئے مدینہ کیا کر

آرزوئے مدینہ کیا کر، تیری بگڑی ہوئی خود بنے گی
کہکشاں آسماں سے اتر کر، تیرے گھر میں چراغاں کرے گی

آرزوئے مدینہ کیا کر، تیرے دامن میں کلیاں کھلیں گی
خوشبوئیں ہمسفر ہوں گی تیری، تتلیاں راستے میں ملیں گی

آرزوئے مدینہ کیا کر، قریۂ جاں میں ہو گا اجالا
گفتگو بادِ طیبہ سے ہو گی، رحمتوں کی عطا ہو گی مالا

آرزوئے مدینہ کیا کر، مہرباں ہو گا پیرِ فلک بھی
مطمئن ہوں گی گھر میں کنیزیں، اور مشعل دعا کی جلے گی

آرزوئے مدینہ کیا کر، پھر دھنک ہر افق پر کھلے گی
چاندنی پر بچھائے گی اپنے، روشنی ہر قدم پر ملے گی

آرزوئے مدینہ کیا کر، تجھ کو آغوش میں لے گی رحمت
ہر طرف ہو گی، خود دیکھ لینا، وسعتِ دامنِ شہرِ نکہت

آرزوئے مدینہ کیا کر، ہوں گی رخصت غموں کی گھٹائیں
تیرے آنگن کی ویرانیوں میں، پر سمیٹیں گی دکھ کی ہوائیں

❁❁❁

غازی علم الدین شہید ثانی سے التماس

عظمت کی شاہراہ نے چومے ترے قدم
حُبِّ نبیؐ نے تیرے لہو میں کیا قیام
جنت میں جس گھڑی کھلے تیرے بدن کا پھول
عامرؔ، مرے حضورؐ سے کہنا مرا سلام

❁❁❁

سرکارؐ کرم فرمائیں گے

ہم لوگ مدینے جائیں گے
دامانِ طلب بھر لائیں گے
سرکارؐ کرم فرماتے ہیں
سرکارؐ کرم فرمائیں گے

آقا جیؐ اُدھر بلوائیں گے
مہمان ہمیں ٹھہرائیں گے
سرکارؐ کرم فرماتے ہیں
سرکارؐ کرم فرمائیں گے

خوشبو کی طرح لہرائیں گے
ہم دل کی مرادیں پائیں گے
سرکارؐ کرم فرماتے ہیں
سرکارؐ کرم فرمائیں گے

دلجوئی کی خاطر آئیں گے
ہم جب بھی کبھی گھبرائیں گے
سرکارؐ کرم فرماتے ہیں
سرکارؐ کرم فرمائیں گے

لمحاتِ حضوری پائیں گے
ہم قدموں میں گر جائیں گے
سرکارؐ کرم فرماتے ہیں
سرکارؐ کرم فرمائیں گے

❁❁❁

سانحہ نشتر پارک

یومِ نبیؐ کی اور یہ توہین، الاماں!
عشاقِ مصطفیٰؐ کے لہو سے زمیں ہے تر
کس کس نے گھر میں آگ لگائی ہے دیکھنا
کاٹے ہیں فاختاؤں کے کس کس نے بال و پر

اب روشنی سفر پہ مقرر نہیں رہی
راہِ عمل ہماری منوّر نہیں رہی
توہینِ مصطفیٰؐ کا ہو غیروں سے کیا گلہ
اُمّت کو خود بھی شرمِ پیمبرؐ نہیں رہی

میلاد پر قیامتِ صغریٰ بپا ہوئی
آقاؐ، ہجوم قافلوں کے آس پاس ہیں
لوحِ وفا پہ خون شہیدوں کا ہے رقم
آقاؐ، غلام آپؐ کے بے حد اُداس ہیں

نعرہ بلند کرتے رہیں گے حضورؐ کا
تم لاکھ کربلائیں سجاؤ قدم قدم
تم لاکھ سازشوں کے بُنو جال، رات دن
تم لاکھ روزِ حشر اٹھاؤ قدم قدم

ادراک ہم زمینی حقائق کا بھی کریں
کتنے ہی راجپال ہماری صفوں میں ہیں
کفار و مشرکین نے کھینچے تھے جو کبھی
دشمن مرے نبیؐ کے اُنھی دائروں میں ہیں

❁❁❁

اجازت یا رسول اللہ، اجازت یا رسول اللہ

مدینے کی خنک آب و ہوا میں سانس لینے کی
سلامی آپؐ کے در پر ادب سے آج دینے کی
اجازت یا رسول اللہ، اجازت یا رسول اللہ

چمن زارِ مدینہ کی مہکتی سی ہواؤں میں
درودِ پاک پڑھنے کی مواجھے کی فضاؤں میں
اجازت یا رسول اللہ، اجازت یا رسول اللہ

اشارا حاضری کا اس برس کوئی نہیں پایا
کوئی قاصد مدینے سے مرے گھر میں نہیں آیا
اجازت یا رسول اللہ، اجازت یا رسول اللہ

مَیں شہرِ ہجر کی بے نور گلیوں میں تڑپتا ہوں
مَیں تشنہ لب ہوں زم زم کے لیے آقاؐ ترستا ہوں
اجازت یا رسول اللہ، اجازت یا رسول اللہ

صبا آتی نہیں لوح و قلم کے شامیانوں میں
حروفِ نَو نہیں اترے ادب کے آستانوں میں
اجازت یا رسول اللہ، اجازت یا رسول اللہ

نبی جیؐ، رقص کرتے آؤں گا شہرِ محبت میں
چھپا لیں گے نبی جیؐ آپؐ مجھ کو ابرِ رحمت میں
اجازت یا رسول اللہ، اجازت یا رسول اللہ

امت حصارِ غم میں کھڑی ہے مدد مدد

محرومیوں کی راکھ میں لپٹی ہے زندگی
جھوٹی اَنا کی مقتلِ شب ہے سجی ہوئی
آنسو گلی گلی میں فروزاں ہیں، یارسولؐ
سر پیٹتی ہے بند دریچوں سے روشنی

منزل کی سمت جاتی کوئی رہگذر نہیں
عرصہ شبِ سیاہ کا کچھ مختصر نہیں
گردابِ شہ میں لاکھ ہے فتنوں کی پرورش
کشتی کے ناخداؤں کو لیکن خبر نہیں

کب شہرِ اضطراب سے اہلِ ہوس گئے
بادل لہو کے لوح و قلم پر برس گئے
آقاؐ ہوا کو کس نے مقفّل کیا ہے آج
پانی کی بوند بوند کو دریا ترس گئے

جذبوں پہ آج اوس پڑی ہے مدد مدد
محشر کی ایک ایک گھڑی ہے مدد مدد
پرسانِ حال کوئی بھی آقاؐ نہیں رہا
اُمّت حصارِ غم میں کھڑی ہے مدد مدد

خیمے غبار و گردِ شبِ ابتلا میں ہیں
پیر و جواں تمام گرفتِ قضا میں ہیں
چاروں طرف ہیں لشکری خنجر لیے ہوئے
آقا حضورؐ، آج بھی ہم کربلا میں ہیں

❁❁❁

گذر رہی ہے مدینے کے لالہ زاروں میں

چمن چمن میں اترتی ہوئی بہاروں میں
افق افق پہ بکھرتے ہوئے ستاروں میں
قدم قدم گھنے اشجارِ سایہ داروں میں
دھنک، چراغ، شفق، روشنی کے دھاروں میں
نقوشِ پائے محمدؐ کے ماہ پاروں میں
مرے حضورؐ کی رحمت کی آبشاروں میں
شعورِ نعتِ پیمبرؐ کے شاہکاروں میں
ثنائے مرسلِ آخرؐ کے تاجداروں میں
حدیثِ عشق پیمبرؐ کے استعاروں میں
چراغ بانٹتے خوشبو کے ریگ زاروں میں
دعائے سیدِ عالمؐ کے سبزہ زاروں میں
سفر نصیب محبت کی رہگذاروں میں
چہار سمت بچھے سبز مرغزاروں میں
کرم کے، عافیت کے اَن گنت حصاروں میں
ہوا کے دوش پہ اڑتے ہوئے سواروں میں

بساطِ امن میں لپٹے ہوئے اشاروں میں
فراق و ہجرِ پیمبرؐ کے دلنگاروں میں
نبیؐ کی اُمّتِ عاصی کے غمگساروں میں
متاعِ حُبِّ محمدؐ کے پاسداروں میں
فراتِ عشق کے تشنہ دہاں کناروں میں
ادب سے وجد میں آتے ہوئے شراروں میں
دلِ گداز میں بہتی سی جوئباروں میں
درِ نبیؐ پہ کھڑے کب سے اشکباروں میں
ہزار منحرف چہروں میں، شرمساروں میں
حضورِ حسن جھکے سر، گناہ گاروں میں
عظیم مسجدِ نبویؐ کے شب گذاروں میں
درود پڑھتے ہوئے سرمدی چناروں میں
کبھی کبھار سہی، بے خودی کے غاروں میں
غلام زادے بھی شامل ہیں خاکساروں میں
حضورؐ، آپؐ کے نسلاً وفا شعاروں میں

خدا کا شکر ہے عمر رواں ہماری بھی
گذر رہی ہے مدینے کے لالہ زاروں میں

تاج وتختِ انبیاء ہے آپؐ کا شہرِ کرم

دل نشین و دلکشا ہے آپؐ کا شہرِ کرم
دلنواز و دلربا ہے آپؐ کا شہرِ کرم

عکس سب ڈوبے ہوئے ہیں آپؐ کے انوار میں
آئنہ در آئنہ ہے آپؐ کا شہرِ کرم

سوچتا ہوں مَیں مدینے کی کھجوریں دیکھ کر
میٹھی میٹھی سی فضا ہے آپؐ کا شہرِ کرم

عدل کے روشن چراغوں سے اٹھا اس کا خمیر
خاکِ نوری سے بنا ہے آپؐ کا شہرِ کرم

کربلائے عَصر ہو یا طائفِ عہدِ جدید
یا نبیؐ، فضلِ خدا ہے آپؐ کا شہرِ کرم

آپؐ کی تخلیق، تخلیقِ دو عالم کا جواز
مرکزِ ارض و سما ہے آپؐ کا شہرِ کرم

شہرِ مکہ آپؐ کا، شہرِ مدینہ آپؐ کا
میرے مولا کی رضا ہے آپؐ کا شہرِ کرم

ہر کسی کی آبرو، اسمِ گرامی آپؐ کا
ہر کسی کا منتہا ہے آپؐ کا شہرِ کرم

منزلِ خورشید ہے دہلیز، آقاؐ، آپؐ کی
حسرتِ کلکِ ثنا ہے آپؐ کا شہرِ کرم

قریۂ فقر و غنا ہر آپؐ سے منسوب ہے
خطۂ صدق و صفا ہے آپؐ کا شہرِ کرم

یاسیت نے گھیر رکھا ہے مجھے، میرے رسولؐ
بے نواؤں کی نوا ہے آپؐ کا شہرِ کرم

آپؐ کے شہرِ خنک کے لوگ ہیں روشن ضمیر
کاملاً نور و ضیا ہے آپؐ کا شہرِ کرم

سایۂ ابرِ کرم ہے آپؐ کا نقشِ قدم
سارے عالم کی عبا ہے آپؐ کا شہرِ کرم

اِس کے صدقے میں دعاؤں کو پذیرائی ملی
خود بھی اک حرفِ دعا ہے آپؐ کا شہرِ کرم

آپؐ کے شہرِ ادب کی شام ہے کتنی حسیں
خوبرو ہے، خوشنما ہے، آپؐ کا شہرِ کرم

جادۂ صبر و رضا پر یامحمد مصطفیٰؐ
حوصلہ ہی حوصلہ ہے آپؐ کا شہرِ کرم

اجنبیت کا کہاں احساس ہوتا ہے یہاں
دل کی دنیا میں بسا ہے آپؐ کا شہرِ کرم

ہر لغت کی آبرو ہے آپؐ کا ذکرِ جمیل
ہر ورق کا حاشیہ ہے آپؐ کا شہرِ کرم

ہر بلندی آپؐ کی چوکھٹ پہ ہوتی ہے نثار
ارتقا کا ارتقا ہے آپؐ کا شہرِ کرم

آپؐ کے شہرِ خنک کا تذکرہ میں کیا کروں
قَصرِ مدحت کی بِنا ہے آپؐ کا شہرِ کرم

کتنی صدیاں منتظر تھیں آپؐ کے میلاد کی
سجدہ گاہِ اولیاء ہے آپؐ کا شہرِ کرم

اس کے ہر ذرّے کے سر پر ہے پر و بالِ ہما
تاج و تختِ انبیاء ہے آپؐ کا شہرِ کرم

مل رہا ہے ہر تمدّن کو مدینے سے فروغ
روز و شب کا ضابطہ ہے آپؐ کا شہرِ کرم

مَیں جوارِ گنبدِ خضرا میں گھر ڈھونڈوں، حضورؐ
قلبِ حیراں کی صدا ہے آپؐ کا شہرِ کرم

سارے عالم کا بھرم رکھا ہوا ہے آج بھی
آخری بندِ قبا ہے آپؐ کا شہرِ کرم

ہر اجالے کی ہیں پیشانی پہ طیبہ کے نقوش
روشنی کی ابتداء ہے آپؐ کا شہرِ کرم

عمر بھر زندہ مسائل کی سلگتی کوکھ میں
حوصلہ دیتا رہا ہے آپؐ کا شہرِ کرم

آپؐ کے شہرِ ادب کی دے گا کیا کوئی مثال
جھومتی کالی گھٹا ہے آپؐ کا شہرِ کرم

ان فضاؤں میں ازل سے فضلِ ربی ہے شریک
بخششوں کی انتہا ہے آپؐ کا شہرِ کرم

بام و در شہرِ خنک کے مجھ سے کرتے ہیں کلام
لمحہ لمحہ دلربا ہے آپؐ کا شہرِ کرم

علم و حکمت، دانش و برہان اس کے ہمسفر
ہر برائی سے بچا ہے آپؐ کا شہرِ کرم

آج بھی محفوظ ہیں انساں کے بنیادی حقوق
معتبر جس کی ادا ہے آپؐ کا شہرِ کرم

ہو مرا ادنیٰ غلاموں کے غلاموں میں شمار
میرے سینے سے لگا ہے آپؐ کا شہرِ کرم

نَسْلِ آدم اس جزیرے سے چنے آ کر گلاب
خطۂ شرم و حیا ہے آپؐ کا شہرِ کرم

سیّدی یامرشدی میری طرف دستِ عطا
سر تا پا جود و سخا ہے آپؐ کا شہرِ کرم

مَیں برہنہ سر نہیں بے آب موسم میں، حضورؐ
میرے سر کی بھی ردا ہے آپؐ کا شہرِ کرم

ننھے مُنّے کھیلتے بچوں کا وہ پاسِ ادب
کس سلیقے سے سجا ہے آپؐ کا شہرِ کرم

ہم غریبوں کے لیے جائے اماں در آپؐ کا
مفلسوں کا آسرا ہے آپؐ کا شہرِ کرم

اس کی توصیف و ثنا ممکن نہیں مجھ سے، حضورؐ
انتخابِ کبریا ہے آپؐ کا شہرِ کرم

نَسْلِ آدم موجِ طوفاں سے ڈرے گی کس لیے
کشتیوں کا ناخدا ہے آپؐ کا شہرِ کرم

آپؐ کی رحمت کا دروازہ کھلا ہے یا نبیؐ
راستوں کا راستہ ہے آپؐ کا شہرِ کرم

ارضِ پاکستاں میں اتریں آفتابوں کے ہجوم
نور و نکہت سے بنا ہے آپؐ کا شہرِ کرم

در گذر کرنے کی عادت مجھ کو بھی کیجے عطا
عفو و رحمت کی ہوا ہے آپؐ کا شہرِ کرم

آگ برساتے ہوئے سورج تلے، آقا حضورؐ
ایک نخلستاں اُگا ہے آپؐ کا شہرِ کرم

ہر قدم پر عافیت کے پھول کھلتے ہیں جہاں
وہ کرم کا سلسلہ ہے آپؐ کا شہرِ کرم

جس وسیلے کی ہمیں تلقین کرتا ہے خدا
وہ مقامِ التجا ہے آپؐ کا شہرِ کرم

امن کا باڑا جہاں تقسیم ہوتا ہے، حضورؐ
وہ محبت کی جگہ ہے آپؐ کا شہرِ کرم

یہ ازل سے منتظر تھا آپؐ کے چومے قدم
رتجگوں کا رتجگا ہے آپؐ کا شہرِ کرم

خالق و مخلوق کا تقسیم کرتا ہے شعور
ایک سیدھا راستہ ہے آپؐ کا شہرِ کرم

منفرد ہے اس کی ہر شامِ ثناء صبحِ ادب
سارے شہروں سے جدا ہے آپؐ کا شہرِ کرم

رزق ملتا ہے پھلوں کا شہرِ طیبہ میں، حضورؐ
سائبانِ ہر گدا ہے آپؐ کا شہرِ کرم

مفلسی میری بدل جائے امیری میں، حضورؐ
معجزہ ہے، معجزہ ہے آپؐ کا شہرِ کرم

مکتبِ عشقِ نبیؐ میں کفر ہے ہر انحراف
تا ابد روشن دیا ہے آپؐ کا شہرِ کرم

کیا مری اوقات لیکن اے مرے اچھے رسولؐ!
کس محبت سے ملا ہے آپؐ کا شہرِ کرم

مجھ سے خوشبو نے کہا ہے رقص فرماتے ہوئے
باغِ جنت میں کِھلا ہے آپؐ کا شہرِ کرم

آج یہ مجھ پر مواجھے کی فضاؤں میں کھُلا
مہرباں مجھ پر ہوا ہے آپؐ کا شہرِ کرم

ہر مصلّے پر مرے سجدوں کے ہیں لاکھوں نشاں
آبِ کوثر میں دُھلا ہے آپؐ کا شہرِ کرم

جس عقیدت سے قلمبند اشک ہوتے ہیں مرے
اُس عقیدت کا صلہ ہے آپؐ کا شہرِ کرم

میرا دامانِ طلب خالی کبھی رہتا نہیں
مخزنِ لطف و عطا ہے آپؐ کا شہرِ کرم

میری آنکھیں گنبدِ خضرا کا کرتی ہیں طواف
میری آنکھوں میں سجا ہے آپؐ کا شہرِ کرم

میری دلجوئی کرے شہرِ محبت کی ہوا
یا نبیؐ، دل کا بڑا ہے آپؐ کا شہرِ کرم

ہر طرف امن و اماں کی فاختاؤں کا نصاب
ردِ شر، ردِ بلا ہے آپؐ کا شہرِ کرم

ہر طرف ایثار و قربانی کے تابندہ نقوش
ہر قدم چرخِ وفا ہے آپؐ کا شہرِ کرم

ہر طرف خوشبو کے پرچم، ہر طرف بادِ خنک
جانِ گل، جانِ صبا ہے آپؐ کا شہرِ کرم

مَیں ریاضؔ بے نوا جاؤں کہاں در چھوڑ کر
جب مقدّر سے ملا ہے آپؐ کا شہرِ کرم

نیا نعتیہ گیت

قدمینِ مبارک میں جگہ دیجئے مجھ کو
قسمت کا سکندر بھی کبھی کیجئے مجھ کو

احوالِ پریشاں کی مدینے میں خبر ہو
ہاتھوں میں درودوں کا، سلاموں کا ثمر ہو
طیبہ کی ہواؤں کی ردا دیجئے مجھ کو

قدمینِ مبارک میں جگہ دیجئے مجھ کو
قسمت کا سکندر بھی کبھی کیجئے مجھ کو

مجرم ہوں، نبی جیؐ، مَیں کٹہرے میں کھڑا ہوں
میں روزِ ازل سے درِ اقدس پہ پڑا ہوں
جھولی مری بھر بھر کے غنی کیجئے مجھ کو

قدمینِ مبارک میں جگہ دیجئے مجھ کو
قسمت کا سکندر بھی کبھی کیجئے مجھ کو

کرتے ہیں چراغاں مرے بچّے بھی نبی جیؐ
کچھ کہتی ہے اِن بچوں کی آنکھوں کی نمی بھی
دامانِ کرم میں بھی چھپا لیجئے مجھ کو

قدمینِ مبارک میں جگہ دیجئے مجھ کو
قسمت کا سکندر بھی کبھی کیجئے مجھ کو

خوشبو مرے آنگن میں نئے پیڑ لگائے
اِن پیڑوں کا ہر پتہ بھی میلاد منائے
گھر جشنِ ولادت میں عطا کیجئے مجھ کو

قدمینِ مبارک میں جگہ دیجئے مجھ کو
قسمت کا سکندر بھی کبھی کیجئے مجھ کو

لایا ہوں میں اشکوں کے گہر اپنے قلم کے
کشکولِ دعا میں گریں سکّے بھی کرم کے
دھوون سرِ دربارِ حرم دیجئے مجھ کو

قدمینِ مبارک میں جگہ دیجئے مجھ کو
قسمت کا سکندر بھی کبھی کیجئے مجھ کو

مَیں نقشِ کفِ پا کا تمنائی ہوں، آقاؐ
مَیں آپؐ کا شیدائی ہوں، شیدائی ہوں آقاؐ
دامن ہے تہی، آقاؐ، دعا دیجئے مجھ کو

قدمینِ مبارک میں جگہ دیجئے مجھ کو
قسمت کا سکندر بھی کبھی کیجئے مجھ کو

دریاؤں میں، آقا جیؐ، روانی نہیں باقی
آنکھوں میں سلگتا ہوا پانی نہیں باقی
ہر لمحہ برستی سی گھٹا دیجئے مجھ کو

قدمینِ مبارک میں جگہ دیجئے مجھ کو
قسمت کا سکندر بھی کبھی کیجئے مجھ کو

یارسول اللہ، کرم

یا نبی جیؐ آپؐ کی
ہر طرف ہے روشنی
سامنے ہے آج بھی
آپؐ کی دلکش گلی
آپؐ انوارِ حرم
یارسول اللہؐ کرم
یاحبیب اللہؐ کرم

تابِ گویائی نہیں
مَیں کہاں، میری جبیں
رونقِ عرشِ بریں
زینتِ فرشِ زمیں
آپؐ کے نقشِ قدم
یارسول اللہؐ کرم
یاحبیب اللہؐ کرم

لب پہ ہو صلِّ علیٰ
چشمِ تر لکھے ثنا
جھوم کے اٹھے گھٹا
رقص میں آئے صبا
آپؐ ہیں میرِ اممؐ
یارسول اللہؐ کرم
یاحبیب اللہؐ کرم

آپؐ ہیں محبوبِ رب
آپؐ ہیں اُمّی لقب
آپؐ ہیں اعلیٰ نسب
آپؐ ہیں ماہِ عرب
آپؐ کے لوح و قلم
یارسول اللہؐ کرم
یاحبیب اللہؐ کرم

آپؐ انوارِ مبیں
ثروتِ اہلِ یقیں
آپؐ ختم المرسلیں
اور شفیع المذنبیں
سر پہ ہے شامِ الم
یارسول اللہؐ، کرم
یاحبیب اللہؐ کرم

روز مر مر کر جئیں
روز جی جی کر مریں
آندھیاں غم کی چلیں
کس سے حالِ دل کہیں
مضطرب ہیں آج ہم
یارسول اللہؐ کرم
یاحبیب اللہؐ کرم

نعتیہ ماہیے

سرکار بلائیں گے
طیبہ کے گلستاں میں
ہم لوگ بھی جائیں گے

ہم جان لٹائیں گے
طیبہ کی ہواؤں کو
سینے سے لگائیں گے

دامن کو بچھائیں گے
آقاؐ جی کی چوکھٹ پر
یہ نعت سنائیں گے

اک دیپ جلائیں گے
اس نام کی خوشبو کو
ہر دل میں بسائیں گے

گھر بار سجائیں گے
اک روز مدینے کے
سلطان بھی آئیں گے

دیوانہ بھی آ جائے
اے کاش مدینے سے
پیغام صبا لائے

قسمت کو جگائیں گے
رخصت کی گھڑی آئے
سرکارؐ بھی آئیں گے

دامن ہے تہی اپنا
توصیف و ثنا اُنؐ کی
سرمایہ یہی اپنا

یاد آپؐ جو آتے ہیں
شب پلکوں کے آنگن میں
ہم دیپ جلاتے ہیں

محشر کی گھڑی آئی
اس دھوپ سے کیا ڈرنا
رحمت کی گھٹا چھائی

چاندنی اتری ہے طیبہ کے درودیوار پر

رحمتوں والے پیمبرؐ، عظمتوں والے رسول
خالقِ کون و مکاں کو ہے رضا جن کی قبول

جن کے دامانِ کرم کی انتہا کوئی نہیں
جن کی رفعت کے برابر سلسلہ کوئی نہیں
دوسرا ارض و سما میں آپؐ سا کوئی نہیں
گلشنِ توحیدِ ربی کے تروتازہ ہیں پھول

رحمتوں والے پیمبرؐ، عظمتوں والے رسول
خالقِ کون و مکاں کو ہے رضا جن کی قبول

چاندنی اتری ہے طیبہ کے در و دیوار پر
رشک کرتا ہے فلک بھی گرمیٔ بازار پر
مینہ برستا ہے عطاؤں کا درِ سرکار پر
گنبدِ خضرا پہ انوارِ خدا کا ہے نزول

رحمتوں والے پیمبرؐ، عظمتوں والے رسول
خالقِ کون و مکاں کو ہے رضا جن کی قبول

آپؐ نے فرسودگی کا ہر مٹا ڈالا نشاں
آپؐ نے کچلے ہوئے انسان کو بخشی زباں
قریۂ باطن میں دی شام و سحر آقاؐ، اذاں
درج ہیں لوحِ عمل پر زندگانی کے اصول

رحمتوں والے پیمبرؐ، عظمتوں والے رسول
خالقِ کون و مکاں کو ہے رضا جن کی قبول

مری لوحِ دعا کے ہاتھ پر لاکھوں قلم اترے

مرے آقاؐ نقوشِ پاک کی اترن عطا کرنا
مرا دل بھی مدینہ ہے، مرے دل میں رہا کرنا

درودوں کے بنائے ہیں مرے بچوں نے بھی گجرے
کھُلے ہیں خوشبوؤں کے دیس میں جنت کے دروازے
مری لوحِ دعا کے ہاتھ پر لاکھوں قلم اترے
مدینے کے سفر کی آج بھی مل کر دعا کرنا

مرے آقاؐ نقوشِ پاک کی اترن عطا کرنا
مرا دل بھی مدینہ ہے، مرے دل میں رہا کرنا

تجلی کے مناظر دیکھتا رہتا ہوں لفظوں میں
عقیدت کی چمک میں دیکھتا رہتا ہوں چہروں میں
میں آنسو بانٹتا رہتا ہوں آقاؐ کے غلاموں میں
صبا سرکارؐ کی چوکھٹ پہ مجھ سے بھی ملا کرنا

مرے آقاؐ نقوشِ پاک کی اترن عطا کرنا
مرا دل بھی مدینہ ہے، مرے دل میں رہا کرنا

مجھے پھر میرے آقاؐ نے طلب طیبہ میں فرمایا
حضوری کا لیے پیغام قاصد آپؐ کا آیا
مدینے کی ہواؤں کی مبارک باد بھی لایا
مواجھے کی فضاؤں میں صبا نعتیں پڑھا کرنا

مرے آقاؐ نقوشِ پاک کی اترن عطا کرنا
مرا دل بھی مدینہ ہے، مرے دل میں رہا کرنا

کبھی ہم بے نواؤں کو ملے حکمِ سفر آقاؐ

کرم کیجے، کرم کیجے، کرم بارِ دگر آقاؐ
کبھی ہم بے نواؤں کو ملے حکمِ سفر آقاؐ

نظر آقاؐ، مسلسل جاں نثاروں پر نظر آقاؐ
کوئی جگنو، کوئی تتلی، کوئی نغمہ، گہر آقاؐ
دعاؤں، التجاؤں میں اثر آقاؐ اثر آقاؐ
مدینے کا تصور ہو ہمارا ہمسفر آقاؐ

کرم کیجے، کرم کیجے، کرم بارِ دگر آقاؐ
کبھی ہم بے نواؤں کو ملے حکمِ سفر آقاؐ

مدینے کی تڑپ میں رات دن آنسو بہاتے ہیں
درودوں کو لبِ تشنہ پہ ہر لمحہ سجاتے ہیں
در و دیوارِ طیبہ کو دل و جاں میں بساتے ہیں
کرم کی منتظر ہے آج شاخِ بے ثمر آقاؐ

کرم کیجے، کرم کیجے، کرم بارِ دگر آقاؐ
کبھی ہم بے نواؤں کو ملے حکمِ سفر آقاؐ

تصور ہم کو لے جائے مدینے کی بہاروں میں
کبھی ہم سانس لیں خلدِ نبیؐ کے مرغزاروں میں
درِ سرکارؐ پر لطف و کرم کی آبشاروں میں
ہمارا اشکِ تر ہے، ہر چراغِ رہگذر آقاؐ

کرم کیجے، کرم کیجے، کرم بارِ دگر آقاؐ
کبھی ہم بے نواؤں کو ملے حکمِ سفر آقاؐ

مؤدب ہوں بوقتِ حاضری ارض و سما والے
مؤدب ہوں بوقتِ حاضری رب کی رضا والے
مؤدب ہوں بوقتِ حاضری سب مصطفےؐ والے
حیاتِ چند روزہ ہو مدینے میں بسر آقاؐ

کرم کیجے، کرم کیجے، کرم بارِ دگر آقاؐ
کبھی ہم بے نواؤں کو ملے حکمِ سفر آقاؐ

پریشان نہ ہوں

جن کے لجپال طیبہ کی سرکارؐ ہوں
جن کے والی خزانوں کے مختارؐ ہوں

وہ پریشان نہ ہوں
وہ پریشان نہ ہوں

اُن کے آقاؐ کرم اُن پہ فرمائیں گے
جو ہیں کشکول خالی وہ بھر جائیں گے

وہ پریشان نہ ہوں
وہ پریشان نہ ہوں

جن کے سردار نبیوں کے سردار ہوں
جن کے آقاؐ غلاموں کے غم خوار ہوں

وہ پریشان نہ ہوں
وہ پریشان نہ ہوں

اُن کے آقاؐ مدینے میں بلوائیں گے
شہرِ طیبہ میں مہمان ٹھہرائیں گے
وہ پریشان نہ ہوں
وہ پریشان نہ ہوں

جن کے ہادی شہنشاہِ ابرار ہوں
جن کے دلدار اللہ کے دلدار ہوں
وہ پریشان نہ ہوں
وہ پریشان نہ ہوں

پھول اپنی مرادوں کے وہ پائیں گے
گردِ پا کے ستارے بھی چن لائیں گے
وہ پریشان نہ ہوں
وہ پریشان نہ ہوں

جن کے قدموں میں دولت کے انبار ہوں
جن کے مولا خدائی کا شہکار ہوں
وہ پریشان نہ ہوں
وہ پریشان نہ ہوں

اُن کے سارے مسائل نمٹ جائیں گے
جھولیاں بھر کے طیبہ سے وہ لائیں گے
وہ پریشان نہ ہوں
وہ پریشان نہ ہوں

لبِ تشنہ کی اے پیاسی دعاؤ! دو گھڑی رکنا

مدینے کی طرف جاتی ہواؤ! دو گھڑی رکنا
نبیؐ کے گیت گاتی اپسراؤ! دو گھڑی رکنا

سلامِ شوق کہنا باوضو ہو کر پیمبرؐ سے
حضورِ حسن رکھ دینا مرے نغمے معطر سے
ملانا ہاتھ بڑھ کر تو وہاں صبحوں کے منظر سے
خرامِ عجز کر جانا، صبا، شہرِ منوّر سے
لبِ تشنہ کی اے پیاسی دعاؤ! دو گھڑی رکنا

مدینے کی طرف جاتی ہواؤ! دو گھڑی رکنا
نبیؐ کے گیت گاتی اپسراؤ! دو گھڑی رکنا

یہ کہنا یارسول اللہ، بڑی نادان ہے امت
سرِ مقتل، سرِ کرب و بلا ہلکان ہے امت
کئی صدیوں سے آقاجیؐ، بہت ویران ہے امت
ہوئی جرمِ ضعیفی سے بہت بے جان ہے امت
قفس میں ہر پرندے کی نواؤ! دو گھڑی رکنا

مدینے کی طرف جاتی ہواؤ! دو گھڑی رکنا
نبیؐ کے گیت گاتی اپسراؤ! دو گھڑی رکنا

میں لکھ لوں آشیانوں پر ثنائے مرسلِ آخرؐ
میں لکھ لوں شامیانوں پر ثنائے مرسلِ آخرؐ
میں لکھ لوں آسمانوں پر ثنائے مرسلِ آخرؐ
میں لکھ لوں بادبانوں پر ثنائے مرسلِ آخرؐ
مری کشتی کے بزدل ناخداؤ! دو گھڑی رکنا

مدینے کی طرف جاتی ہواؤ! دو گھڑی رکنا
نبیؐ کے گیت گاتی اپسراؤ! دو گھڑی رکنا

مرے اشکوں کے گجرے تم سجانا اُنؐ کی چوکھٹ پر
مرے احوالِ روز و شب بتانا اُنؐ کی چوکھٹ پر
شبِ ہجراں کے نالے بھی سنانا اُنؐ کی چوکھٹ پر
چراغِ آرزو جھک کر جلانا اُنؐ کی چوکھٹ پر
کسی مظلوم کے گھر کی صداؤ! دو گھڑی رکنا

مدینے کی طرف جاتی ہواؤ! دو گھڑی رکنا
نبیؐ کے گیت گاتی اپسراؤ! دو گھڑی رکنا

سرِ مقتل کھڑی ہے نسلِ آدم، یارسول اللہؐ
نگوں ہے عظمتِ رفتہ کا پرچم، یارسول اللہؐ
ہوائے گلستاں کب سے ہے برہم، یارسول اللہؐ
لہو میں ڈوب کر لکھے ہیں کالم، یارسول اللہؐ
فضا میں امن کی اے فاختاؤ! دو گھڑی رکنا

مدینے کی طرف جاتی ہواؤ! دو گھڑی رکنا
نبیؐ کے گیت گاتی اپسراؤ! دو گھڑی رکنا

مرے آنسو بھی لے جانا، مری آنکھیں بھی لے جانا
مری بے نور سی روتی ہوئی راتیں بھی لے جانا
درِ سرکارِ طیبہ پر مری سوچیں بھی لے جانا
ثنائے آب میں ڈوبی ہوئی نعتیں بھی لے جانا
افق پر جھومتی کالی گھٹاؤ! دو گھڑی رکنا

مدینے کی طرف جاتی ہواؤ! دو گھڑی رکنا
نبیؐ کے گیت گاتی اپسراؤ! دو گھڑی رکنا

آپؐ میرِ اممؐ، آپؐ خیرالبشرؐ

آپؐ کی ذات پر ہوں کروڑوں درود
آپؐ کی ذات پر ہوں کروڑوں سلام
آپؐ کی آل پر بھی ہوں لاکھوں درود
آپؐ کی آل پر بھی ہوں لاکھوں سلام

آپؐ کے شہرِ اقدس کی کیا بات ہے
ہر طرف نور و نکہت کی بارات ہے
اُس کی رحمت کی ہر سمت برسات ہے
مغفرت آپؐ کے در کی سوغات ہے

آپؐ کی ذات پر ہوں کروڑوں درود
آپؐ کی ذات پر ہوں کروڑوں سلام
آپؐ کی آل پر بھی ہوں لاکھوں درود
آپؐ کی آل پر بھی ہوں لاکھوں سلام

آپؐ میرِ اممؐ، آپؐ خیرالبشرؐ
ایک شاعر پڑا ہے سرِ رہگذر
اِک نظر، یانبیؐ، اس کے احوال پر
منتظر چشمِ رحمت کی ہے چشمِ تر

آپؐ کی ذات پر ہوں کروڑوں درود
آپؐ کی ذات پر ہوں کروڑوں سلام
آپؐ کی آل پر بھی ہوں لاکھوں درود
آپؐ کی آل پر بھی ہوں لاکھوں سلام

علم و حکمت، شعور و زرِ آگہی،
امنِ عالم عطا آپؐ کی یانبیؐ
آپؐ کے دم سے ہے ہر طرف روشنی
اپنی امت پہ چشمِ کرم آج بھی

آپؐ کی ذات پر ہوں کروڑوں درود
آپؐ کی ذات پر ہوں کروڑوں سلام
آپؐ کی آل پر بھی ہوں لاکھوں درود
آپؐ کی آل پر بھی ہوں لاکھوں سلام

آپؐ سچے نبیؐ آپؐ صادق، امیں
تاجدارِ حرم، آپؐ سدرہ نشیں
تاجِ عظمت سروں پر رہا بھی نہیں
چھن گیا ہے غلاموں سے حرفِ یقیں

آپؐ کی ذات پر ہوں کروڑوں درود
آپؐ کی ذات پر ہوں کروڑوں سلام
آپؐ کی آل پر بھی ہوں لاکھوں درود
آپؐ کی آل پر بھی ہوں لاکھوں سلام

کروڑوں درود اور کروڑوں سلام

سیّدی مرشدی، یا نبیؐ یا نبیؐ
آپؐ بزمِ رسالت کی ہیں روشنی
سب پہ سایہ فگن رحمتیں آپؐ کی
آپؐ کا مَیں نکمّا سا ہوں امتی

آپؐ کی ذات پر ہوں کروڑوں درود
آپؐ کی ذات پر ہوں کروڑوں سلام

آپؐ کا در ملائک کی ہے آرزو
آپؐ کی ہر کسی کو رہی جستجو
جو بھی حاضر ہو حاضر ہو وہ باوضو
آپؐ کی خوشبوئیں وجد میں چار سو

آپؐ کی ذات پر ہوں کروڑوں درود
آپؐ کی ذات پر ہوں کروڑوں سلام

یارسولِ امیں، یارسولِ خدا
آپؐ مقصودِ تخلیقِ ارض و سما
آپؐ کے مقتدی ہیں سبھی انبیاء
آپؐ کے نقشِ پا چومتی ہے ہوا

آپؐ کی ذات پر ہوں کروڑوں درود
آپؐ کی ذات پر ہوں کروڑوں سلام

آپؐ کا قرض ہے ساری مخلوق پر
آپؐ کی نعت پڑھتے ہیں دیوار و در
میرے احوال پر بھی خدارا نظر
دے رہی ہے سلامی مری چشمِ تر

آپؐ کی ذات پر ہوں کروڑوں درود
آپؐ کی ذات پر ہوں کروڑوں سلام

آپؐ ہی یانبیؐ آفتابِ حرم
ہر طرف آپؐ کی عظمتوں کے علم
سر بسجدہ رہیں میرے لوح و قلم
عشق کے باب میں داستاں ہو رقم

آپؐ کی ذات پر ہوں کروڑوں درود
آپؐ کی ذات پر ہوں کروڑوں سلام

آپؐ کا نام آئے تو کلیاں کھلیں
لب عقیدت سے ارض و سما کے ہلیں
خوشبوؤں کے کٹورے صبا کو ملیں
خود بخود چاک دامانِ غم کے سلیں

آپؐ کی ذات پر ہوں کروڑوں درود
آپؐ کی ذات پر ہوں کروڑوں سلام

عدل کی حکمرانی عطا آپؐ کی
یہ صبا آپؐ کی یہ ہوا آپؐ کی
مجھ کو مطلوب آقاؐ رضا آپؐ کی
میرا مکتب ازل سے ثنا آپؐ کی

آپؐ کی ذات پر ہوں کروڑوں درود
آپؐ کی ذات پر ہوں کروڑوں سلام

ہر طرف آپؐ کے ذکر کی محفلیں
ہر طرف جشنِ میلاد کی رونقیں
ہر طرف حرفِ مدحت کی ہیں تابشیں
پیش کرتا ہے میرا قلم دھڑکنیں

آپؐ کی ذات پر ہوں کروڑوں درود
آپؐ کی ذات پر ہوں کروڑوں سلام

لوگ آسودہ ہوں آسماں کے تلے
امتِ بے نوا کے بڑھیں حوصلے
نور و نکہت کے چلتے رہیں قافلے
آرزو کا دیا تا قیامت جلے

آپؐ کی ذات پر ہوں کروڑوں درود
آپؐ کی ذات پر ہوں کروڑوں سلام

مدینے کے تصور میں قلم بھی رقص فرمائے

دعا کرنا، مرے ہمدم! بلاوا اب کے بھی آئے
مقدّر کا ستارا روشنی کے پھول برسائے

مبارک باد بچے لے کے آئیں میرے کمرے میں
چمن کی خوشبوئیں میلہ لگائیں میرے کمرے میں
چراغِ آرزو لے کر ہوا آنگن میں لہرائے

وفورِ شوق سے آنکھیں چھلک اٹھیں سرِ محفل
مرے گھر کی منڈیروں پر اتر آئے مہِ کامل
مدینے کے تصور میں قلم بھی رقص فرمائے

مرے دیوان نعتوں کے بھی میرے ساتھ جائیں گے
فرشتے محفلِ میلاد میں مصرع اٹھائیں گے
مرا دل خود بھی تڑپے، اہلِ محفل کو بھی تڑپائے

دعا کرنا، مواجھے کی فضاؤں میں، مَیں کھو جاؤں
درودوں کے لیے گجرے سرِ انوار سو جاؤں
مری امید کا دامن مرے اشکوں سے بھر جائے

لپٹ جاؤں میں ہر زائر کے قدموں سے ہوا بن کر
مدینے کے کبوتر گفتگو مجھ سے کریں شب بھر
کسی صورت مرے الفاظ کی صورت نہ گہنائے

میں تصویرِ ادب بن کر رہوں قدمَین کی جانب
درودوں کی ہوا مہکے شہِ کونین کی جانب
لہو کا ایک اک قطرہ ثنا کے لفظ دہرائے

دعا کرنا، مرے ہمدم! بلاوا اب کے بھی آئے
مقدّر کا ستارا روشنی کے پھول برسائے

❁❁❁

عفو و رحمت کی ہتھکڑی

پھر مدینے کی ٹھنڈی ہوا چل پڑی
دل کی دنیا مری کیا سے کیا ہو گئی

آپؐ نے پھر طلب مجھ کو فرما لیا
اپنا مہمان عاصی کو ٹھہرا لیا
اپنے قدموں میں مجرم کو بلوا لیا
عفو و رحمت کی مجھ کو لگے ہتھکڑی

پھر مدینے کی ٹھنڈی ہوا چل پڑی

میرے بچے بھی خوشیاں منانے لگے
آرزو کے گھروندے بنانے لگے
بام و در کو ابھی سے سجانے لگے
ان کے ہاتھوں میں مشعل ادب کی جلی

پھر مدینے کی ٹھنڈی ہوا چل پڑی

روشنی کب سے ہے آسماں کے تلے
شب دیے مدحتِ مصطفیٰؐ کے جلے
ایک دیوانہ زنجیر لے کر چلے
ہر طرف ہیں کھڑی رحمتیں آپؐ کی

پھر مدینے کی ٹھنڈی ہوا چل پڑی

کشتیاں لے گیا، بادباں لے گیا
دیکھتے دیکھتے قلب و جاں لے گیا
چشمِ تر کو تصور کہاں لے گیا
پیش منظر میں سرکارؐ کی ہے گلی

پھر مدینے کی ٹھنڈی ہوا چل پڑی
دل کی دنیا مری کیا سے کیا ہو گئی

❁❁❁

جھک جھک کے دیں سلامی اشکوں کے آبگینے

ساحل پہ اب کہاں ہیں وہ منتظر سفینے
آنکھوں کو بند کر لو، آؤ چلیں مدینے

اترے ہوئے مَلک ہیں طیبہ کی رہگذر میں
رم جھم گلاب منظر سمٹے ہیں چشمِ تر میں
بادِ خنک کھڑی ہے رستے کے ہر شجر میں
رحمت برس رہی ہے اس دلکشا سفر میں
ماتھے پہ جھلملائیں خوشبو بھرے پسینے

ساحل پہ اب کہاں ہیں وہ منتظر سفینے
آنکھوں کو بند کر لو، آؤ چلیں مدینے

مشتاق ہیں نگاہیں، بے تاب چشمِ تر ہے
آنسو ہیں چند باقی، سامان مختصر ہے
اک رقص کرتی تتلی ہر شاخِ نور پر ہے
اے دل سنبھل! نبیؐ کا روضہ قریب تر ہے
جھک جھک کے دیں سلامی، اشکوں کے آبگینے

ساحل پہ اب کہاں ہیں وہ منتظر سفینے
آنکھوں کو بند کر لو، آؤ چلیں مدینے

خوش بخت میری آنکھو! یہ شہرِ مصطفیٰؐ ہے
سلطانِ دوجہاںؐ کا دربار آ گیا ہے
دہلیزِ مصطفیٰؐ سے لپٹی ہوئی دعا ہے
ہر حرفِ التجا میں میری بھی التجا ہے
دل میں چھپے ہوئے ہیں، آقاؐ، کئی دفینے

ساحل پہ اب کہاں ہیں وہ منتظر سفینے
آنکھوں کو بند کر لو، آؤ چلیں مدینے

سجدو! بڑے ادب سے اترو مری جبیں سے
جھک کر گلے ملو تم، طیبہ کی سر زمیں سے
جو مانگنا نبیؐ سے وہ مانگنا یقیں سے
سب کچھ تمہیں ملے گا اس شہرِ دلنشیں سے
پاؤ گے ہر قدم پر لعل و گہر کے زینے

ساحل پہ اب کہاں ہیں وہ منتظر سفینے
آنکھوں کو بند کر لو، آؤ چلیں مدینے

واسطہ آپؐ کو اپنے رحمان کا

میرے آقاؐ، مدد میری فرمایئے
میرے آقاؐ، مدد میری فرمایئے

واسطہ خالقِ جن و انسان کا
واسطہ آپؐ کو نورِ قرآن کا
واسطہ آپؐ کو اپنے رحمان کا

میرے آقاؐ، مدد میری فرمایئے
میرے آقاؐ، مدد میری فرمایئے

آپؐ کے در کا ادنیٰ بھکاری ہوں مَیں
شہرِ مدحت کی بادِ بہاری ہوں مَیں
سر تا پا، یانبیؐ، انکساری ہوں مَیں

میرے آقاؐ، مدد میری فرمایئے
میرے آقاؐ، مدد میری فرمایئے

آپؐ اللہ کے محبوب ہیں، یانبیؐ
اُس کے بندے ہیں اُس کے رسولؐ آخری
ہر طرف ہے ملی آپؐ کی روشنی

میرے آقاؐ، مدد میری فرمایئے
میرے آقاؐ، مدد میری فرمایئے

اپنی امت کی آقاؐ خبر لیجئے
ایک حرفِ تسلی اسے دیجئے
اس کے حالِ زبوں پر کرم کیجئے

میرے آقاؐ، مدد میری فرمایئے
میرے آقاؐ، مدد میری فرمایئے

❁❁❁

کبھی خوشبوئیں ہاتھ تھامیں گی میرا

خدا کے حبیبِ مکرمؐ مجھے بھی
کبھی حاضری کی اجازت ملے گی

کبھی میں بھی دیکھوں گا طیبہ کی گلیاں
ازل سے جو گلیاں ہیں مصری کی ڈلیاں
درودوں کے جھرمٹ میں شاخِ ادب پر
کبھی مسکرائیں گی شاداب کلیاں
دریچوں میں ہو گی کبھی روشنی سی

خدا کے حبیبِ مکرمؐ مجھے بھی
کبھی حاضری کی اجازت ملے گی

کبھی معتبر ہو گا میرا حوالہ
عطا ہو گا لفظوں کو رحمت کا ہالہ

اجالوں سے بھر جائے گا میرا دامن
کبھی ہو گا محرومیوں کا ازالہ
کرم ہو کرم ہو کرم ہو نبی جیؐ

خدا کے حبیبِ مکرمؐ مجھے بھی
کبھی حاضری کی اجازت ملے گی

کبھی خوشبوئیں ہاتھ تھامیں گی میرا
کبھی میرے من میں بھی ہو گا سویرا
مرے تشنہ ہونٹوں کی شاخِ دعا پر
ثنا کے پرندوں کا ہو گا بسیرا
کہ مہکے گی پھولوں سے جھولی مری بھی

خدا کے حبیبِ مکرمؐ مجھے بھی
کبھی حاضری کی اجازت ملے گی

❁❁❁

ہر گھر میں چراغاں کرتے چلو

اشکوں کو مسلسل بہنے دو
کچھ ہجر کی باتیں کہنے دو
آنکھوں کو برستا رہنے دو
اتنا ہے یقیں دیوانوں کو
اک روز مدینے جائیں گے
آقا جیؐ، کرم فرماتے ہیں
آقا جیؐ، کرم فرمائیں گے

انوار کا بادل چھائے گا
اکرام کی برکھا لائے گا
پیغامِ حضوری آئے گا
چوکھٹ سے لپٹ کر طیبہ میں
ہم دل کی مرادیں پائیں گے
آقا جیؐ، کرم فرماتے ہیں
آقا جیؐ، کرم فرمائیں گے

دم آپؐ کا ہر دم بھرتے چلو
ہر گھر میں چراغاں کرتے چلو
اللہ کے غضب سے ڈرتے چلو
ہم خلدِ نبیؐ سے رحمت کے
بھر بھر کے کٹورے لائیں گے
آقا جیؐ، کرم فرماتے ہیں
آقا جیؐ، کرم فرمائیں گے

ایماں کا شرارہ چمکے گا
گھر بار ہمارا چمکے گا
قسمت کا ستارا چمکے گا
سرکارؐ کی روشن گلیوں میں
ہم جھومیں گے ہم گائیں گے
آقا جیؐ، کرم فرماتے ہیں
آقا جیؐ، کرم فرمائیں گے

❁❁❁

بہار آ تجھے لے چلیں ہم مدینے

کھڑے کب سے ہیں ساحلوں پر سفینے
بہار آ تجھے لے چلیں ہم مدینے

نہیں ہم کو آتا کوئی بھی سلیقہ
ہمیں حاضری کا بتا دے طریقہ
درِ مصطفیٰؐ کے سکھا دے قرینے

کھڑے کب سے ہیں ساحلوں پر سفینے
بہار آ تجھے لے چلیں ہم مدینے

خدا کے فرشتے ادب سے کھڑے ہیں
ستاروں کے جھرمٹ بھی در پر پڑے ہیں
ہیں ذروں میں شامل فلک کے نگینے

کھڑے کب سے ہیں ساحلوں پر سفینے
بہار آ تجھے لے چلیں ہم مدینے

وہاں سبز روضے کی تابانیاں ہیں
وہاں رحمتوں کی فراوانیاں ہیں،
خطا کار ہم امتی ہیں کمینے

کھڑے کب سے ہیں ساحلوں پر سفینے
بہار آ تجھے لے چلیں ہم مدینے

وہاں روشنی سر جھکا کر ہے چلتی
علَم عاجزی کے اٹھا کر ہے چلتی
اٹھا لائیں ہم بھی کرم کے خزینے

کھڑے کب سے ہیں ساحلوں پر سفینے
بہار آ تجھے لے چلیں ہم مدینے

وہاں ہر قدم پر بلندی ملے گی
کلی شاخِ دل پر سخن کی کھلے گی
وہاں ہر قدم پر ہیں بخشش کے زینے

کھڑے کب سے ہیں ساحلوں پر سفینے
بہار آ تجھے لے چلیں ہم مدینے

وہاں جھولیاں سب کی بھرتے ہیں آقاؐ
مداوا غموں کا بھی کرتے ہیں آقاؐ
نبیؐ کی عطا کے ملیں گے دفینے

کھڑے کب سے ہیں ساحلوں پر سفینے
بہار آ تجھے لے چلیں ہم مدینے

وہاں نقشِ پائے نبیؐ ہیں فروزاں
وہاں ہر قدم پر ہوا ہے چراغاں
کہ آنے لگیں کہکشاں کو پسینے

کھڑے کب سے ہیں ساحلوں پر سفینے
بہار آ تجھے لے چلیں ہم مدینے

تاجدارِ حرم

یا شفیع الوریٰ
یا حبیبِ خدا
تاجدارِ حرم
سرورِ انبیاء
اس طرف بھی کرم کی نظر کیجئے
میری بنجر زمینوں پہ برسے گھٹا
سنگریزوں کو لعل و گہر کیجئے
یا شفیع الوریٰ
یا حبیبِ خدا
تاجدارِ حرم
سرورِ انبیاء
اس طرف بھی کرم کی نظر کیجئے
مَیں حوادث کے جنگل میں جاؤں کدھر
موسمِ زرد کو بے اثر کیجئے

یا شفیع الوریٰ
یا حبیبِ خدا
تاجدارِ حرم
سرورِ انبیاء
اس طرف بھی کرم کی نظر کیجئے
آپؐ کی سب کنیزیں بھی ہیں منتظر
رحمتیں اپنی شام و سحر کیجئے
یا شفیع الوریٰ
یا حبیبِ خدا
تاجدارِ حرم
سرورِ انبیاء
اس طرف بھی کرم کی نظر کیجئے
روشنی میرے خوابوں کی تعبیر ہو
اب مداوائے چشمانِ تر کیجئے
یا شفیع الوریٰ
یا حبیبِ خدا
تاجدارِ حرم
سرورِ انبیاء

اس طرف بھی کرم کی نظر کیجئے
ہر طرف اک مصائب کا طوفان ہے
شاخِ امید کو باثمر کیجئے

یا شفیع الوریٰ
یا حبیبِ خدا
تاجدارِ حرم
سرورِ انبیاء

اس طرف بھی کرم کی نظر کیجئے
بام و در پر اداسی ہے چھائی ہوئی
میرا لبریز خوشیوں سے گھر کیجئے

یا شفیع الوریٰ
یا حبیبِ خدا
تاجدارِ حرم
سرورِ انبیاء

اس طرف بھی کرم کی نظر کیجئے
مَیں گنہ گاروں مَیں سیہ کار ہوں
میرے ہر جرم سے درگذر کیجئے

یا شفیع الوریٰ
یا حبیبِ خدا
تاجدارِ حرم
سرورِ انبیاء
اس طرف بھی کرم کی نظر کیجئے
کوئی پرسانِ حالِ زبوں بھی نہیں
میری فریاد کو معتبر کیجئے

یا شفیع الوریٰ
یا حبیبِ خدا
تاجدارِ حرم
سرورِ انبیاء
اس طرف بھی کرم کی نظر کیجئے
جبرِ شب سے رہائی ملے، یا نبیؐ
حرفِ غم اور بھی مختصر کیجئے

یا شفیع الوریٰ
یا حبیبِ خدا
تاجدارِ حرم
سرورِ انبیاء

اس طرف بھی کرم کی نظر کیجئے
آج بھی انتہا اپنے الطاف کی
اپنے شاعر کے احوال پر کیجئے

یا شفیع الوریٰ
یا حبیبِ خدا
تاجدارِ حرم
سرورِ انبیاء

صبحِ دلنواز

شہرِ مکّہ کی ٹھنڈی ہواؤ
خلدِ آقاؐ کی دلکش فضاؤ
میری کٹیا میں بھی آج آؤ
حال اُس دن کا مجھ کو بتاؤ

میرے سرکارؐ جس دن تھے آئے
ہر طرف پھول تھے مسکرائے
عرش سے فرش تک تھا چراغاں
لمحہ لمحہ تھا خوشبو بداماں
آسماں رقص کرنے لگا تھا
اِس زمیں پر اترنے لگا تھا
حال اُس دن کا مجھ کو بتاؤ

شہرِ مکّہ کی ٹھنڈی ہواؤ
خلدِ آقاؐ کی دلکش فضاؤ

میری کٹیا میں بھی آج آؤ
حال اُس دن کا مجھ کو بتاؤ

رنگ اترے ہوئے تھے فضا میں
ماہ و انجم کھڑے تھے ہوا میں
ہر طرف تھی درودوں کی رم جھم
ہر طرف تھا بہاروں کا موسم
بام و در ہو رہے تھے منوّر
رحمتوں کے ملے تھے سمندر
حال اُس دن کا مجھ کو بتاؤ

شہرِ مکّہ کی ٹھنڈی ہواؤ
خلدِ آقاؐ کی دلکش فضاؤ
میری کٹیا میں بھی آج آؤ
حال اُس دن کا مجھ کو بتاؤ

عمر قید کی التجا

مجرم ہوں اس لیے ہیں آنے لگے پسینے
ابھی ہتھکڑی لگا کر مجھے لے چلو مدینے

مَیں شہرِ مصطفیٰؐ میں یہی التجا کروں گا
آقاؐ یہیں جیوں گا، آقاؐ یہیں مروں گا
اب عمر قید ہو تو روشن رہیں گے سینے

پرسانِ حال اپنا کوئی نہیں جہاں میں
محشر کا شور کب سے برپا ہے آشیاں میں
ٹوٹے ہوئے ہیں آقاؐ مرے دل کے آبگینے

ماضی کی ہر نشانی امت سے کھو گئی ہے
عظمت کی روشنی بھی جنگل میں سو گئی ہے
گردابِ ابتلا میں امت کے ہیں سفینے

مدحت کے پھول شاخِ دل پر سجا لیے ہیں
پلکوں پہ آنسوؤں کے میلے لگا لیے ہیں
لوح و قلم میں آقاؐ مدحت کے ہیں خزینے

مرنے کے بعد بھی میں اُنؐ کی ثنا کروں گا
سجدوں میں گڑگڑا کر یہ التجا کروں گا
میری لحد میں یارب مدحت کے ہوں شپینے

میرا قلم ورق پر رقصاں رہے خدایا
انوارِ سرمدی سے ہر گھر سجے خدایا
آئیں جو زندگی میں میلاد کے مہینے

مجرم ہوں اس لیے ہیں آنے لگے پسینے
ابھی ہتھکڑی لگا کر مجھے لے چلو مدینے

ٹھہرو!

خوش بخت، مضافاتِ مدینہ کی ہواؤ

ٹھہرو مَیں ذرا اشک ہتھیلی پہ سجا لوں
سانسوں کو بھی آداب غلامی کے سکھا لوں
ٹھہرو مَیں درودوں کے نئے ہار بنا لوں
گجرے بھی سلاموں کے محبت سے اٹھا لوں
پلکوں پہ ستاروں کی تجلی کو گرا لوں
دامن میں زرِ خاکِ مضافات چھپا لوں
سینے سے مَیں حیرت کے چمن زار لگا لوں
ہونٹوں پہ تشکر کے نئے پھول کھلا لوں
ٹھہرو، مَیں ابھی رقصِ مسلسل میں تو آ لوں
مَیں گنبدِ خضرا کو دل و جاں میں بسا لوں
سرکارؐ سے مَیں اذن حضوری کا تو پا لوں
خاکِ در اقدس کو مَیں دستار بنا لوں

مَیں ہجر کی راتوں کے دیے سارے بجھا لوں
چادر مَیں تمناؤں کی رستے میں بچھا لوں
مَیں عشق کی دہلیز پہ سر اپنا جھکا لوں
مَیں جھوٹی اناؤں سے بھی پیچھا تو چھڑا لوں
انوارِ مدینہ کو نگاہوں میں بسا لوں
اندر کے بھی انساں کو مسلمان بنا لوں
آقائے معظمؐ کو نئی نعت سنا لوں

دلکش اے مضافاتِ مدینہ کی ہواؤ!

فریاد

امتِ ناداں سے کشکولِ گدائی چھین لیں
اس کو دستارِ فضیلت پھر ملے، آقا حضورؐ
سر برہنہ، ملتمس ہے، غیر کی دہلیز پر
پھول غیرت کا ہتھیلی پر کھلے، آقا حضورؐ

کب سے زنجیریں چھنکتی ہیں غلامی کی حضورؐ
کب سے بے گور و کفن لاشے بھی ہیں بکھرے ہوئے
کب سے ہیں جرمِ ضعیفی کے اندھیرے ہر طرف
کب سے ہیں گرد و غبارِ شام میں الجھے ہوئے

سر اٹھانے کی اجازت بھی نہیں ملتی، حضورؐ
کن اذیت ناک لمحوں میں ہے امت آپؐ کی
عصرِ نو کی کربلا میں کوئی کیا زندہ رہے
کن جزیروں میں مقید ہے ہوا اور روشنی

چار دیواری میں بھی محفوظ کب ہے زندگی
ہاتھ میں ٹوٹا ہوا ہے، یا نبیؐ، میرا قلم
بارشوں کا زور ہے اور کشتیاں گرداب میں
جھوم کر اٹھے درِ سرکارؐ سے ابرِ کرم

❁❁❁

ہماری اجتماعی خودکشی پر کون روئے گا

ہماری سالمیت اک کھلونا بن گئی آقاؐ
کتابوں میں سمٹ کر رہ گئی تیمور کی غیرت
چمن کٹھ پتلیوں کے ہاتھ میں ہے یارسول اللہؐ!
لہو برسے فضاؤں سے مگر ہوتی نہیں حیرت

ہمارے ہاتھ میں کشکول کب سے ہے گدائی کا
چمک ڈالر کی بینائی ہماری لے گئی آقاؐ
لٹیرے دندناتے پھر رہے ہیں پاک دھرتی پر
کہاں لے جائے گی امت کو یہ لادینیت آقاؐ

یہ پوچھا ہے ہواؤں نے ہواؤں سے سرِ گلشن
ہماری اجتماعی خود کشی پر کون روئے گا
کھڑی ہے ملتِ بیضا اندھیری رات میں کب سے
امیرِ قافلہ کب تک شبستانوں میں سوئے گا

ہمارے کارناموں پر کوئی تمغہ نہیں ملتا
ہماری نسلِ نو ہر آئنے سے خوف کیوں کھائے
خریدی ہے سرِ بازار رسوائی زمانے کی
ہماری عقل و دانش کا جنازہ ہے کدھر جائے

ہماری بے بسی نے انتہا کو چھو لیا اب تو
ہماری بے حسی کا قفل ٹوٹے یارسول اللہ
چراغِ آرزو گھر گھر ہوا بانٹے تسلسل سے
کوئی سورج امنگوں کا بھی نکلے یارسول اللہ

شہرِ حضورؐ میں

سر تا قدم ہوں فضلِ خدائے رحیم میں
پہنچا ہوں میں حضورؐ کے شہرِ عظیم میں
روضے کی جالیوں پہ نظر جب مری پڑی
جنت کے در کھلے مرے ذوقِ سلیم میں

آنکھوں کو دھو کے کوثر و تسنیم سے ریاضؔ
دیکھی ہیں مَیں نے گنبدِ خضرا کی تابشیں
دیکھی ہیں مَیں نے آپؐ کے در کی بلندیاں
دیکھی ہیں مَیں نے شہرِ پیمبرؐ کی رونقیں

اپنے قلم کو چومتا رہتا ہوں روز و شب
بابِ ثنا کے ایک اک حرف جلی میں ہوں
کتنا مَیں خوش نصیب ہوں لوحِ حیات پر
آقائے محتشمؐ کی مَیں روشن گلی میں ہوں

اے آسمانِ شہرِ پیمبرؐ مرا سلام
دیکھا تو ہو گا تو نے بھی میرے حضورؐ کو
دیکھا تو ہو گا چہرۂ انور کو جھوم کر
دیکھا تو ہو گا تو نے محمدؐ کے نور کو

خوشبو! سنا مجھے مرے آقاؐ کی گفتگو
کیسے فضائیں رقص میں رہتی تھیں ہر گھڑی
کیسے گلاب جھڑتے تھے ہونٹوں سے رات دن
کیسے چراغ بانٹتی پھرتی تھی روشنی

سردارِ دوجہاں کے تبسم کی بات کر
دانش کے پھول کس طرح کھلتے تھے ہر طرف
کچھ حال اُس زمانۂ اقدس کا بھی بتا
حکمت کے جام کس طرح ملتے تھے ہر طرف

یہ مرکزِ نگاہ ہے ہر آسمان کا
کیا کیا درِ حضورؐ پہ میری نظر میں ہے
آنکھیں مری ہیں عہدِ رسالت مآبؐ میں
میرا خیال دامنِ خیرالبشرؐ میں ہے

سوال

چراغ بانٹنے نکلی ہوا تو پوچھیں گے
یہ کس سخیؐ کی بدولت مزاج بدلا ہے
یہ کس سخیؐ کی بدولت ہے نور کی بارش
یہ کس سخیؐ کے نقوشِ قدم کا صدقہ ہے

چراغ بانٹنے نکلی ہوا تو پوچھیں گے
نبیؐ کے شہرِ مقدّس کا حال کیسا تھا
درِ حضورؐ پہ کس کس کے اشک بکھرے تھے
سحابِ خلدِ مدینہ ادب سے برسا تھا

چراغ بانٹنے نکلی ہوا تو پوچھیں کے
مرے وطن کی ہوائیں سلام کہتی تھیں
مرے سلام کے آنسو بھی کیا فروزاں تھے
درِ نبیؐ پہ دعائیں سلام کہتیں تھیں

❁❁❁

احوالِ امتِ مظلوم

ساعتِ مجہول کی بارش میں ہے بھیگا ہوا
خود فریبی میں مسلسل رات دن الجھا ہوا
آج کا انسان آدم خور ہے، آقا حضورؐ
منحرف چہروں کے جنگل میں کہیں الجھا ہوا

کون سر انجام دے گا اس کے حصے کے امور
پھر خدا بننے کا ذہنوں میں سمایا ہے فتور
پھر زمیں کے سبز خطوں پر خزاں قابض ہوئی
آپؐ کی امت کہاں جائے مرے آقا حضورؐ

دہر میں اولادِ آدم آج بھی مشکل میں ہے
جستجوئے رزق میں ہر آدمی مشکل میں ہے
ہر جزیرے سے اسے ملتا ہے حکمِ انخلا
امتِ مظلوم، آقاؐ، آپؐ کی مشکل میں ہے

اس کے احوالِ پریشاں پر نظر، آقا حضورؐ
در بدر پھرتی ہے یہ شام و سحر، آقا حضورؐ
ہر اندھیرے کو دریچوں میں سجا لیتی ہے یہ
اس کی راہوں میں چراغِ رہگذر، آقا حضورؐ

سفرِ مدینہ

سفر مدینے کا میرے بچو! درود لمحوں کی داستاں ہے
قدم قدم پر ہجومِ اشکِ رواں کے سجدوں کی کہکشاں ہے

سڑک کے دونوں طرف ادب سے کھڑے ہیں ٹھنڈی ہوا کے جھونکے
چراغ، خوشبو، چنار، بادل کا ساتھ میرے بھی کارواں ہے

نظر اٹھا کے، بڑے ادب سے، فضا میں جس بھی طرف ہے دیکھا
اُدھر ہی گنبد ہے سبز روشن، اُدھر ہی آقاؐ کا آستاں ہے

برہنہ پا ہوں، برہنہ سر ہوں، مَیں رقص میں ہوں، مَیں وَجد میں ہوں
نبیؐ کے شہرِ کرم کی جانب، غلام اُنؐ کا رواں دواں ہے

بلندیوں پر ہے بخت میرا، مگر نگاہیں جھکی ہوئی ہیں
حضورؐ، حاضر یہ میرا دل ہے، حضورؐ، حاضر یہ میری جاں ہے

حضورؐ، آہوں نے سسکیوں نے، عجیب منظر بنا رکھا ہے
برستی آنکھوں کا ابرِ الفت، لہو کی بوندوں کا ترجماں ہے

ہوائیں صلِّ علیٰ کے گجرے اٹھا کے لائی ہیں ارضِ جاں سے
حضورؐ، میرے وطن کے کوہ و دمن کا منظر دھواں دھواں ہے

کرم کی رم جھم کی دلکشی ہے، عطا و بخشش کی روشنی ہے
خدا مدینے کے ہر مسافر پہ کس قدر آج مہرباں ہے

غروب ہوتا ہوا یہ سورج، چراغ کتنے جلا رہا ہے
عجب مدینے کی رہگذر ہے، عجب ہے موسم، عجب سماں ہے

سلام کرتے ہوئے جزیرے سے روشنی کے گذر رہے ہیں
درود پڑھتے ہوئے درختوں کے سبز پتوں کا سائباں ہے

گماں نہیں، یہ یقیں ہے مجھ کو، جھکا کے سر کو بڑے ادب سے
تمام حسن و جمال کون و مکاں کا راہوں میں پرفشاں ہے

بیاضِ نعتِ حضورؐ، سینے کی دھڑکنوں میں کھُلی ہوئی ہے
مری غلامی کی سر زمیں ہے، مری غلامی کا آسماں ہے

حضورؐ، اذنِ سلام بخشیں، غلام ابنِ غلام کو بھی
درود کے کیفِ زرفشاں میں، مرا قلم ہے مری زباں ہے

مدینے جاتی ہوئی ہواؤ! مجھے بھی نعتِ نبیؐ سناؤ
ہر ایک لمحہ جو ہمسفر ہے وہ قافلے کا بھی ساربان ہے

ریاضؔ جس کی ہتھیلیوں پر قلم کے سورج اُگے ہوئے ہیں
وہ قافلے سے بچھڑ گیا ہے، یہیں کہیں تھا، مگر کہاں ہے؟

استغاثہ

(آقائے محتشمؐ کی عدالتِ عظمیٰ میں)

ہادیِ انس و جاں، اُمّتِ ناتواں
آپؐ کے در پہ کب سے ہے نوحہ کناں

لٹ گئی ہے متاعِ ہنر کیا کریں
اے شفیع الاممؐ، رحمتِ دو جہاں

ہر ورق گم ہے تاریخ کی گرد میں
اشکِ تر سے لکھی جائے گی داستاں

بال و پر نوچ ڈالے گئے شاخ پر
تنکا تنکا ہوا آج بھی آشیاں

سر برہنہ کھڑے ہیں کڑی دھوپ میں
اپنے سر پر نہیں، یا نبیؐ، سائباں

روح پر برچھیاں ہیں شبِ کرب کی
خوف میں غرق ہے دامنِ ارضِ جاں

عصرِ نو کی نئی کربلاؤں میں ہیں
سج رہے ہیں نئے مقتلِ کوفیاں

امن کی فاختہ کب فضاؤں میں ہے
عافیت کا نہیں کوئی نام و نشاں

بے بسی کی کہانی کہاں تک کہیں
زخم خوردہ ہے لوح و قلم کی زباں

اجنبی اجنبی لوگ ہیں، یا نبیؐ
کھویا کھویا سا ہے عشق کا کارواں

حشر سا حشر برپا ہے چاروں طرف
ارضِ کشمیر جلتا ہوا زخمِ جاں

آگ ہے خون ہے، خون ہے آگ ہے
کسمپرسی کے عالم میں ہیں بستیاں

بزدلی کی کہانی سنانے لگیں
کلکِ مدحت سے لپٹی ہوئی سسکیاں

ایک جبرِ مسلسل میں ہیں اُمتی
آشیانوں کے سر پر ہے برقِ تپاں

تشنہ لب کانپتے ہیں، رسولِ امیںؐ!
گفتگو میں بھی ہیں خوف کی کرچیاں

قتل گاہوں سے چڑیاں بھی لوٹی نہیں
ہر قدم گھات میں سرخ ہیں آندھیاں

جام ٹوٹے ہوئے، ہونٹ جلتے ہوئے
سہما سہما سا لگتا ہے پیرِ مغاں

موج در موج لپٹے ہوئے ہیں کفن
پھٹ چکے کشتیوں کے کھلے بادباں

کون روکے گا دشمن کی یلغار کو
رقص میں ہے قبیلے کا ہر نوجواں

عدل کی کوئی زنجیر ہلتی نہیں
قَصرِ شاہی میں بھی جھوٹ ہے حکمراں

خون تھوکے نہ خلقت تو پھر کیا کرے
پرچمِ عزمِ نو گر گیا ناگہاں

امتِ ناتواں کس طرف جائے گی
رہ گیا وہ بھی ٹوٹا ہوا پائیداں

مکتبِ زندگی ہے مقفّل ہوا
بہہ گئیں سیلِ غم میں سبھی تختیاں

اہلِ شر نے ہواؤں کو گروی رکھا
سانس لینے پہ، آقاؐ، ہیں پابندیاں

نفسا نفسی کے عالم میں ہے ہر کوئی
روزِ مَحشر کا ہونے لگا ہے گماں

گم ہوئے پانیوں میں جزیرے کئی
ناخداؤں سے محروم ہیں کشتیاں

دشت و صحرا میں جائیں کدھر سیدیؐ!
تنگ ہے یہ زمیں، تنگ ہے آسماں

عظمتِ عہدِ رفتہ کہاں کھو گئی
تازیانوں کی بارش ہوئی ہے یہاں

ہم کہ مجرم ہیں، یامصطفیٰؐ، آپؐ کے
ہم صفائی میں دیں، یانبیؐ، کیا بیاں

خوشبوئیں ماتمی اوڑھنی اوڑھ لیں
گل فروشی پہ مامور ہے باغباں

یانبیؐ، جو مسلط ہے احوال پر
وہ سمجھتا نہیں دھڑکنوں کی زباں

کیسے سورج ہتھیلی پہ رکھیں گے ہم
ہر طرف بے بسی، بے حسی کا دھواں

جس کے لب پر ہے دشمن کی حمد و ثنا
کیا ہمارا حقیقی ہے وہ ترجماں

آپؐ کے در پر آئے ہیں روتے ہوئے
یا امیرِ اممؐ، یا شہِ مرسلاںؐ

یانبیؐ کب تلک، یانبیؐ کب تلک
ساحلوں سے مسلسل بڑھیں دوریاں

عفو و رحمت کی بادِ خنک چل پڑے
بند ہے اِن دنوں عافیت کی دکاں

المدد یارسولِ خدا، المدد
خونِ مسلم چلا جائے گا رایگاں

فتنہ و شر کے بادل چھٹیں، یانبیؐ
امن کی فاختائیں رہیں زرفشاں

حوصلوں کے سمندر عطا کیجئے
بزدلی کب سے ہے عشق کی پاسباں

کامرانی کے پرچم کھُلیں، یانبیؐ
چومنے نقشِ پا آئے پھر کہکشاں

اب چلے پھر مراسم کی ٹھنڈی ہوا
ترجمانِ اخوّت ہوں آبادیاں

آپؐ کے در پہ نظریں بچھائے ہوئے
منتظر کب سے حوّا کی ہیں بیٹیاں

یارسولِؐ خدا، یاشہِ انبیاء
بتکدوں میں کوئی آج بھی دے اذاں

نعت میں بھی قلم بانٹنے ہے لگا
تلخیاں، کرچیاں، ہچکیاں، سسکیاں

استغاثہ، غلاموں کا، دربار میں
پیش کرنے چلے میرے اشکِ رواں

کاش ایسا بھی ہو یارسولِؐ خدا
بے ضمیری کی اڑنے لگیں دھجیاں

امتِ مسلمہ کا تو اک فرد ہے
تیرے ہونٹوں پہ ٹھہری رہے گی فغاں

❁❁❁

معمولات

گذرگاہِ محبت سے میں تصویرِ ادب بن کر گذرتا ہوں
نبیؐ کی یاد کی رُت میری آنکھوں میں سماتی ہے
عرب کی خاک سے پھولوں کے گلدستے بناتا ہوں
یہ گلدستے درِ اقدس پہ پھر جا کر سجاتا ہوں
حروفِ نَو کی مٹی سے تراشیدہ نئے پیکر
درِ عالی پہ پھیلی نور کی چادر پہ رکھتا ہوں

میرے آقاؐ!

پنڈی سے میرے آقاؐ پیغام یہ ملا ہے
عیدی مرے نبیؐ سے میرے لیے بھی لانا

میرا سلام کہنا آقاؐ کی بارگہ میں
سب حال میرا میری سرکارؐ کو سنانا

کہنا کہ میرے آقاؐ ہم سب ہی منتظر ہیں
اگلے برس ہمیں بھی دربار میں بلانا

کہنا حضورؐ، دامن اشکوں سے بھر گیا ہے
آقا حضورؐ سارے آلام کو مٹانا

دنیا نے دکھ دیئے ہیں دل کھول کر نبیؐ جی
سویا ہوا مقدّر میرا کبھی جگانا

میں مضطرب ہوں آقاؐ، احوال پر نظر ہو
تاریک شامِ غم کی آقاؐ کبھی سحر ہو

میں ہوائے شہرِ طیبہ سے مخاطب ہوں ریاضؔ

میں ہوائے شہرِ طیبہ سے مخاطب ہوں ریاضؔ
میرے کاسے میں زرِ خاکِ مدینہ ڈال دے
میری آنکھوں میں سجا دے گنبدِ خضرا کا عکس
میرے ہاتھوں پر گلِ رحمت کی رکھ دے خوشبوئیں
رہگذارِ عشق پر رکھ دے چراغِ آرزو

میں ہوائے شہرِ طیبہ سے مخاطب ہوں ریاضؔ
سب درودیوار پر ہو سایۂ ابرِ کرم
تھام لے انگلی مضافاتِ مدینہ میں مری
چپکے چپکے مجھ کو سکھلا دے مدینے کا نصاب
میری سانوں میں رکھے نعتِ پیمبرؐ کا گداز

میں ہوائے شہرِ طیبہ سے مخاطب ہوں ریاضؔ
آج بھی رکھے دعاؤں کے جزیرے میں چراغ
آج بھی رکھے حضوری کی بشارت ہاتھ پر
آج بھی کر دے مواجھے میں قلم کو اشکبار
آج بھی دامن میں میرے ڈال دے کرنوں کے پھول

میں ہوائے شہرِ طیبہ سے مخاطب ہوں ریاضؔ
میرے دامانِ طلب میں آگہی کے پھول دے
میری بنجر ساعتیں در پر کریں شب بھر قیام
میرے افکارِ پریشاں کو ملے حرفِ سکوں
میرے دل کی دھڑکنوں کو دے حضوری کی نوید

یارسول اللہ اُنظر حالنا

لب بہ لب پھیلی ہوئی ہے خامشی
اشکِ غم سے تر ہوئی ہے زندگی

بے بسی سی روز و شب پر ہے محیط
ہر قدم پر ایک ہے دیوار سی

چاند بادل سے نکلتا ہی نہیں
کس گلی میں کھو گئی ہے روشنی

یاسیت کے ہیں بھنور میں کشتیاں
خوف سے سہما ہوا ہے آدمی

کشتِ جاں میں پھول کھلتے ہی نہیں
خشک سالی ہے بدن میں دائمی

سر پہ ہے کالی گھٹاؤں کا ہجوم
ہر کسی کا پیرہن ہے کاغذی

ہاتھ ملتی رہ گئی ہیں خوشبوئیں
کس نے کلیوں کی چرا لی ہے ہنسی

آدم و حوّا کی نسلیں کیا کریں
ہچکیاں لینے لگی ہیں آخری

دل گرفتہ ہیں مرے بچّے حضورؐ
تتلیاں، جگنو کہاں گڑیا گئی

حشر برپا ہے رسولوں کے رسولؐ
خوں میں تر تشنہ لبی ہے آج بھی

غم میں ہے ڈوبا ہوا منظر، حضورؐ
چھا رہی ہے ہر طرف افسردگی

زر پرستی کی ہواؤں میں ہے گم
کیجئے امت کی اب چارہ گری

کٹ چکی ہے اپنی سب اقدار سے
کب سے ہے ماری ہوئی افلاس کی

خود فراموشی کے جنگل میں ہے گم
رہگذارِ عشق ہے سونی پڑی

آپؐ کے دامن سے وابستہ رہیں
ہو مقدر آپؐ کی روشن گلی

دم بخود بادِ صبا، بادِ نسیم
المدد یا سیّدیؐ یا مرشدیؐ

یارسول اللہؐ انظر حالنا
یا حبیب اللہؐ اسمع قالنا

۲۰۱۵ء کی آخری نعتیہ نظم

اِس برس موسم پذیرائی کا آنگن میں رہا
اس برس مہکے رہے اُنؐ کی عطاؤں کے چمن
اِس برس پھیلا رہا دستِ طلب بیمار کا
اُنؐ کے قدموں میں رہا شہرِ قلم، شہرِ سخن

اُنؐ کے الطاف و کرم کی بارشیں ہوتی رہیں
اُنؐ کی توصیف و ثنا کے تھے گلستاں ہر طرف
میرے ہونٹوں پر نئے پھولوں کی رعنائی رہی
میرے اشکوں نے کیے رکھا چراغاں ہر طرف

حجلۂ شب میں چراغِ آرزو جلتا رہا
چاندنی چٹکی رہی حُبِ رسولِ پاکؐ کی
خوش نصیبی نے قدم چومے ہیں میرے رات دن
روشنی ہوتی رہی ہے صاحبِ لولاکؐ کی

چشمِ تر ڈوبی رہی اپنے ہی اشکوں میں اِدھر
ہم سفر راہِ مدینہ میں مہ و اختر رہے
خوشبوؤں کے پیرہن میں لفظ تھے میرے تمام
رقص کے عالم میں طیبہ کے کبوتر بھی رہے

''آبروئے ما'' کو حرفِ معتبر جانا گیا
آپؐ کے در پر رہی میری ''غزل کاسہ بکف''
اُنؐ کے الطافِ کریمانہ رہے سایہ فگن
آنکھ کا سرمہ بنی خاکِ مدینہ و نجف

اِس برس بھی اشک دہلیزِ پیمبرؐ پر رہے
اِس برس بھی کلکِ مدحت کو ملا اذنِ ثنا
اِس برس بھی فکرِ تازہ کے کھلے تازہ گلاب
اِس برس بھی نعتِ دلآویز کا موسم کُھلا

اِس برس مہکی رہی کشتِ دل و جانِ عزیز
اس برس بھیگا رہا داماں مرے افکار کا
اس برس اوجِ ثریا پر رہی کلکِ ادب
رنگ ہی کچھ اور تھا گھر کے در و دیوار کا

مجھے طیبہ نگر کی چاند راتیں یاد آتی ہیں

مجھے طیبہ کی گلیوں کے وہ منظر یاد آتے ہیں
جو پھولوں سے بھی نازک ہیں وہ پتھر یاد آتے ہیں

مجھے طیبہ نگر کی چاند راتیں یاد آتی ہیں
کھجوریں بانٹتے بچوں کی باتیں یاد آتی ہیں

مری کشتی کنارے پر لگا دی تھی ہواؤں نے
مجھے جینا سکھایا تھا مدینے کی فضاؤں نے

میں نظمِ نعت کی خوشبو درِ اقدس پہ لایا تھا
ثنا کرتے ہوئے اقبال کی نگری سے آیا تھا

مرے سینے کی ہر دھڑکن ثنا کرتے ہوئے آئی
درودِ پاک کی ہر ایک تتلی روشنی لائی

پڑی تھی کعبۂ اقدس پہ جب پہلی نظر میری
اُسی کیفِ مسلسل میں ہے جاں شام و سحر میری

وضو زم زم سے کر کے سر جھکانا یاد ہے مجھ کو
غلافِ کعبہ میں منہ کو چھپانا یاد ہے مجھ کو

چمن زارِ ثنا میں روشنی کے پھول کھلتے ہیں
محمدؐ نام لو تو میرے دونوں ہونٹ ملتے ہیں

جوارِ سنگِ اسود میں یہ میرے لب رہے تشنہ
مری آنکھوں کے قلزم میں دعا کا موجزن رہنا

درِ سرکارؐ کی دلکش فضائیں یاد آتی ہیں
کرم برساتی وہ کالی گھٹائیں یاد آتی ہیں

مواجھے کی فضاؤں میں، مدینے کی ہواؤں میں
مرے لوحِ و قلم تھے آبدیدہ التجاؤں میں

سلامِ شوق کہنا دھڑکنوں کا یاد آتا ہے
بچھانا در پہ چادر سائلوں کا یاد آتا ہے

کبھی برسات اشکوں کی بھلائی جا نہیں سکتی
وہ تصویرِ ادب تجھ کو دکھائی جا نہیں سکتی

مجھے بھولے نہیں یارب! وہ منظر التجاؤں کے
پرندے لوٹ کر آنے لگے تھے جب دعاؤں کے

چراغِ راہ بن کر میں بھی رہ جاتا مدینے میں
شریکِ ہر دعا ہوتا میں اشکوں کے شبینے میں

حصارِ چشمۂ رحمت کا وہ آبِ روا لا دو
مدینے سے مدینے کی زمیں کا آسماں لا دو

ریاضؔ خوشنوا تجھ کو دعائیں عمر بھر دے گا
گلستانِ محبت کی وہ شاخِ باثمر دے گا

❁❁❁

دھوپ ہی بن گئی ہے مرا سائباں

دم بخود ہے قلم، چپ ہے میری زباں
اشکِ تر میں ہے ڈوبی ہوئی داستاں
خیمۂ جاں میں بس آگ ہی آگ ہے
زندگی کا سفر ہے دھواں ہی دھواں
تتلیاں شاخِ گل پر سسکنے لگیں
خوشبوئیں ہیں پریشان جائیں کہاں
سانس لینا بھی دشوار ہے یا نبیؐ
آ پڑا ہے مسائل کا کوہِ گراں
کسمپرسی کے عالم میں ہیں روز و شب
دھوپ ہی بن گئی ہے مرا سائباں

غم کی تصویر ہے میرا شہرِ سخن، آبدیدہ ہیں سب میرے لوح و قلم
یا حبیبِ خدا، یا رسولِ امیں! میرے احوال پر بھی ہو چشمِ کرم

خاک ہی خاک ہے ہر چمن زار میں
خوف ہی خوف ہے شب کے آثار میں
دشت و صحرا میں تنہا ہوں جاؤں کدھر
چھپ گیا میرا سایہ بھی دیوار میں
ایک لرزش سی ہے میرے ہر لفظ میں
ایک لکنت سی ہے میری گفتار میں
بے گناہی مری ہچکیوں میں ہے گم
جرمِ ناکردہ ہیں میری دستار میں
یا نبیؐ، امنِ عالم کے پرچم کھُلیں
زخم ہی زخم ہیں دن کے اخبار میں

حسرتیں میرے دامن سے لپٹی ہوئی، میری قسمت میں محرومیاں ہیں رقم
یا حبیبِ خدا، یا رسولِ امیں! میرے احوال پر بھی ہو چشمِ کرم

میرا ہر ایک آنسو دعاؤں میں ہے
آخرِ شب کی سب التجاؤں میں ہے
مجھ کو نوحہ گری کا ہے منصب ملا
میری فریاد میری نواؤں میں ہے

عافیت کا سویرا مقدّر بنے
اضطرابِ مسلسل ہواؤں میں ہے
قافلہ بارشوں کا کہاں رک گیا
خشک سالی کا موسم گھٹاؤں میں ہے
ایسے سورج کو لے کر کرے کیا کوئی
گھپ اندھیرا اگر ان فضاؤں میں ہے

امتِ ناتواں کا کریں ذکر کیا، گر گیا اس کے ہاتھوں سے آقاؐ علم
یا حبیبِ خدا، یا رسولِ امیں! میرے احوال پر بھی ہو چشمِ کرم